کتنا سخت ہے ہم پر کہ ساری کائنات کو دیکھتے ہیں لیکن آپؑ کی زیارت سے محروم ہیں۔

(دعائے ندبہ)

حقیقتِ منتظرؑ

مؤلف: اہل قلم کی جماعت

پیشکش: آغا سید احمد علی رضوی

ناشر

ادارہ شاہِ خراسان لاہور (پاکستان)
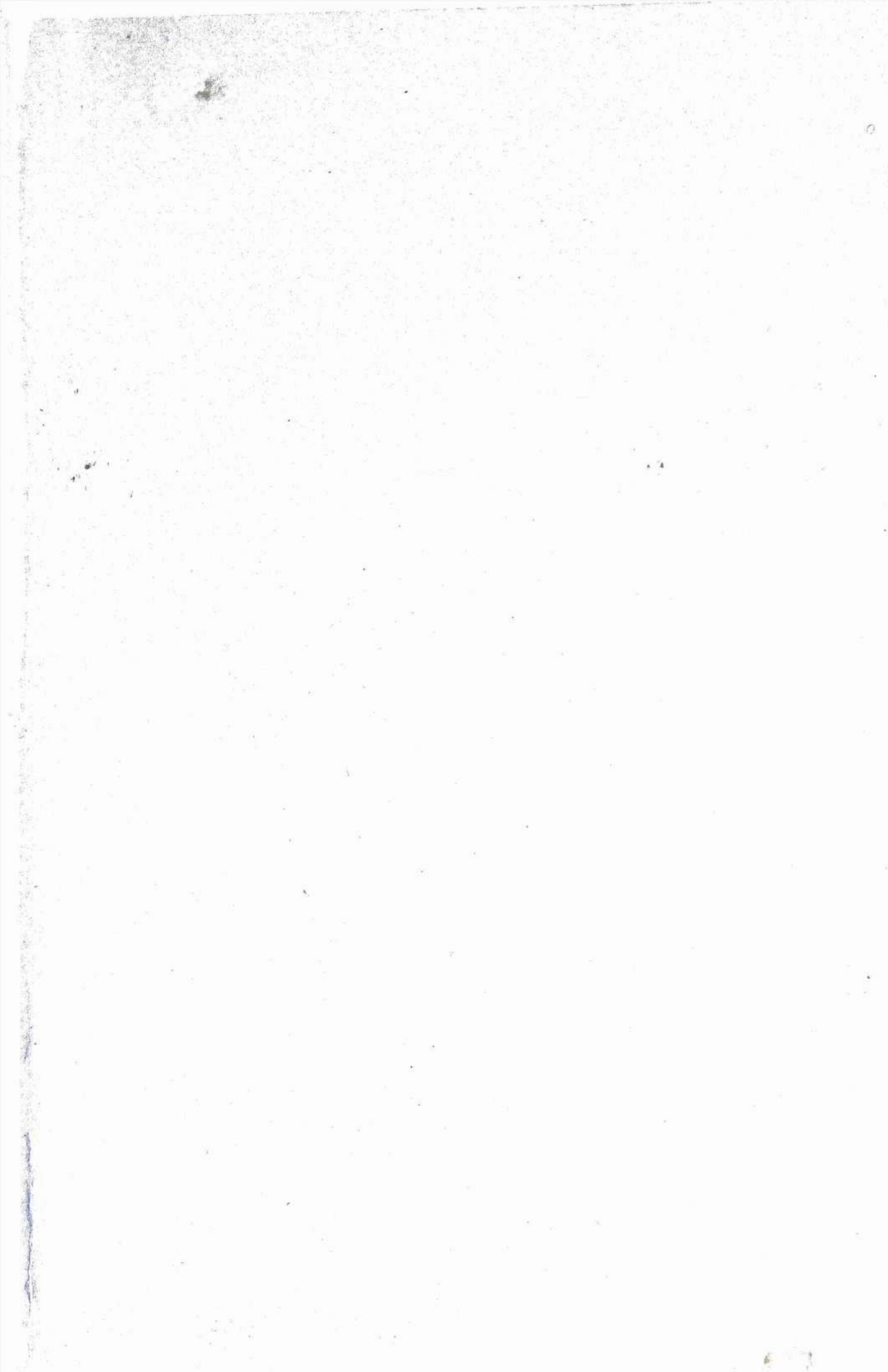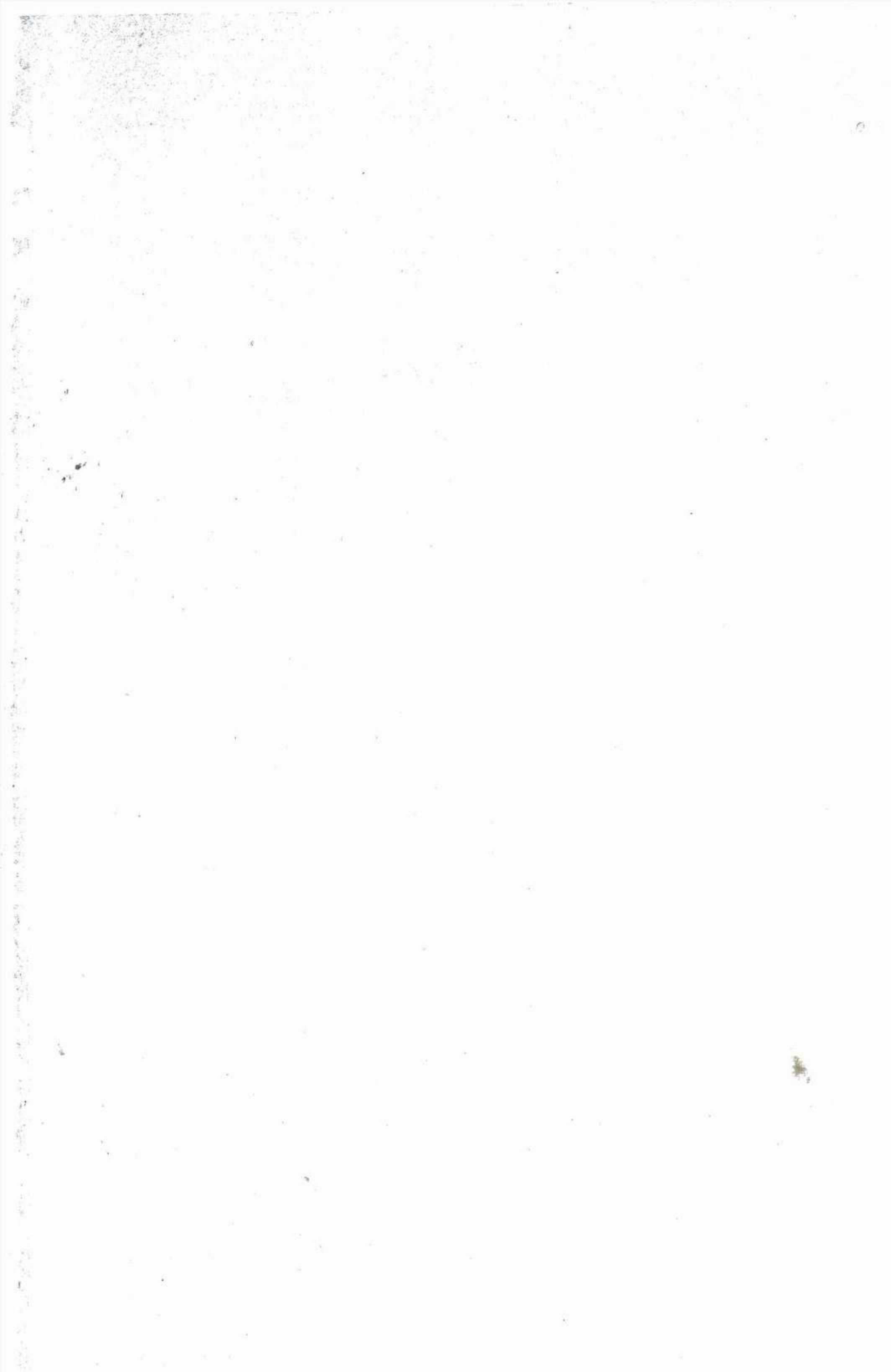
امام آخر الزمان حضرت مهدیؑ سے متعلق 100 سوالات کے جوابات

﴿مؤلف﴾

اہلِ قلم کی جماعت

﴿پیشکش﴾

آغا سید احمد علی رضوی

﴿ناشر﴾

ادارہ شاہ خراسان لاہور

714 نیلم بلاک اقبال ٹاؤن، لاہور۔ فون: 7449039

نام کتاب	:	حقیقتِ منتظرؑ
مؤلف	:	اہلِ قلم کی جماعت
تحقیق	:	شبیر حسین ترابی آغا سید بشیر قمی
اشاعت	:	جولائی 2004ء
پیشکش	:	آغا سید احمد علی رضوی
ناشر	:	ادارہ شاہ خراسان لاہور
کمپوزر	:	نیشنل گرافکس 7844575
ہدیہ	:	100 روپے

سٹاکسٹ

☆ افتخار بک ڈپو اسلام پورہ لاہور۔ فون نمبر 7223686

☆ کریم پبلیکیشنز سمیع سنٹر 38 اردو بازار لاہور۔ فون نمبر 7122772

☆ مکتبہ حسینہ پونیال روڈ گلگت پاکستان۔ فون نمبر 54790

انتساب

میں اپنی اس پیش کش کو اُن علمائے حقہ کے نام سے منسوب کرتا ہوں جن کی پُرخلوص کوششوں اور محنتوں کی وجہ سے اسلام کا پیغام روئے ارض کے ہر حصہ میں پہنچ رہا ہے۔

آغا سید احمد علی رضوی

عرض ناشر

ادارہ خدائے ذوالجلال کا شکر گزار ہے کہ اس نے ادارہ کو اپنی آخری حجت۔ ضامن بقاء ارض و سماء امام محمد مہدی آخر الزمان کے بارے میں پوچھے جانے والے سوالات کے جوابات لکھنے کی توفیق عطا فرمائی۔

اس کتاب کو ترتیب دینے کا مقصد اُمتِ مسلمہ کے ذہنوں میں امام زمانہؑ سے متعلق اُٹھنے والے سوالات کا شافی جواب دینا ہے۔ ادارہ کی طرف سے کوشش کی گئی ہے کہ اس کتاب میں تمام اہم سوالات کے جوابات تسلی بخش طور پر دیئے جائیں۔ جہاں ضرورت محسوس ہوئی وہاں جواب تفصیل سے دیا گیا ہے تاکہ قاری کے ذہن میں کوئی ابہام باقی نہ رہے۔ غیر ضروری سوالات سے گریز کیا گیا ہے۔ امام زمانہؑ سے متعلق ہزاروں سوالات ہیں لیکن ادارہ نے صرف (سو 100) نہایت اہم سوالات کے جوابات لکھے ہیں تاکہ کتاب کی ضخامت بڑھنے نہ پائے اور قاری ایک ہی نشست میں اسے پڑھ سکے۔

اُمید ہے کہ یہ پیش کش بھی ہماری گذشتہ پیشکش کی طرح مقبولیت حاصل کرے گی۔ آخر میں ہماری دعا ہے کہ خدائے کریم تمام مسلمانوں کو امام زمانہؑ کی صحیح معرفت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ادارہ شاہ خراسان

امام زمانؑ

مومن کی ہے فریاد جلدی سے آیئے
اس نور محمد کی تجلی دکھایئے

کربلا میں جو سر کٹ گیا اُس سر کا واسطہ
عمران کے اُجڑے ہوئے گھر کا واسطہ
شہداء کربلا کے بہتّر کا واسطہ

منزل ہے دور راستہ دشوار المدد
دشمن سے ہم ہیں برسرِ پیکار المدد
ہم سب کو آپؑ کا ہے انتظار المدد

نمبر شمار

فہرست سوالات

86 امامؑ کے صرف (۳۱۳) تین سو تیرہ جاں نثار ہوں گے؟

87 امام زمانہؑ کی سلطنتِ کریمہ کا دارالخلافہ کون سا شہر ہوگا؟

88 قسطنطنیہ کون فتح کرے گا؟

89 کیا امام زمانہؑ مسجدوں کے مینار گرا دیں گے؟

90 کیا امام زمانہؑ کعبہ کو گرا دیں گے؟

91 امام زمانہؑ کے ظہور اور بعد کے واقعات کیا ہوں گے؟

92 امام زمانہؑ جن مسجدوں کو گرائیں گے ان کے نام بتائیں انہیں کیوں گرایا جائے گا؟

93 امام زمانہؑ کن مذاہب اور مکاتب کو قانونی حیثیت دیں گے؟

94 امام زمانہؑ کی حکومت کی مدت کتنی ہوگی؟

95 امام زمانہؑ کے ظہور کے بعد سب سے پہلے ان کی بیعت کون کرے گا؟

96 دُعائے ندبہ کی روشنی میں ظلم کرنے والے کہاں چھپ جائیں گے؟

97 امام زمانہؑ کے ظہور کی علامت کون سی ہیں؟

98 امام زمانہ کے ظہور کے بعد علوم کی ترقی کس حد تک ہوگی؟

99 رجعت کیا ہے؟ کیا باقی آئمہؑ پھر زندہ ہوں گے؟

100 کیا امام زمانہؑ بھی شہید کر دیئے جائیں گے؟

آیت: قُل اِنتَظِرُ وَاِنَّا مُنتَظِرُونَ (القران)

ترجمہ: کہو انتظار کرو ہم بھی منتظر ہیں۔

امام محمد مہدی آخر الزمانؑ

اسمِ مبارک : محمدؐ

لقب : مہدی۔ منتظر۔ آخرالزمان۔ قائم۔ صاحب الزمان

کنیت : ابوالقاسم

والد : امام حسن عسکریؑ

والدہ : نرجس خاتون

ولادت : ۱۵ شعبان 255 ھجری

غیبت صغریٰ : 260 ھجری

غیبتِ کبریٰ : 329 ھجری

بحکم خدا زندہ ہیں

سوال 1: امام زمانہؑ کی ولادت کب اور کہاں ہوئی؟

جواب: امام کی ولادت با سعادت ۱۵ شعبان المعظم ۲۵۵ ہجری کو بمقام سامرہ میں ہوئی۔

سوال 2: آپؑ کے والد اور والدہ کا کیا نام ہے؟

جواب: آپؑ کے والد کا نام حضرت امام حسن عسکریؑ اور آپ کی والدہ کا نام نرجس خاتون ہے۔

سوال 3: کیا آپؑ کی والدہ کنیز تھیں؟

جواب: آپؑ کی والدہ کنیز نہیں بلکہ مُلک روم کی شہزادی تھیں۔

سوال 4: آپؑ کی کنیت اور القابات کون سے ہیں؟

جواب: آپؑ کی کنیت ابوالقاسمؑ ابوعبداللہؑ ابو صالح اور القابات میں مہدیؑ قائمؑ بقیۃ اللہؑ حجۃؑ اللہؑ صاحب الامر اور صاحب الزمان زیادہ مشہور ہیں۔

سوال 5: آپؑ کا اسم مبارک کیا ہے؟

جواب: آپ کا اصل نام محمدؑ ہے جو خود رسولؐ اللہ نے رکھا ہے۔

سوال 6: زمین پر خدا کی حجتؑ کون ہے؟

جواب: اس وقت زمین پر خدا کی آخری اور واحد حجتؑ امام مہدیؑ ہیں۔

سوال 7: امام زمانہؑ کو مہدیؑ کیوں کہتے ہیں؟

جواب: اس لئے کہ آپ حقیقی اسلام کی طرف لوگوں کی رہنمائی کریں گے جبکہ لوگ اسلام کو بُھلا چکے ہوں گے۔

سوال 8: آپؑ کو وجہ اللہ کہہ سکتے ہیں؟

جواب: بالکل کہہ سکتے ہیں اس لئے کہ آپؑ اللہ کے جمال و جلال کا مظہر ہیں اور ہر امام اپنے زمانے کا وجہ اللہ (اللہ کا چہرہ) ہوتا ہے۔

سوال 9: کیا امام زمانہؑ کی کوئی بہن یا بھائی ہے؟

جواب: امام زمانہؑ کی کوئی بہن یا کوئی بھائی نہیں ہے آپؑ اپنے والد کی پہلی اور آخری اولاد تھے۔

سوال 10: قرآن کی کتنی آیتیں امام زمانہؑ سے متعلق ہیں؟

جواب: قرآن کی تقریباً ۲۰۰ (دو سو) سے زائد آیات امام زمانہ سے متعلق ہیں۔

سوال 11: امام زمانہؑ اور اُن کے ظہور کو جھٹلانا کیسا ہے؟

جواب: امام اور اُن کے ظہور کو جھٹلانا قرآن اور رسولؐ کو جھٹلانے کے مترادف ہے لہذا حرام ہے۔

سوال12: آپؑ کو سب سے پہلے کس نے دیکھا؟

جواب: آپؑ کو سب سے پہلے امام محمد تقی کی صاحبزادی جناب حکیمہ خاتون نے دیکھا تھا۔

سوال13: آپؑ کی ولادت کے وقت کے حالات و واقعات کیا تھے؟

جواب: حضرتؑ کی ولادت مخفی طور پر ہوئی پیدائش کی شب تک بالکل آثار حمل نمایاں نہیں ہوئے اور یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے پہلے بھی ایسا ہوتا رہا ہے کیونکہ حضرات انبیاء و آئمہ علیھم السلام کی ارواح نورانیہ مثل عام لوگوں کی روحوں کے نہیں ہوتیں بلکہ یہ صاحبان روح قدس ہوتے ہیں اور ان کے کمالات و تصرفات شکم مادر ہی سے معجزے کی صورت میں ظاہر ہونے لگتے ہیں اور اول سے بغیر ظہور آثار کے اعجازی شان کے ساتھ ولادت بھی ہو جاتی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیدائش اسی طرح ہوئی نمرود نے حکم دے دیا تھا کہ مرد عورتوں سے جدا کر دیئے جائیں اگر کسی کے لڑکا پیدا ہو تو اس کو ہلاک کر دیا جائے مگر جب حضرت ابراہیمؑ کا حمل ہوا تو شکم مادر سے کوئی اثر ظاہر نہ ہوتا تھا پیدا ہوئے تو والدہ ماجدہ ہلاکت کے خوف سے ایک غار میں رکھ آئیں اور وہیں انگوٹھے چوس چوس کر پرورش پائی۔ حضرت موسےٰؑ کی ولادت ایسے ہی ہوئی کہ حمل کے آثار بالکل نمودار نہ تھے والدہ خائف بھی ہوئیں مگر مولود نے تسلی دی اور مادر گرامی سے کلام کیا اس لئے کہ ان کو فرعون کے قتل کا خوف تھا اس کے حکم سے بیس پچیس ہزار بچے بنی اسرائیل کے ختم کر دیئے گئے تھے اس کو معلوم

ہو چکا تھا کہ میری سلطنت کا خاتمہ بنی اسرائیل کے ایک بچے کے ہاتھ سے ہوگا پیدائش کے بعد حضرت موسیٰؑ کو کپڑے میں لپیٹ کر ایک تہہ خانہ میں رکھ دیا گیا پھر والدہ ماجدہ نے صندوق میں رکھ کر دریائے نیل میں ڈال دیا اور فرعون کی بیوی آسیہ نے نکالا اپنا بیٹا بنایا اور حضرت موسیٰؑ نے فرعون ہی کے گھر میں پرورش پائی۔ اسی طرح حضرت حجت علیہ السلام کے متعلق مختلف حکومتوں والے سلسلہ بسلسلہ پیغمبر اسلام کی پیشین گوئیاں سنتے چلے آرہے تھے کہ حضرت کے بعد بارہ امام ہوں گے اور اولاد رسول میں بارھویں امام ایسے آئیں گے جو تمام روئے زمین کو عدل سے بھر دیں گے اور سارے عالم پر ان کی حکومت ہوگی ان ارشادات سے وہ سمجھے ہوئے تھے کہ ہماری سلطنت کا زوال اور ملوکیت کا خاتمہ اسی ذات کے ہاتھوں سے ہوگا لہذا اس کو پیدا ہی نہ ہونے دیا جائے اور اگر پیدا ہو جائے تو زندہ نہ چھوڑا جائے مگر ان لوگوں کی ایسی کارروائیاں خدا کی قدرت اور رسول خدا کی صداقت سے ناشناسی پر مبنی تھیں سب کچھ کیا لیکن نتیجہ میں ناکام رہے حضرت کی پیدائش ہوگئی اور دشمنوں کو کانوں کان خبر نہ ہوسکی۔

یوں تو بارہ اوصیاء کے تذکرے برابر ہوتے رہتے تھے اور ان حضرات سے جو بھی دنیا میں آیا اس کے ساتھ جو ظالمانہ سلوک ہوئے وہ دنیا کی نظروں سے پوشیدہ نہیں ہیں، بنی عباس کی سلطنت کا زمانہ ۱۳۲ھ سے شروع ہوا اور چلتے چلتے ۲۳۲ھ میں متوکل کو حکومت ملی اگرچہ اس وقت سے آخری امام علیہ السلام

کی ولادت کے متعلق نگرانی کے انتظامات ہونے لگے تھے لیکن جب اس کا بیٹا معتمد فرمانروا ہوا تو اس کو خاص گھبراہٹ رہی کیونکہ اس کا زمانہ گیارھویں امام علیہ السلام کا زمانہ تھا وہ یہ خیال کئے ہوئے تھا کہ وقت آ گیا ہے اور میرے ہی زمانہ میں سب کچھ ہوگا اس لئے اس نے طرح طرح کے جال پھیلا رکھے تھے۔ اس سے پہلے امام علی نقی علیہ السلام چودہ پندرہ برس نظر بند رہ چکے تھے گھر آنے جانے کی بندش نہ تھی نظر بندی کے بعد مکان پر رہنے کی اجازت ہو گئی تھی مگر اندرونی حالات کے لئے جاسوس لگے رہتے تھے لیکن امام حسن عسکری علیہ السلام کے واسطے قیدِ تنہائی رہی جہاں حضرت مقید تھے وہاں سے نہ کبھی باہر تشریف لے جاسکتے تھے نہ آپؑ سے ملاقات کے لئے کوئی آسکتا تھا یہاں تک کہ راہب نصرانی کا یہ مشہور واقعہ پیش آیا کہ سامرے میں قحط کی وجہ سے لوگ پریشان ہو رہے تھے بارش نہ ہوتی تھی تین روز نماز استسقاء بھی پڑھی گئی مگر کچھ نہ ہوا لیکن جب نصرانی جنگل کی طرف گئے اور راہب نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو بادل آ گیا اور پانی برسنے لگا یہ صورت دیکھ کر مسلمان دین نصاریٰ کی طرف مائل ہونے لگے بادشاہ وقت معتمد زوال سلطنت کے اندیشے میں بہت پریشان ہوا اور اس مصیبت میں اس کو امام وقت حضرت حسن عسکری علیہ السلام یاد آئے قید خانہ سے بلایا اور فریاد کی کہ اپنے نانا کی اُمت کی خبر لیجئے حضرت نے فرمایا کہ پریشانی کی بات نہیں ہے کل لوگوں کا یہ شک رفع ہو جائے گا چنانچہ دوسرے روز

معتمد بھرے مجمع کے ساتھ جن میں نصرانی بھی تھے حضرتؑ کو ساتھ لے کر صحرا میں گیا اول راہب نے دعا کی ابر آیا اور بارش ہونے لگی حضرتؑ نے فرمایا کہ جو چیز راہب کے ہاتھ میں ہے وہ اس سے لے لی جائے چنانچہ ایک ہڈی جس کو وہ اپنی انگلیوں میں چھپائے ہوئے تھا نکال لی گئی اور حضرتؑ نے اس کو کپڑے میں لپیٹ دیا جس کے بعد پانی بھی رُک گیا تب حضرتؑ نے راہب سے فرمایا کہ اب دعا کرو اس نے ہر چند دعا کی لیکن بے اثر رہی یہ حال دیکھ کر مخلوق حیرت میں رہ گئی حضرتؑ نے معتمد سے فرمایا کہ یہ ایک نبی کی ہڈی ہے اور دستور ہے کہ جب کسی پیغمبر کی ہڈی ظاہر ہو گی تو باران رحمت نازل ہوگا اس بات کا امتحان ابھی کر لیا جائے چنانچہ وہ ہڈی کپڑے سے نکال کر ہاتھ پر رکھی گئی فوراً بادل آیا اور مینہ برسنے لگا' پھر وہ ہڈی لپیٹ دی گئی اور حضرت نے اپنے طور پر نماز استسقاء پڑھی اور دعا فرمائی اس وقت بادل آیا اور خوب پانی برسا۔ اس واقعہ سے معتمد کی کچھ آنکھیں کھلیں اور حضرتؑ کو رہا کر دیا یہ قدرتی اسباب حضرت حجت علیہ السلام کی ولادت کے تھے کہ پدر بزرگوار کو قید و بند کی بلا سے نجات ملی اور خاموشی کے ساتھ حضرتؑ نے خانۂ نشینی اختیار فرمائی مگر بارھویں امام علیہ السلام کی پیدائش کے متعلق نگرانی کا وہی رنگ رہا شدید انتظامات تھے نظریں لگی ہوئی تھیں لیکن خداوند عالم نے حفاظت کے ایسے انتظامات مہیا کئے کہ مخفی صورت سے ولادت ہوئی اور حضرت دشمنوں کے شر سے محفوظ رہے جو خدا کو منظور تھا وہ

ہوا نظام ربانی اور منشاء یزدانی کے مقابل کسی کی تدبیر کامیاب نہیں ہوسکتی اس کی سب باتیں پوری ہوتی ہیں جن کا کوئی روکنے والا نہیں ہے۔

یہ بات پیش نظر رہے کہ انبیاء و آئمہؑ کو روح نورانی عطا ہوتی ہے روح قدس سے ان کی تربیت ہوتی ہے پوشیدہ ولادتیں ہو جاتی ہیں ان کی خلقت کا تعلق عالم امر سے ہوتا ہے عام لوگوں کی طرح خلقت مادی نہیں ہوتی کہ جہاں حمل میں پھر پرورش میں رفتہ رفتہ خارجی اسباب کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ حضرت عیسیٰؑ بغیر باپ کے پیدا ہوئے اور پیدا ہوتے ہی گہوارے میں کلام کرنے لگے پیغمبر اسلام کی ولادت ہوئی کیسے کیسے معجزے ظاہر ہوئے شکم مادر ہی سے تسبیح وتہلیل کی آوازیں آنے لگی تھیں امیرالمومنین علیہ السلام اعجازی شان سے پیدا ہوئے اور دیوار کعبہ شق ہوئی حوریں خدمت کے لئے آئیں پیدا ہوتے ہی کلمہ پڑھا رسول اللہ کی جب صورت دیکھی تو سلام کیا اور قرآن سنانا شروع کر دیا۔ ایسی عادات کا ذریّت رسولؐ میں سلسلہ جاری رہا ہے کیونکہ سب کا مرکز ایک ہے سب کا نور ایک ہے سب کی روح ایک ہے سب کی ریاست ایک ہے سب کی خلافت و امامت ایک ہے۔

حضرتؑ کی تاریخ ولادت پندرھویں ماہ شعبان ۲۵۵ھ روز جمعہ وقت صبح ہے اور مقام پیدائش سامرہ ہے۔ اصحاب میں شیخ جلیل الشان فضل بن شاذان ہیں جو حضرتؑ کی پیدائش کے زمانہ میں بقید حیات تھے اور شیخ صدوق و شیخ طوسی

و شیخ مفید و دیگر حضرات نے چند اسناد صحیحہ سے جو روایات نقل فرمائی ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ حکیمہ خاتون دختر امام محمد تقی علیہ السلام فرماتی ہیں کہ جب میرے بھائی امام علی نقی علیہ السلام نے رحلت فرمائی اور امام حسن عسکری علیہ السلام قائم مقام ہوئے تو میں اس طرح زیارت کو جایا کرتی تھی جس طرح ان کے پدر بزرگوار کی خدمت میں حاضر ہوتی تھی ایک روز جو حسب عادت پہونچی اور شام کو واپسی کا قصد کیا تو حضرت نے فرمایا کہ پھوپھی اماں آج روزہ ہمارے ہی پاس افطار کیجئے اور رات کو یہیں قیام فرمایئے یہ شب نیمۂ شعبان کی شب ہے عنقریب وہ فرزند گرامی میرے یہاں پیدا ہونے والا ہے جو ساری مخلوق پر خدا کی حجت ہوگا اور زمین کو اس کے مردہ ہونے کے بعد اس طرح زندہ کرے گا کہ وہ ہدایت و ایمان سے معمور ہو جائے گی میں نے دریافت کیا کہ یہ ولادت کس سے ہوگی فرمایا کہ نرجس خاتون سے یہ سن کر میں نے عرض کیا کہ نرجس خاتون میں تو کوئی اثر حمل کا نہیں ہے فرمایا کہ نرجس ہی سے یہ پیدائش ہوگی میں اٹھی اور نرجس خاتون کے پاس پہنچی شکم و پشت کو دیکھا آثار حمل کے نہ پائے واپس ہو کر پھر میں نے یہی کہا جس پر حضرتؑ مسکرائے اور فرمایا کہ جب صبح ہو گی تو معلوم ہو جائے گا اسکا حال مادر موسیٰؑ کی مثال ہے کہ وقت ولادت تک کسی کو علم نہیں ہوا اور نہ حمل کا کوئی اثر ظاہر ہو سکا کیونکہ موسیٰؑ کی جستجو میں فرعون کے حکم سے حاملہ عورتوں کے شکم چاک کیے جارہے تھے۔ یہ فرزند بھی نظیر موسیٰؑ ہے۔

پھوپھی ہم گروہ انبیاءؑ و اوصیاءؑ کی مائیں ہمیں شکموں میں نہیں اٹھاتی ہیں بلکہ وہ ہم کو پہلوؤں میں رکھتی ہیں اور ہم داہنی ران کی جانب سے باہر آتے ہیں کیونکہ ہم نور خدا ہیں اور خدا کے نور کو کسی قسم کی پلیدی نہیں پہنچ سکتی اس کے بعد دوبارہ میں نرجس خاتون کے پاس آئی اور جو کچھ حضرتؑ نے فرمایا تھا اس کی خبر دی اور حال پوچھا جس پر یہ جواب دیا کہ میں ایسی کوئی بات اپنے میں نہیں پاتی۔

حکیمہ خاتون کا بیان ہے کہ میں رات کو وہیں ٹھہر گئی نماز مغربین اور کھانے سے فارغ ہو کر نرجس خاتون کے پاس ہی آرام کیا آدھی رات کو اٹھی نرجس خاتون سو رہی تھیں میں نے نماز شب پڑھی تعقیبات میں مشغول تھی کہ نرجس خاتون بھی بیدار ہوئیں وضو کر کے نمازیں پڑھیں اور پڑھ کر پھر لیٹ گئیں اس وقت تک ان میں کسی طرح کا کوئی تغیر نہ تھا اتنے میں صبح ہونے لگی اور میرے دل میں طرح طرح کے خیالات گزرنے لگے جس پر امام حسن عسکری علیہ سلام نے اسی جگہ سے جہاں وہ تشریف فرما تھے مجھ کو آواز دی اور بعلم امامت فرمایا کہ پھوپھی اماں گھبرایئے نہیں وہ وقت قریب آ گیا ہے پس میں مطمئن ہو کر بیٹھی اور سورئہ الٓمٓ سجدہ و یٰسٓ پڑھنے لگی اس دوران میں نے دیکھا کہ نرجس خاتون مضطرب ہو رہی ہیں یہ دیکھتے ہی میں اپنی جگہ سے اٹھی اور ان کو سینہ سے لگا کر میں نے دریافت کیا کہ کیا کچھ محسوس کرتی ہو کہا کہ ہاں تب میں نے کہا کہ اطمینان رکھو وہی ہونے والا ہے جو تم سے کہہ چکی ہوں اور میں نے

اسماء الٰہی پڑھ کر دم کیئے حضرتؑ نے آواز دی کہ سورہ انا انزلناہ پڑھو۔ اسی حالت میں پھر میں نے نرجس خاتون سے پوچھا کہ اب کیا حال ہے جواب دیا کہ جو کچھ مولا نے فرمایا تھا وہ ظاہر ہو گیا اور اس وقت میں نے انا انزلناہ کی تلاوت شروع کر دی اس کے پڑھتے میں شکم مادر کے اندر ہی سے مولود کے بھی سورہ پڑھنے کی آواز آتی رہی اور مجھ کو سلام کیا جس سے میں ڈری لیکن حضرتؑ نے آواز دی کہ پھوپھی اماں قدرت الٰہی سے تعجب نہ کیجئے خداوند عالم ہمارے بچوں کو حکمت کے ساتھ گویا فرماتا ہے اور روئے زمین پر بزرگی میں ہم کو اپنی حجت قرار دیتا ہے۔ ابھی حضرت کا کلام تمام نہ ہوا تھا جو نرجس خاتون میری نظروں سے غائب ہوگئیں گویا کہ میرے اور ان کے درمیان ایک پردہ سا حائل ہو گیا میں فریاد کرتی ہوئی حضرتؑ کی خدمت میں آئی فرمایا کہ پھوپھی اماں اندیشہ کی بات نہیں ہے واپس جایئے نرجس کو آپ وہیں پائیں گی چنانچہ میں آ گئی تو دیکھا کہ پردہ اٹھا دیا گیا ہے اور نرجس خاتون سے ایسا نور ساطع ہو رہا ہے جس سے آنکھوں کو خیرگی ہوتی ہے اور ایک صاحبزادے سجدے میں جھکے ہوئے انگشت شہادت آسمان کی طرف بلند کیے ہوئے فرما رہے ہیں اشھد ان لا الہ الا اللہ و ان جدی محمدا رسول اللہ و ان ابی امیر المؤمنین حجۃ اللہ؂ یعنی میں گواہی دیتا ہوں کی سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں اور میرے نانا محمدؐ خدا کے رسول ہیں اور میرے دادا امیر المؤمنینؑ حجت خدا ہیں اسی طرح ایک ایک امام

کا نام لیا جب اپنے نام تک پہنچے تو کہا اللھم انجزنی ماوعدتنی و اتمم لی امری وثبت وطاء تی واملاء بی الارض قسطا وعدلا. یعنی بارالہا جو تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے اس کو میرے لئے وفا فرما اور میرے امر کو پورا کر اور مجھ کو ثابت قدم رکھ اور میرے ذریعہ زمین کو عدل و انصاف سے پر فرما میں نے دیکھا کہ وہ صاحبزادے صاحب الامر علیہ السلام تمام الائشوں سے پاک و پاکیزہ پیدا ہوئے ہیں اور داہنے ہاتھ پر لکھا ہوا ہے جاء الحق وزھق الباطل ط ان الباطل کان زھوقا ط پ ۱۵ ع ۹. یعنی حق آیا اور باطل گیا یقیناً باطل تو مٹنے والا ہی تھا اور دیکھا کہ ان سے ایک نور ساطع ہو کر اطراف آسمان میں پھیل گیا ہے کچھ پرندے آسمان سے آتے ہیں اور اپنے پروں کو ان کے سر اور بدن سے ملتے ہیں اور اُڑ جاتے ہیں۔

حکیمہ خاتون فرماتی ہیں کہ حضرت ابو محمدؑ یعنی امام حسن عسکری علیہ السلام نے مجھ کو آواز دی کہ میرے فرزند کو میرے پاس لے آؤ میں لیکر گئی جب قریب پہنچی تو صاحبزادے نے پدر گزرگوار کو سلام کیا والد ماجد نے جواب دیا اور اس طرح ہاتھوں پر لیا کہ صاحبزادے کے پائے مبارک حضرتؑ کے سینے پر تھے حضرتؑ نے اپنی زبان فرزند کے منہ میں دی سر پر آنکھوں پر کانوں پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ پڑھو صاحبزادے نے اعوذ باللہ کہنے کے بعد بسم اللہ کے ساتھ یہ آیت پڑھی وَنُرِیۡدُ اَنۡ نَّمُنَّ عَلَی الَّذِیۡنَ اسۡتُضۡعِفُوۡا فِی الۡاَرۡضِ وَنَجۡعَلَھُمۡ

اَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوٰارِثِین o وَنُمَکِّنَ لَهُمْ فِی الْاَرْضِ وَنُرِیَ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوا يَحْذَرُوْنَ o ترجمہ ''یعنی ہم یہ چاہتے ہیں کہ جو لوگ زمین پر کمزور کر دیئے گئے ان پر احسان کریں اور ان کو پیشوا بنائیں اور انہیں کو مالک قرار دیں اور انہیں کو روئے زمین پر پوری قدرت عطا کریں اور فرعون و ہامان اور ان دونوں کے لشکروں کو انہیں کمزوروں سے وہ چیز دکھا دیں جس سے یہ ڈرا کرتے تھے''۔ پھر رسولؐ خدا اور آئمہ ہدیٰ پر درود بھیجا انبیاء کے صحیفوں کی تلاوت کی اول صحف ابراہیمؑ کو سریانی زبان میں پڑھا' کتاب ادریسؑ و نوحؑ و صالحؑ اور توریت موسیٰؑ و انجیل عیسیٰؑ و فرقان محمدؐ مصطفیٰ کو پڑھا۔ حضرت نے ان مرغان سفید میں سے جن کی آمدورفت ہو رہی تھی ایک کو حکم دیا کہ اس مولود کو لے جا اور اس کی حفاظت کر چنانچہ وہ لے گیا اور اس کے پیچھے باقی پرندے اڑ گئے اس وقت حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام فرما رہے تھے کہ میں نے تم کو اس کے سپرد کیا ہے جس کی سپردگی میں موسیٰؑ کو مادر موسیٰؑ نے دیا تھا نرجس خاتون اس واقعہ سے رونے لگیں حضرتؑ نے انہیں تسلی دی اور فرمایا کہ خاموش ہو جاؤ عنقریب یہ فرزند تمہارے پاس آئے گا اور تمہارے سوا کسی کا دودھ نہ پیئے گا آمدورفت ہوتی رہے گی حکیمہ خاتون فرماتی ہیں کہ میں نے دریافت کیا کہ یہ پرندے کیسے تھے فرمایا جو لے گیا وہ روح قدس ہے اور آئمہ پر موکل ہے جو ان کو ہر لغزش و خطا سے محفوظ رکھتا ہے اور باقی ملائکہ تھے اس کے بعد دوسرے روز

بھی میں نے صاحبزادے کو نہ دیکھا جس سے میں متحیر تھی مگر حضرت نے یہ کہہ کر مطمئن فرمایا کہ یہ مولود خدا کی امانتوں میں سے ہے البتہ تیسرے روز میں نے دیکھا کہ گہوارے میں سو رہے ہیں اوپر سبز کپڑا ڈھکا ہوا ہے جس کو میں نے ہٹایا انہوں نے آنکھیں کھولیں اور متبسم ہوئے میں نے بوسے لئے ان کو اٹھایا تو ایسی خوشبو میرے دماغ میں پہنچی کہ اس سے قبل کبھی نہ سونگھی تھی اور چالیس روز کے بعد میں نے جو دیکھا کہ وہ جناب گھر میں چل پھر رہے ہیں جس پر امام حسن عسکری علیہ السلام سے عرض کیا کہ صاحبزادے تو دو سال کے معلوم ہوتے ہیں حضرت مسکرائے اور فرمایا کہ انبیاء و اوصیاء کے فرزند جو امام ہوتے ہیں ان کی نشوونما خلاف عادت ہوتی ہے وہ ایک مہینے میں اتنا بڑھتے ہیں جتنا عام بچے ایک سال میں اور ہمارا ایسا بچہ شکم مادر میں کلام کرتا ہے قرآن پڑھتا ہے شیر خواری کے زمانہ میں خدا کی عبادت کرتا ہے ملائکہ صبح و شام اس کے پاس آتے رہتے ہیں حکیمہ خاتون کہتی ہیں کہ میں نے صاحبزادے کو ان کے والد ماجد کی وفات سے چند روز قبل مرد جوان دیکھا اور وفات کے بعد ہر روز صبح و شام صاحب الامر علیہ السلام کے پاس جایا کرتی جو کچھ لوگ مجھ سے سوالات کرتے حضرتؑ سے ان کے جوابات لیکر سوال کرنے والوں کو بتلا دیتی خدا کی قسم کبھی کبھی ایسا ہوتا رہا ہے کہ میں نے دریافت کرنے کا ارادہ کیا اور سوال کرنے سے پہلے ہی حضرتؑ نے جواب دے دیا حجت خدا کی یہی شان ہوتی ہے قل فلله الحجة البالغة فلو شاء

لھلیکم اجمعین ۵پ۸ع۵.

سوال14: آپؑ کو امامت ظاہری کب ملی؟

جواب: آپؑ ۸ ربیع الاول ۲۶۰ ھجری میں ظاہری منصب امامت پر فائز ہوئے۔

سوال15: آپؑ کو قائم کیوں کہتے ہیں؟

جواب: اس لئے کہ آپ قرآن کی تعلیمات اور رسولؐ کی سُنت کو دوبارہ زندہ کریں گے۔

سوال16: امام زمانہؑ کو قائم کا لقب کس نے دیا ہے؟

جواب: امام زمانہؑ کو یہ لقب اس ذات نے دیا ہے جو زبان رکھتی ہی نہیں۔ امام کا یہ لقب بظاہر عالم وجود میں ظہور فرمانے سے بھی کئی صدیوں پہلے شب معراج جب رسول اللہؐ قاب قوسین او ادنیٰ پر بیٹھے تو آپؐ کے اوصیاء کے بارے میں توحید نے زبانِ بے زبانی سے گفتگو کی اور دورانِ گفتگو اللہ نے فرمایا ''اے میرے حبیب آپؐ اپنے سبھی اوصیاء کو دیکھنا چاہتے ہیں'' رسول اللہؐ نے فرمایا ''ہاں پالنے والے دیکھنا چاہتا ہوں''۔ ارشادِ خداوندی ہوا ''اے میرے حبیبؐ! آپؐ عرش کے دائیں جانب نگاہ کیجئے کیا دیکھا کہ حالت جلسہ میں عرش کے دائیں جانب گیارہ نور دائرے کی صورت میں اور ایک نور درمیان میں قیام کی صورت میں ہے۔ خدا ان کا اپنے رسولؐ سے تعارف کروا رہا ہے کہ یہ آپؐ کا فلاں ولی ہے میں اس سے یہ کام لونگا۔ اسی طرح بتاتے بتاتے اللہ نے یہ بتایا

کہ توحید کے دشمن کتنے ہیں اور عداوت کا انداز کیسا ہوگا؟ رسالتؑ کے دشمن کتنے ہیں؟ دشمنی کا ڈھنگ کیا ہوگا؟

پھر رسولؐ نے سوال کیا پالنے والے تیرے اور میرے دشمنوں کا پھر کیا بنے گا۔ اللہ نے بے جسمی کے اشارے سے کھڑے ہوئے نور کی طرف اشارہ کر کے فرمایا حبیب گھبرایئے نہیں یہ جو قائم ہے جو کھڑا ہے میں اس کے ذریعے سے اپنے دشمنوں اور تیرے دشمنوں سے انتقام لوں گا۔ الغرض یہ قائم کا لقب خود خدا نے امام کو عطا کیا ہے۔

سوال 17: آپؑ کا حلیہ مبارک کیسا ہے؟

جواب: حضرت حذیفہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ: ''امام مہدی میری اولاد میں سے ایک مرد ہونگے جن کا چہرہ کوکبِ دُرّی کی مانند روشن ہوگا''۔

(۱) حذیفہؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسولِ خداؐ نے فرمایا: ''مہدیؑ میری اولاد میں سے ایک مرد ہونگے جن کا رنگ عربوں جیسا اور جسم اسرائیلیوں کی طرح ہوگا۔ ان کے داہنے رخسار پر ایک تل ہوگا جو ستارے کی طرح چمکدار ہوگا ان کی خلافت پر تمام اہلِ زمین و آسمان اور فضا میں اڑنے والے طائر خوش و راضی ہونگے۔

(۲) ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ''مہدیؑ ہم میں سے ہوں گے ان کی پیشانی روشن اور کھڑی دستواں ناک ہوگی اور ان کی ناک سب سے زیادہ قوت شامہ رکھتی ہوگی۔

سوال18: قد قامتِ الصلوٰۃ سے کیا مراد ہے؟

جواب: ابو ولید کی یہ روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا ''کہ قد قامتِ الصلوٰۃ سے مراد قیام حضرت قائمؑ ہے''۔

سوال19: امام زمانہؑ کے وجود پر کوئی دلیل دیں؟

جواب: پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد ۱۱ھ سے لیکر ۲۶۰ھ تک بحکم خدا و نص رسول گیارہ آئمہ معصومین علیہم السلام کی اماموں کا سلسلہ برابر جاری رہا اور کسی وقت حجت خدا خلیفہ رسول سے دنیا خالی نہیں ہوئی رسولِ خدا آخر زمانہ تک کے لئے بارہ آئمہ و خلفا ہونے کی پیشین گوئیاں فرما چکے تھے جو سب مسلمانوں کو تسلیم ہیں بلکہ نام بنام سلسلہ وار خبر دے گئے تھے کہ فلاں امام بن فلاں امام۔ پھر کیسے ہو سکتا تھا کہ بارھویں امام دنیا میں نہ آئیں ولادت ہوئی جس کی روایات ناقابل انکار ہیں پدر بزرگوار امام حسن عسکری علیہ السلام نے صاحبزادے کو اپنا قائم مقام فرمایا حضرت سے کئی معجزات ظاہر ہوتے رہے ہیں جو امامت و مہدیت کی روشن دلیل ہیں وہ آخری حجت خدا بارھویں امام مہدیؑ موعود دنیا میں تشریف فرما ہوئے جن کا انتظار مدتوں سے ہو رہا تھا جن کی آمد کی بے شمار خبریں پہلے ہی سے مل چکی تھیں کہ وہ صورت و سیرت میں رسولؐ اللہ سے مشابہ ہوں گے ان کی عمر طولانی ہوگی وہ وقت آئے گا کہ ساری دنیا میں انہیں کی سلطنت ہوگی تمام دنیا عدل سے اسی طرح بھر جائے گی جس طرح ظلم و جور سے

بھر چکی ہوگی روئے زمین سے باطل کا بالکل خاتمہ ہو جائے گا اور حق کا ایسا بول بالا ہوگا کہ سارے عالم میں کوئی ایسی جگہ نہ رہیگی جہاں سے کلمہ طیبہ کی آوازیں بلند نہ ہوں، خاتم الانبیاءؐ کے فرزند بارھویں امام علیہ السلام پر خلافت الٰہیہ کا سلسلہ ختم ہے حضرت اس وقت موجود ہیں اور قدرت نے جو عظیم الشان ذمہ داریاں حضرتؑ سے متعلق فرمائی ہیں جب تک وہ پوری نہ ہوں بحکم الٰہی و فضل الٰہی وجود مبارک دنیا میں قائم رہے گا۔

خلیفہ و امام کا تقرر منجانب اللہ ہوا کرتا ہے اور خدائی رہنما سردار و معصوم سے دنیا کبھی خالی نہیں رہتی مزید حدیث اثناء عشر سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ آخری امام آخری زمانہ تک دنیا میں رہیں گے حدیث ثقلین نے بتایا کہ قرآن و اہلبیتؑ کا ساتھ رہے گا اور یہ کبھی جدا نہ ہوں گے آیۂ اولی الامر سے ثابت ہوا کہ ہر زمانہ میں ایک صاحب الامر ہوتا ہے پیغمبر اسلام کی عترت سے ان کے خلیفہ حضرت حجت علیہ السلام اس وقت دنیا میں موجود ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر پیغمبر اسلامؐ تک کوئی زمانہ کسی نبی یا اس کے وصی سے خالی نہیں رہا اور حضرت کے بعد بھی یہی ہوا کہ ہر زمانہ میں ان کے قائم مقام آئمہ معصومین علیہم السلام موجود رہے اور سب امام اس نور رسولؐ کے حامل رہے جو خلقت عالم کی غرض و غایت ہے یہ نور اقدس پیدائش عالم کا سبب ہے اور یہی بقاء عالم کا سبب ہے اگر رسولِؐ خدا کے بعد یہ نہ ہوتا تو

دنیا باقی نہ رہتی اس وقت دنیا کا وجود ہے تو اس نور مبارک کے حامل بارھویں امام علیہ السلام موجود ہیں۔

دنیا میں ہر شے کا ایک ذمہ دار نگراں ہوتا ہے جو اس کو ناکارہ ہونے سے محفوظ رکھتا ہے ہر چیز کا ایک سچا نگہبان ہوتا ہے جو اس کو خرابی سے بچاتا رہتا ہے ورنہ وہ برباد ہو جاتی ہے چونکہ دین اسلام قیامت تک رہنے والا دین ہے اس لئے بعد پیغمبر اسلام اس کی حفاظت کے لئے ہر زمانہ میں ایک حجت خدا کی ضرورت ہے اس کے بغیر اسلام باقی نہیں رہ سکتا یہی وجہ ہے کہ جب کسی سلطان عادل حجت خدا کا وجود نہ رہے گا اور ایسا وقت آئے گا تو اسلام بھی ختم ہو جائے گا قیامت آجائے گی کسی کا نشان باقی نہ رہے گا۔ اس نگہداشت کی ذمہ داری نہ علماء سے پوری ہوسکتی ہے نہ حکام سے کیونکہ یہ اہلِ علم اور حکومت والے کیسے ہی پاکباز کیوں نہ ہوں لیکن غیر معصوم ہوں گے جن سے خطائیں ہوسکتی ہیں اسی لئے خلیفہ رسول کے لئے عصمت کی شرط ہے اور ہر زمانہ کا امام معصوم ہوتا ہے جو کسی امر میں غلطی نہیں کرتا ایسی ذات کا منجانب اللہ موجود ہونا عقلاً ونقلاً ضروری ہے امیر المومنین علیہ السلام کا ارشاد ہے لایخلو الارض من قائم لله بحجة اما ظاہر مشھور او غائب مستور۔ یعنی زمین حجت خدا سے خالی نہیں رہتی خواہ وہ ظاہر ہو یا غائب ہو۔ پس جس طرح مبلغ شریعت کی ضرورت ہے اسی طرح محافظ شریعت ضروری ہے اور وہ اس وقت بارھویں امام علیہ السلام کی ذات مبارک ہے۔

خداوندِ عالم کی طرف سے انسان کے جسم میں عالم اکبر کا نظام قائم ہے اس نے دیکھنے کے لئے آنکھیں سننے کے لئے کان دیئے سونگھنے کے لئے ناک دی بولنے کے لئے زبان دی چھونے کے لئے ہاتھ دیئے یہ سب اس بادشاہ کی رعایا ہیں جس کا نام قلب ہے اسی کی ماتحتی میں یہ اپنا اپنا کام کرتے رہتے ہیں اور ہر شک و شبہ کے موقع پر ان کو اپنے اس سردار کی طرف رجوع کرنے کی احتیاج ہوتی ہے اور وہ ہدایات کرتا رہتا ہے پس جب انسان کی ان مختلف قوتوں پر ایک قدرتی حاکم رکھا گیا ہے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ خود انسان کے لئے خدا کی طرف سے کوئی ہادی و رہنما نہ ہو جس کی ہر وقت ضرورت ہے پس جس طرح جسمانی انتظام قلب پر موقوف ہے اسی طرح نظام عالم اس حجت خدا کی ذات سے وابستہ ہوتا ہے۔ جس طرح قلب کے ذریعہ تمام اعضا و جوارح کو غذا تقسیم ہوتی ہے اسی طرح حجت خدا کے ذریعہ ساری مخلوق اپنے خالق کی غیر محدود نعمات سے فیض یاب ہوتی ہے اور وہی خالق و مخلوق کے درمیان واسطہ ہوتا ہے چنانچہ اس وقت تمام باتوں کا ذمہ دار بارھویں امام علیہ السلام کا وجود مبارک ہے۔

سورۂ انا انزلناہ میں شب قدر کا ذکر ہے کہ یہ وہ رات ہے جس میں ملائکہ و روح ہر امر لے کر اپنے پروردگار کے حکم سے نازل ہوتے ہیں یعنی تمام دنیا کے لئے سال بھر کی ہر بات میں حکم خدا کے جملہ امور مال و اولاد تندرستی و بیماری عزت و ذلت وغیرہ جو کچھ مقدر ہوتا ہے اس کو فرشتے لیکر آتے ہیں اس

سے ہر صاحب عقل کو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ ایک ذات خداوند عالم ہے جس کی طرف سے سب کچھ مقرر ہوتا ہے دوسرے تقدیرات عالم کو ماننا ہوگا تیسرے ملائکہ و روح جوان امور کو لیکر نازل ہوتے ہیں چوتھے وہ جس کے پاس لے کر آتے ہیں لیکن اس وقت جب کہ نبوتؐ و رسالت ختم ہو چکی ہے کوئی نبی و رسول حکمراں نہیں تو پھر کہاں آتے ہیں کس کے پاس آتے ہیں اگر خانہ کعبہ کی چھت پر آتے ہیں تو بھی یہ سوال باقی رہتا ہے کہ کس کے پاس آتے ہیں کیونکہ خانہ کعبہ کوئی صاحب ارادہ و اختیار شخص نہیں ہے جو احکام الٰہی انجام دے سکے اور تصرف عالم کا کام اس سے متعلق ہو ایسے صاحب امر تو وہی اولو الامر ہیں جنکی اطاعت کا خداوند عالم نے قرآن میں حکم فرمایا ہے اور وہ رسولِؐ خدا کے نائبین حضرات آئمہ معصومین علیہم السلام ہیں جن کے ذریعہ بعد پیغمبر اسلام امور الٰہی انجام پاتے رہے اور جب تک ماہِ رمضان ہے اور شبِ قدر ہے انجام پاتے رہیں گے انہیں حضرات میں سے متصرف عالم صاحب الامر آخری امام اس وقت موجود ہیں۔

قرآن کلامِ الٰہی ہے اور حقیقۃً وہ نور ہی نور ہے جس پر عربی زبان کے الفاظ کا غلاف چڑھا ہوا ہے اس میں بہت سے پوشیدہ امور موجود ہیں اشارات و کنایات ہیں مبہم مضامین ہیں جو عام طور پر لوگوں کے علم میں نہیں لیکن یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ کتابِ خدا میں ایسی چیزیں موجود ہوں اور بعد رسول خدا ان کا

کوئی جاننے والا نہ ہو خداوند عالم نے تو خود فرما دیا ہے کہ ان کا اصلی مطلب کوئی نہیں جانتا سوا خدا اور راسخون فی العلم کے جو علم میں مضبوط بڑا بلند پایہ رکھتے ہیں اور وہ رسول و اہلبیت رسول ہیں جن کی خلقت ہی نوری ہے اور یہ نورِ قرآن انہیں نورانی سینوں میں رہا ہے قرآن معجزہ ہے جس کے حقائق صاحبان اعجاز ہی جانتے ہیں قرآن موجود ہے ساتھ ساتھ قرآن والے موجود ہیں ہر شخص کے لئے یہ سمجھنا آسان ہے کہ قرآن میں راز داری کی کچھ ایسی باتیں بھی ہیں جس طرح خاص محبت والے حبیب و محبوب آپس میں اپنی اصطلاحیں مقرر کر لیا کرتے ہیں جن کو قاصد بھی نہیں سمجھ سکتا کہیں الٓمٓ کہیں کٓھٰیٰعٓصٓ کہیں حٰمٓ عٓسٓقٓ وغیرہ ایسے الفاظ ہیں کہ ان کا ترجمہ کسی زبان میں نہیں ہو سکتا اور یہ بھی ناممکن ہے کہ پیغمبر اسلام کے بعد قرآن کی یہ عبارتیں بے کار ہو جائیں بلکہ ہر زمانہ میں ان رموز و اسرار کے واقف کار رسولؐ خدا کے قائم مقام آئمہ اطہار رہے ہیں اور اس وقت ان کی اصل و حقیقت کے جاننے والے وارث کتاب امام عصر علیہ السلام موجود ہیں۔

خداوند عالم نے بندوں کو اپنے احکام کی بجاآوری کا مکلّف فرمایا ہے اور انہیں کے فائدہ کے لئے اپنی اطاعت و عبادت کا حکم دیا ہے ساتھ ہی ساتھ یہ لطف و کرم فرمایا کہ ہر زمانہ میں صحیح راستہ بتانے اور غلط راستہ سے بچانے والے حضرات کو بھیجتا رہا جو بڑا ضروری امر تھا کہ بندے شیطان کے پھندے

میں نہ آئیں اور خدا کی اطاعت سے قریب اور معصیت سے بعید ہوں مگر شیطان ابھی تک ختم نہیں ہوا باقی ہے خدا نے ابلیس کو وقت معلوم تک مہلت دے رکھی ہے اس نے قسم کھا کر صاف صاف کہہ دیا تھا کہ تیرے مخلص بندے تو میرے بہکانے میں نہ آئیں گے مگر ان کے سوا سب کو گمراہ کروں گا ایسی صورت میں کیا یہ ہو سکتا ہے کہ دنیا بھر کو بہکانے والا تو موجود ہو اور خدا کی طرف سے کسی کو کوئی سمجھانے والا نہ ہو بندوں کی گمراہی کا ذریعہ ہو مگر رہنمائی کا ذریعہ نہ ہو بے گناہوں کو ہلاکت میں ڈالنے والا تو ہو لیکن بچانے والا نہ ہو بندوں کی ضلالت کا سبب شیطان تو موجود ہو مگر خالق مہربان کی طرف سے ان کی ہدایت کا سامان نہ ہو۔ یہ ناممکن ہے اس سے اصل غرض فوت ہو جائے گی جو شانِ الٰہی کے خلاف ہے اسی لئے منجانب اللہ اتمام حجت کے لئے ہر وقت حجت خدا کے وجود کی ضرورت ہے اور اس وقت دنیا میں امام موجود ہیں۔

جناب رسالت مآب ﷺ کے اس ارشاد پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے من مات ولم یعرف امام زمانہ مات میتۃ جاھلیۃ یعنی جو شخص بغیر اپنے زمانہ کے امام کو پہچانے ہوئے مر جائے تو اس کی موت کفر کی موت ہے یہ وہ مسلم حدیث ہے جس کو سن کر بعض غافل مگر انصاف پسند صاحبان حیران رہ جاتے ہیں اس حدیث کی بنا پر ہر زمانہ میں ایک ایسے سردار و پیشوا کا ہونا ضروری ہے جو تمام صفات امامت سے موصوف ہو اور جس کو بے پہچانے مر جانا کفر کی موت

بن جائے جب ایسی تاکید شدید کے ساتھ امام کی معرفت واجب و لازم ہے تو ہر زمانہ میں اس کا وجود بھی ضروری ہوگا ورنہ معرفت ہی بے معنی ہو جائے گی جب امام ہی نہ ہوں گے تو کس کو پہچانا جائے گا اسی لئے پیغمبر اسلام کے بعد ہر زمانہ میں حضرت کے قائم مقام امام ہوتے رہے ہیں جن کے وجود کا اقرار جن کی امامت کا اعتقاد جن کا اتباع مخلوق پر واجب رہا ہے اور اسی سلسلہ میں گیارہ اماموں کے بعد اب بارھویں امام علیہ السلام ہیں جن کی معرفت اس وقت ہر شخص کے لئے ضروری ہے کہ یقین کے ساتھ جانے پہچانے کہ حضرتؑ موجود ہیں حضرتؑ کی امامت پر ایمان ہو تعمیل احکام کے لئے مستعد رہے اور شرف زیارت کے حاصل ہونے کا انتظار کرے۔ رہا یہ خیال کہ اس حدیث میں امام زمانہ سے مراد قرآن ہے کسی طرح صحیح نہیں کیونکہ حدیث کے الفاظ بالکل اس کے خلاف ہیں الفاظِ حدیث کے معنی یہ ہیں کہ جو شخص اپنے زمانے کے امام کو نہ پہچانے اس لفظی ترجمہ ہی سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ مختلف زمانوں کے مختلف امام ہیں ورنہ اپنے زمانہ کی قید نہ ہوتی حالانکہ قرآن ہر زمانہ کا ایک ہی چلا آرہا ہے اور اس کو کسی زمانہ کے لوگ مخصوص اپنے زمانہ والا امام نہ کہتے ہیں نہ سمجھتے ہیں پس یہاں کوئی قرینہ اس کا نہیں ہے جو امام سے مقصود قرآن ہو سکے اگر رسول خدا کا یہ مقصد ہوتا تو کیسی عام فہم آسان بات تھی کہ بجائے امام زمانہ چند لفظوں کے رسول صرف ایک لفظ قرآن فرما دیتے مگر ایسا نہیں ہوا بلکہ امام کی تخصیص اہلِ

زمان سے فرمائی ہے جو اس کی دلیل ہے کہ ہر زمانہ والوں کا تعلق اپنے زمانہ کے اس امام سے ہوتا ہے جس کا پہچاننا ان پر واجب ہے اور قرآن مراد لینے کی صورت میں یہ خصوصیت بے کار ہوئی جاتی ہے پس اس حدیث سے مقصود ہی امام معصوم ہیں جو قرآن کے ساتھی ہیں جن کی معرفت و اطاعت واجب ہے ان کے علاوہ دنیا میں کوئی ایسا نہیں ہوا اور نہ ہے جس سے اس فرمان رسول کا تعلق ہو اور وہ ایسے اتباع عام کا مستحق ہو سکے کہ خدا و رسول کے نزدیک دینؑ و دنیا کے تمام امور میں ہر طرح کی پیروی کے لئے اس کو پہچاننا ضروری ہو جائے کیونکہ سب غیر معصوم ہیں اور ایسی رہبری صرف معصوم ہی کا منصب ہے اس کا حق ہے جو علم میں سارے عالم سے افضل ہو ایسا پیشوا پیشوائی کا حقدار نہیں ہو سکتا جسکو خود ہی راستہ نہیں ملتا جب تک کہ اس کو ہدایت نہ کی جائے وہ بے راہ جو خود ہدایت کا محتاج ہو دوسروں کو بھلا کیسے راہِ حق دکھا سکتا ہے۔

سوال20: کیا غیبتِ امام زمانہؑ اللہ کا راز ہے؟

جواب: حضرت محمدؐ کا فرمان ہے کہ "میرے بعد میری اُمت کے امام اور خلیفہ علیؑ ابن ابی طالب ہوں گے اور ان ہی کی اولاد میں سے امام قائم ہونگے جن کا لوگ انتظار کریں گے جو زمین کو عدل و انصاف سے اچھی طرح بھر دیں گے جس طرح وہ پہلے ظلم وجور سے بھری ہوئی تھی۔ اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا امام قائمؑ کی غیبت کے زمانے میں ان کے قائل ہونے اور

اس پر ثابت قدم رہنے والے کبریتِ احمر سے بھی زیادہ عزیز ہیں''۔

یہ سن کر جابر بن عبداللہ انصاری اٹھے اور عرض کی: یا رسول اللہؐ کیا آپؐ کی اولاد میں جو قائم ہوگا اس کے لئے غیبت ہے؟

رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا: ''ہاں میرے رب کی قسم قائم کیلئے غیبت ہے تاکہ اللہ مومنین کو آزمائے اور کافروں کو نیست و نابود کر دے''۔ اے جابر! یہ معاملہ خدا کا معاملہ ہے اور یہ اللہ کے راز ہائے سربستہ میں سے ایک پوشیدہ راز ہے جسے اللہ نے اپنے بندوں سے مخفی رکھا ہے امر الٰہی میں شک نہ کرنا یہ کفر ہے۔

سوال21: آپؑ کو صاحب الزمان کیوں کہتے ہیں؟

جواب: اس لئے کہ آپؑ ہی کے اِذن سے زمانے کے تمام اُمور طے پاتے ہیں اور یہ اِذن آپؑ کو اللہ نے دیا ہے۔

سوال22: صاحب الزمان کی تعریف بیان کریں؟

جواب: صاحب الزمان اُسے کہتے ہیں کہ جس کے ہاتھ میں گردش لیل و نہار ہو۔ اگر امام چاہے تو زمانے کی گردش لیل و نہار اُس پر اثر انداز نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ خود صاحب الزمان ہے۔ ہمیں زمانہ بدل سکتا ہے۔ کبھی طاقت، کبھی ضعیفی، کبھی جوانی، کبھی بڑھاپا اور کبھی بیماری زمانہ جس رُخ پر چاہے ہمیں موڑ لے جاتا ہے۔ ہمیں زمانہ بدل دیتا ہے۔ جسے زمانہ بدل دے وہ زمانے کے ہاتھوں مجبور ہے

Sajjad Hussain Hatami Skardu 18 12 03445284736

اور جو صاحب الزمان ہوتا ہے وہ زمانے کے ہاتھوں مجبور نہیں ہوتا بلکہ زمانے کی گردشیں اُس کے ہاتھوں میں ہوتی ہیں اسی لئے تو کہا جاتا ہے کہ امام زمانہ جب ظہور فرمائیں گے تو اُن کی عین جوانی ہوگی اور تقریباً ۴۰ سال کے نوجوان ہوں گے۔ ہر امام اپنے زمانے کا صاحب الزمان ہوتا ہے۔

سوال23: اہلسنت کے کتنے علماء نے امامِ زمانہؑ کے ظہور سے مربوط احادیث کو اپنی کتابوں میں لکھا ہے؟

جواب: اہلسنت کے ۱۰۹ (ایک سو نو) علماء نے لکھا ہے۔

سوال24: امام زمانہؑ کے موضوع پر کتنی کتابیں علمائے اہلسنت نے لکھی ہیں؟

جواب: امام زمانہؑ کے موضوع پر علمائے اہلسنت نے صرف عربی زبان میں ۵۰ (پچاس) سے زائد کتابیں لکھی ہیں۔

سوال25: کیا صحیح بخاری میں امام زمانہؑ سے متعلق حدیث ہے؟

جواب: اہلبیت سے انتہائی تعصب رکھنے کے باوجود محمد بن اسماعیل بخاری نے اپنی الصحیح بخاری میں کتاب الاحکام اور باب نزول عیسیٰؑ بن مریمؑ میں امام زمانہؑ سے مربوط احادیث کو نقل کیا ہے۔

سوال26: کیا مسند احمد بن حنبل میں امام زمانہؑ کا ذکر ہے؟

جواب: مسند احمد بن حنبل میں کئی مقامات پر امام زمانہؑ کا ذکر ملتا ہے اس کے لئے ملاحظہ ہو جلد نمبر۱ صفحہ نمبر ۸۴، ۹۹ اور ۳۷۶ جلد نمبر۲ صفحہ نمبر ۳۳۶ جلد نمبر۳

صفحہ نمبر ۱۷، ۲۸، ۹۸، ۳۱۷، ۳۴۵ اور ۵۷۷۔

سوال 27: امام زمانہؑ اور قرآن کے عنوان پر لکھی گئی بہترین کتابیں کون سی ہیں؟

جواب: امام زمانہؑ اور قرآن کے موضوع پر لکھی گئی بہترین کتابیں درج ذیل ہیں۔

(۱) المحجہ فی ما نزل فی الحجہ مؤلف ہاشم بحرانی

(۲) المہدیؑ فی القرآن مؤلف سید صادق شیرازی

سوال 28: کیا امامؑ نے ولادت کے بعد صحفِ انبیاءؑ کی تلاوت کی؟

جواب: اپنے پدر بزرگوار امام حسن عسکریؑ کی فرمائش پر امام زمانہؑ نے حضرت آدمؑ کے صحیفوں سے جو سریانی زبان میں تھے تلاوت شروع کی پھر کتاب ادریسؑ، کتاب نوحؑ، کتاب ہودؑ، کتاب صالحؑ، صحف ابراہیمؑ، موسیٰؑ کی توراتؑ، داؤدؑ کی زبور اور عیسیٰؑ کی انجیل اور قرآن کی پھر اپنے زمانے تک کے تمام انبیاءؑ و مرسلین کے قصے سنائے۔

سوال 29: کس کتاب نے سب سے پہلے امام زمانہؑ کی حکومت کی بشارت دی؟

جواب: سب سے پہلے تورات میں امام زمانہؑ کی حکومت کی بشارت دی گئی۔

سوال 30: کیا امام زمانہؑ کی غیبت اور ظہور کے بارے میں نہج البلاغہ میں ذکر ہے؟

جواب: امام زمانہؑ کی غیبت اور ظہور کے بارے میں نہج البلاغہ میں حضرت علیؑ نے کئی جگہوں پر ذکر کیا ہے۔ مثلاً ظہور امام زمانہؑ کے بارے میں خطبہ نمبر ۱۰۰،

۱۳۶، ۱۴۸ اور ۱۸۵ میں ذکر ہے اور امامؑ کے سپاہیوں کے بارے میں خطبہ نمبر ۱۶۴ میں ذکر موجود ہے۔

سوال 31: امام زمانہؑ کے بارے میں کل کتنی احادیث ہیں؟

جواب: آپؑ کے بارے میں کل ۶۲۰۷ (چھ ہزار دو سو سات) احادیث کُتب میں بیان ہوئی ہیں۔

سوال 32: ابن خلدون نظریہ مہدیؑ کا انکار کیوں کرتا ہے؟

جواب: ناصبی علمائے اہلسنت شیعوں کے ساتھ بغض و حسد کی وجہ سے، ظالم حکمران اپنے ناپاک کردار کی وجہ سے اور دوسرے لوگ جہالت کی وجہ سے نظریہ مہدیؑ سے انکار کرتے ہیں۔ مہدویت سے مربوط احادیث متواتر اور اکثر احادیث کی سند صحیح ہے یہاں تک کہ خود ابن خلدون بھی بعض روایات کو صحیح تسلیم کرتا ہے لیکن پھر بھی نظریہ مہدیؑ سے انکار کرتا ہے۔

وہ اختیار بغاوت کا ڈھنگ کرتا ہے
کہ حق کے شیشے پہ بارانِ سنگ کرتا ہے
امام عصرؑ سے جو شخص اختلاف کرے
خدا اور اُس کے نبیؐ سے وہ جنگ کرتا ہے

سوال33: کیا قرآن نے انتظار کا حکم دیا ہے؟

جواب: قرآن نے کئی مقامات پر انتظار کا حکم دیا ہے مثلاً آیت نمبر۱۵۸ سورۃ انعام آیت نمبر۷۸، سورۃ اعراف آیت نمبر۵۲، سورۃ توبہ خدا ایک آیت میں فرماتا ہے "قل انتظروا انا منتظرون" ترجمہ: کہو انتظار کرو، ہم بھی منتظر ہیں۔

سوال34: اگر انتظار امامؑ کے تقاضے پورے کریں تو اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟

جواب: اگر انتظار امام زمانہؑ کے تقاضے پورے کریں گے تو عبادات قبول گناہ معاف اور دعائیں قبول ہونگی۔ رزق و معیشت میں بہتری ہوگی۔ حاجات پوری ہونگی۔ غم دور اور خدا کی نظر رحمت کے مستحق ہوں گے۔

سوال35: امام زمانہؑ کی کن خصوصیات کا جاننا ضروری ہے؟

جواب: امام کی صفات، اُن کی فرامین، فضائل اور ظہور کی علامات کا جاننا ضروری ہے۔

جھلک حقیقتِ کبریٰ کی اس میں پوری ہے
اور اس پہ دال حدیثِ رسولِ نوری ہے
نبی پاکؐ و وجود خدا کے بعد ہمدم
امام عصرؑ کی بھی معرفت ضروری ہے

سوال36: امام زمانہؑ کی غیبت کے دوران مومنین کی ذمہ داریاں کیا ہیں؟

جواب: غیبت امام کے دوران مومنین کی بھی کچھ ذمہ داریاں ہیں جو مندرجہ ذیل

ہیں۔ (۱) امام زمانہ اور اسلام کی صحیح معرفت (۲) اپنی ذات گھر اور ماحول کو اللہ کے حکم کے مطابق بنانا (۳) امام کی صحت و سلامتی کے لئے دعا کرنا اور صدقہ دینا (۴) ایمان کی تقویت اور اسکی حفاظت کے لئے کوشش اور دعا کرنا۔ (۵) امام کی نیابت میں نیک اعمال خصوصاً حج بجا لانا۔ (۶) انفرادی اور اجتماعی سطح پر مکمل ایمانی تیاری کے ساتھ اُن کا انتظار کرنا۔

سوال 37: ہفتہ کا کون سا دن امام زمانہؑ سے مخصوص ہے اور زیارت ناحیہ کس امام سے روایت ہوئی ہے؟

جواب: جمعہ کا دن امام سے مخصوص ہے۔ زیارت ناحیہ امام زمانہؑ سے روایت ہوئی ہے۔

سوال 38: آپؑ کی غیبتِ صغریٰ کب شروع ہوئی اور کتنے عرصے پر محیط تھی اس دوران اُمت سے رابطہ کیسے رہا؟

جواب: امام زمانہؑ کی غیبتِ صغریٰ ۲۶۰ ہجری سے شروع ہوئی اور انہتر سال (۶۹) تک رہی اس دوران آپؑ کا اُمت سے رابطہ اپنے مخصوص نمائندوں کے ذریعے برقرار رہا اُن نمائندوں کو ہم نواب اربعہ کہتے ہیں جن کی تعداد چار تھی۔

سوال 39: امام زمانہؑ کے سب سے پہلے نائب خاص کون تھے؟

جواب: آپؑ کے سب سے پہلے نائب خاص عثمان بن سعید عمری تھے۔

سوال40: آپ کی غیبتِ صغریٰ کے دوران نواب اربعہ کی ذمہ داریاں کیا تھیں؟ ان کی قبریں کہاں ہیں؟
جواب: امام کی غیبت صغریٰ کے دوران اُن کے نائبین چار تھے۔ (۱) عثمان بن سعید (۲) محمد بن عثمان (۳) حسین بن روح (۴) علی بن محمد سجری ان نائبین کی ذمہ داریاں یہ تھیں کہ وہ امام کے اسم مبارک اور رہائش گاہ کو مخفی رکھیں، تحت وکلاء کو منظم کریں، شیعوں کی نظریاتی اور معاشرتی سرحدوں کی حفاظت اور فقہی مسائل کے جوابات دینا، امام سے مربوط اموال کولیکر امام کے حکم کے مطابق خرچ کرنا اور مہدویت کے جھوٹے دعویداروں کا مقابلہ کرنا۔ نواب اربعہ کی قبریں عراق (بغداد)میں ہیں۔

سوال41: امامؑ کی غیبت کبریٰ کب شروع ہوئی؟
جواب: امام کی غیبت کبریٰ ۳۲۹ ھجری سے شروع ہوئی ہے۔

سوال42: کیا مسئلہ غیبت صرف امام زمانہؑ سے مخصوص ہے؟
جواب: نہیں بلکہ گذشتہ انبیاء میں بھی بہت سے نمونے موجود ہیں مثلاً حضرت ادریسؑ، حضرت ہودؑ، حضرت صالحؑ وغیرہ نے بھی کچھ عرصے کے لئے اپنی امت سے غیبت اختیار کی تھی۔

کسی گوشہ میں کوئی شخصیت چیدہ ہے
اور پنہاں کہیں نورِ دل غمدیدہ ہے
جان محفل ہے کوئی کہتا ہے محفل کا وجود
پردہ شاہد ہے کہ اس میں کوئی پوشیدہ ہے

سوال43: آپ کی غیبت کے دوران شکوک و شبہات سے محفوظ رہنے کا طریقہ کیا ہے؟
جواب: معرفت کی بنیادوں کو مضبوط کرنے سے اور اپنے ایمان کی سلامتی کے لئے دعا کرنے سے شکوک و شبہات سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔

سوال44: امام زمانہؑ کی غیبت کے زمانے میں آئمہ کی ولایت پر ثابت قدم رہنے والوں کا ثواب کتنا ہے؟
جواب: امام زمانہ کی غیبت کے زمانے میں آئمہ کی ولایت پر ثابت قدم رہنے والوں کے ثواب کے بارے میں امام زین العابدین فرماتے ہیں کہ "جو قائم آل محمدؑ کی غیبت کے دنوں میں ہماری ولایت پر ثابت قدم رہیں گے خدا انہیں میدانِ بدر جیسے ہزار شہیدوں کا ثواب عنایت فرمائے گا۔

سوال45: امام زمانہؑ کی غیبتِ صغریٰ اور غیبت کبریٰ کی دلیل کیا ہے؟
جواب: ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ زمانہ غیبت صغریٰ میں حضرت کی نیابت کا سلسلہ اس طرح جاری رہا تھا کہ خاص نائبین معین ہوتے رہے جو حضرت کی

خدمت میں قیام گاہ پر حاضر ہوا کرتے تھے ان صاحبان کے ذریعہ سے حضرت کے احکام جاری ہوتے تھے مسائل و عرائض کے جوابات ملتے تھے اور تبلیغ و ہدایت کے انتظامات مذکورہ قائم تھے لیکن غیبت کبریٰ میں پیغمبری کا یہ طریقہ بند ہوگیا حضرت کا محل و مقام نظروں سے مخفی ہے اس طرح ملاقات کے لئے وہاں کوئی شخص حاضر خدمت نہیں ہوسکتا جس طرح پہلے مشرف ہوا کرتے تھے۔

غیبت صغریٰ

غیبت صغریٰ جس کا تھوڑا سا زمانہ تھا اس کے اسباب ظاہر ہیں کہ حضرت کی ولادت سے پہلے ہی آخری حجت خدا بارہویں امام علیہ السلام کے دنیا میں آنے کی خبروں سے اور سارے عالم میں ان کے غلبہ و تسلط کی پیشین گوئیوں سے حکومتیں گھبرانے لگی تھیں جتنا زمانہ قریب ہو رہا تھا اتنی ہی دشمنوں کی گھبراہٹ بڑھ رہی تھی یہاں تک کہ بارھویں امامت کا وقت آیا تو حضرتؑ کی جستجو میں طرح طرح کی کوششیں ہوئیں اور جیسا کہ پہلے ذکر ہوا ہے حضرت کی تلاش میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی گئی لیکن ظالموں کی کوئی تدبیر کامیاب نہ ہوسکی اگرچہ وہ سلطنت کے جھگڑوں اور ملکی فتنہ و فساد میں بھی گھرے رہے مگر اہلبیت سے عداوت کی عادت نہ بدلی اور حضرت کے تجسس کا نظریہ قائم رہا۔ ان حالات میں دشمنوں کی دست رسی سے تحفظ کی یہی ظاہری صورت ہوسکتی تھی کہ حضرت عام لوگوں کی نظروں سے مخفی رہیں اور بجز چند مومنین مخلصین کے خدمت مبارک میں

کسی کی رسائی نہ ہو سوائے اس کے کوئی چارہ کار نہ تھا۔ پوشیدہ رہنے کی وجہ نہ دنیا والوں کی طرح جان کا خوف تھا نہ قید خانہ کی اذیت و تکلیف کا خیال تھا ایسے مصائب تو اس گھرانے کا حصہ رہے ہیں۔ تمام حجت کے لئے ان باتوں کا برداشت کرنا اور ہدایت عالم میں جان دے دینا امام کا کام ہے جو امام آیا وہ شہید ہوا بلکہ حضرت کے مخفی رہنے کا سبب اس آخری امامت کی یہ خصوصیت تھی کہ اس کا حامل کسی حیثیت سے کسی دینوی حکومت کی گرفت میں آنے والا نہیں خداوند عالم کی طرف سے بارھویں امام علیہ السلام وہ خاص امور آخر زمانہ میں انجام دینے کے ذمہ دار تھے جن کی وجہ سے حکومتیں پریشان تھیں ایسی صورت میں اگر حضرت ظاہر رہتے تو یقیناً دشمنوں سے مقابلہ ہوتا دنیا کی تمام حکومتوں سے جنگ و جدال کا سلسلہ جاری ہو جاتا اور وقت سے پہلے ہی قیامت آنے لگتی اس لئے حضرت پوشیدہ رہے اور باوجود بڑی رکاوٹوں کے مومنین کی ہدایت و تلقین کا کام ہوتا رہا۔

حضرت حجت علیہ السلام کی غیبت صغریٰ کا مسئلہ قریب قریب ایسا ہی ہے کہ جیسے دیگر آئمہ علیہ السلام کے حالات رہے ہیں اس لئے کہ اول ہی سے فرمانروا بادشاہ کو پیغمبر اسلام کا قائم مقام اور مسلمانوں کا مقتدا و پیشوا خیال کیا جاتا تھا اور ہمیشہ ان بادشاہوں کو حضرت آئمہ علیہم السلام کا اقتدار ناگوار رہا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمام لوگ ان کی طرف رجوع ہو جائیں اور دنیا ان کو اسلام اور اہلِ

اسلام کا سردار سمجھ لے اسی وجہ سے ان حضرات کی نگرانی ہوتی تھی قیدخانوں میں رکھے جاتے تھے اگر چہ خود غائب نہیں ہوئے مگر عام طور پر امامتیں ان کی بھی پردۂ غیبت میں رہیں اور ان کے حقیقی وارثان رسول کے فیوض و برکات سے صرف حق شناس لوگ اچھی طرح مستفید ہو سکے پس جس طرح امامت کے پردہ غیبت میں ہوتے ہوئے ان سب اماموں نے اپنے اپنے زمانہ میں فرائض امامت کو انجام دیا اسی طرح حضرت حجت علیہ السلام نے بھی باوجود عام لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رہنے کے تمام کاموں کو پورا فرمایا اور فرما رہے ہیں۔

حضرت حجت علیہ السلام کی غیبت ایسی ہی ہے کہ جیسی گذشتہ امتوں میں بعض حضرات انبیاء و اولیاء کی غیبتیں ہوئیں پیغمبر اسلام ﷺ کا یہ ارشاد سب کو تسلیم ہے کہ میری امت میں ہو بہو وہ باتیں ہوں گی جو پچھلی امتوں میں پیش آتی رہی ہیں لہذا حسب حالات مذکورہ اس امت میں بھی رہنمائے عالم آخری حجت خدا کی غیبت ہوئی۔

سب سے پہلے ظالمین کے ظلم و ستم کی وجہ سے حضرت ادریسؑ کو جو حضرت آدمؑ کی پانچویں پشت میں حضرت نوحؑ کے پرداد ہیں غیبت کا حکم ہوا جبکہ بادشاہ وقت ان کے قتل کی فکر میں تھا چنانچہ وہ غائب ہوئے اور قوم کی شقاوت و نافرمانی سے اس شہر میں اور اس کے اطراف و جوانب میں بیس برس تک پانی نہ برسا اتنی مدت تک حضرت ادریسؑ پہاڑوں میں ویرانوں میں پوشیدہ رہے جب

وہ ظالم حکمران ہلاک ہو گیا اور قوم نے توبہ کی تو حضرت ادریسؑ ظاہر ہوئے اور آپ کی دعا سے بارش ہوئی پھر وہ وقت آیا کہ بالائے آسمان اٹھا لئے گئے۔

حضرت نوحؑ نے وقت وفات مومنین سے فرمایا تھا کہ میرے بعد غیبت کا زمانہ آئے گا یہاں تک کہ مدت کے بعد قائم آل نوحؑ ظاہر ہوں گے جن کا نام ہود ہوگا چنانچہ یہی ہوا اور حجت خدا کی غیبت کا زمانہ اتنا طویل رہا کہ لوگ حضرت ہودؑ کے ظہور سے ناامید ہونے لگے تھے۔

حضرت خضر علیہ السلام کی غیبت اب تک ہے اور حضرت حجت علیہ السلام کے رفیق ہیں نام تالیا ہے اور آپ کا یہ معجزہ رہا ہے کہ جس خشک زمین پر بیٹھتے وہ سرسبز و شاداب ہو جاتی جس خشک لکڑی پر تکیہ کرتے اس سے پھول پتے نکل آتے چونکہ خضر کے معنی سبزہ کے ہیں اس لئے ان کو خضر کہتے ہیں آبِ حیات پیا ہے اور صور پھونکے جانے کے وقت تک زندہ رہیں گے۔ بعض صالحین نے ان کو مسجد سہلہ اور مسجد صعصعہ میں دیکھا ہے۔ جس قوم کی طرف مبعوث ہوئے تھے اس نے انہیں ایک حجرے میں بند کر کے راستے مٹی پتھر سے روک دیئے تھے جب دروازہ کھولا گیا تو حجرہ خالی تھا بحکم الٰہی وہیں سے غائب ہو گئے اور خداوند عالم نے وہ قوت عطا فرمائی کہ جس شکل و صورت میں چاہیں ہو جائیں حضرت خضر کا تعلق دریاؤں سے ہے بے راہوں کی رہبری فرماتے ہیں ہلاکت سے بچاتے ہیں اور حضرت حجت علیہ السلام کے رفقاء میں ہیں۔

اسی طرح حضرت الیاس کی غیبت ہے بنی اسرائیل کے پیغمبر رہے قوم تکذیب و توہین کرتی رہی مدت تک ایذا رسانی پر صبر کیا مگر جب وہ قتل پر آمادہ ہوئے تو یہ ایک پہاڑ میں پوشیدہ ہو گئے اور سات برس اس حالت میں گزرے کہ زمین کی گھاس غذا رہی خداوند عالم نے وحی فرمائی کہ اب جو چاہو سوال کرو عرض کیا کہ میں بنی اسرائیل سے بہت آزردہ خاطر ہو چکا ہوں تو مجھے دنیا سے اٹھا لے ارشاد ہوا کہ یہ وہ زمانہ نہیں ہے جو زمین و اہل زمین کو تم سے خالی رکھوں اس عہد میں زمین تمہاری وجہ سے قائم ہے اور ہر زمانہ میں میرا ایک خلیفہ ضرور رہتا ہے پس خداوند عالم نے وہ طاقت کرامت فرمائی کہ حضرت الیاسؑ بھی حضرت خضرؑ کی طرح زمین پر موجود غائب ہیں حضرت حجت علیہ السلام کی رفاقت کا شرف حاصل ہے جنگلوں میں پریشان حالوں کی رہنمائی ضعیفوں کی دستگیری فرماتے ہیں۔

حضرت صالح جب اپنی قوم ثمود کو ایک سو بیس برس تک ہدایت کرتے رہے مگر انہوں نے بت پرستی نہ چھوڑی تو ان سے پوشیدہ ہو گئے اور اتنی مدت تک غیبت رہی کہ کچھ لوگ خیال کرنے لگے کہ انتقال فرما گئے ایک گروہ کو یقین تھا کہ وہ زندہ ہیں جب ظاہر ہوئے تو کسی نے ان کو نہ پہچانا حضرت صالح سے کہا گیا تھا کہ اس پتھر سے جس کی پرستش کرتے تھے اونٹنی مع بچہ کے نکال دو تو ہم تم پر ایمان لے آئیں گے آپ نے دعا کی قبول ہوئی پھر بھی ایمان نہ لائے

اور ایک شقی کو لالچ دے کر اس کے پاؤں کٹوا دیئے ٹکڑے ٹکڑے کیا گوشت کھایا توبہ کے لئے تین دن کی مہلت ملی لیکن وہ نہ سمجھے چوتھے روز بڑی چیخ چنگھاڑ کی آواز ہوئی کانوں کے پردے پھٹ گئے زمین کو زلزلہ ہوا قلب و جگر پاش پاش ہوگئے آسمان سے آگ آئی جس نے سب کو جلا کر بھونسے کے چورے کی طرح کر ڈالا۔

حضرت شعیبؑ کی عمر دو سو بیالیس برس کی ہوئی قوم کو ہدایت کرتے کرتے بوڑھے ہوگئے اور مدت تک غائب رہے پھر بقدرت خدا جوانی کی حالت میں لوٹے اور رہنمائی میں مصروف ہوئے قوم نے کہا کہ ہم نے تمہارا کہنا اس وقت نہ مانا جب تم بوڑھے تھے تو اب جوانی میں تمہاری باتوں کا کیسے یقین کریں۔

حضرت یونسؑ بھی اپنی قوم سے غائب ہوئے بلکہ ان کی غیبت تو ایسی ہے کہ مچھلی کے پیٹ میں رہے تینتیس برس سمجھایا مگر دو شخصوں کے سوا کوئی ایمان نہ لایا بارگاہ الٰہی میں بڑے اصرار کے ساتھ نزول عذاب کی دعا کی بالآخر عذاب نازل ہونے کا مہینہ دن وقت مقرر ہوگیا جس کی اطلاع دے کر خود آبادی سے باہر آئے اور پہاڑ کے کسی گوشہ میں چھپ گئے جب عذاب کا مقرر کردہ زمانہ قریب ہوا تو اس قوم نے صحرا میں پہنچ کر بوڑھوں کو جوانوں سے عورتوں کو شیر خوار اطفال سے حیوانوں کو ان کے دودھ پیتے بچوں سے جدا کر کے فریاد شروع کی یکا یک عذاب کا عنوان دیکھا کہ زرد آندھی آئی جس میں خوف ناک صدائے عظیم تھی سب نے گریہ وزاری کے ساتھ توبہ و استغفار کی آوازیں بلند

کیں بچے اپنی ماؤں کو ڈھونڈتے اور روتے تھے جانور اپنے بچوں سے علیحدہ ہونے پر شور کر رہے تھے رحمت الٰہی جوش میں آئی اور عذاب ٹل گیا۔ اسکے بعد حضرت یونسؑ یہ خیال کر کے سب ہلاک ہو گئے ہوں گے شہر کی طرف آئے مگر وہاں سے چرواہوں کو آتے دیکھا اور سمجھ گئے کہ عذاب نہیں آیا اس تصور میں کہ قوم مجھے جھوٹا کہے گی پوشیدہ ہو گئے بیابانوں میں پھرے یہاں تک کہ دریا پر آئے کشتی میں سوار ہوئے اور مچھلی نگل گئی پھر باہر نکلے اپنی قوم میں واپس آئے تب سب نے تصدیق کی اور ان میں رہنے لگے۔ حضرت یونسؑ کی غیبت ایسی تھی کہ جس کے متعلق خداوند عالم نے فرمایا ہے کہ اگر وہ اس کی تسبیح نہ کرتے تو روزِ قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں رہتے۔

حضرت عیسیٰؑ کو طرح طرح کی اذیتیں پہنچاتے پہنچاتے جب یہودی تھک گئے تو پھانسی دینے کے ارادہ سے ان کو ایک مکان میں بند کر دیا رات کا وقت تھا بحکم الٰہی جبرئیلؑ آئے اور حضرت عیسیٰؑ کو روشن دان سے نکال کر بالائے آسمان لے گئے صبح کو یہ سب ظالم پھانسی لگانے کے قصد سے جمع ہوئے اور ان کا سردار جس کا نام یہودا تھا حضرت عیسیٰؑ کو باہر لانے کے لئے تنہا اس مکان میں داخل ہوا خداوند عالم نے اس کو حضرت عیسیٰ کی شکل میں کر دیا جب اس نے ان کو وہاں نہ پایا تو اوروں کو خبر دینے کے واسطے لوٹا اس کے باہر آتے ہی قبل اس کے کہ وہ کچھ کہے یہودا کو عیسیٰ سمجھ کر پکڑ لیا بہت کچھ اس نے شور مچایا کہ

میں عیسیٰ نہیں ہوں یہودا ہوں مگر کسی نے ایک نہ سنی اور اس کو سولی دے دی پھر خدا کی قدرت سے اس کی اصلی صورت ہوگئی اس وقت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی غیبت ہے جب حضرت حجت علیہ السلام کا ظہور ہوگا تب آسمان سے اتریں گے اور ظاہر ہوں گے۔

مذکورہ بالا غیبتوں کے علاوہ دیگر انبیاء کی غیبتیں بھی ہیں جب بنی اسرائیل پر بلاؤں کا وقت آیا ہے تو چار سو سال تک انبیاء و اوصیاء ان سے غائب رہے باوجودیکہ روئے زمین پر حجت خدا موجود تھے لیکن غیبت رہی یہاں تو صرف چند حضرات سے متعلق روایات کا خلاصہ بیان کر دیا گیا ہے جس پر نظر کرنے سے حضرت حجت علیہ السلام کی غیبت صغریٰ و غیبت کبریٰ دونوں کی صورتیں سمجھنے میں بہت سہولت ہو جائے گی۔

غیبت کبریٰ

غیبت صغریٰ کے بعد حضرت کی غیبت کبریٰ کے ثبوت میں یہ مختصر دلیل کافی ہے کہ جب عقلی و نقلی دلائل آیات قرآن و احادیث سے یہ ثابت ہے کہ کوئی زمانہ خدا کی حجت سے خالی نہیں رہتا خواہ ظاہر ہو یا پوشیدہ اس لئے اس وقت بھی ایک معصوم سردار عالم کا وجود لازم و ضروری ہے اور وہ امام وقت گیارھویں امام علیہ السلام کے فرزند ہیں جو موجود ہیں مگر عام لوگوں کی نظروں سے غائب ہیں پس جس طرح حضرتؑ کی امامت یقینی ہے اسی طرح غیبت یقینی

ہے چونکہ مسئلہ غیبت مسئلہ امامت کی فرع ہے اس وجہ سے جس شخص کا حضرت کی امامت پر ایمان نہ ہو اس کو اسبابِ غیبت کے متعلق سوال کرنے کا کوئی حق نہیں ہے اور ایسی گفتگو بے کار ہے غیبتِ کبریٰ جواب تک ہے اور نہ معلوم کب تک رہے اس کے سلسلہ میں یہ پیشِ نظر رہنا چاہیے کہ اسلام کا قانون اس کے جملہ اصول و فروع عقل و حکمت کے مطابق ہیں ان کی خوبیاں خوب سمجھ میں آتی ہیں اسلام ہی کو یہ شرف حاصل ہے کہ یہاں فلسفہ و مذہب دونوں کا ساتھ ہے لیکن ہر بات کی اصل حقیقت تک پہنچنا ہر شخص کے قابو کی بات نہیں ہے کچھ لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ اپنے اعمال و افعال پر تو نظر نہیں رکھتے مگر خدائی کاموں میں چون و چرا کرتے رہتے ہیں کہ یہ حکم کیوں ہوا یہ بات کس لئے ہوئی ہر جگہ ایسے سوالات کرنا بے موقع ہوتا ہے ان مسائل کے علاوہ جن کو اچھی طرح سمجھنا انسان کا فرض ہے تمام امور الٰہیہ میں یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر ہر امر کی باطنی کیفیت عقل بشری میں آجائے مثلاً پنجگانہ نماز کیسی عظیم الشان عبادت ہے لیکن کوئی نمازی اپنے شوق عبادت کی بناء پر اس کی معینہ رکعتوں میں ایک رکعت کا بھی اضافہ نہیں کر سکتا یا ماہِ رمضان کے روزے ایسے واجب ہیں کہ ضروریات دین میں داخل ہیں مگر عید کو روزہ رکھنا حرام و گناہ ہے پس اگرچہ ان حکامؑ کی ظاہری خوبیاں اچھی طرح سمجھ میں آتی ہیں لیکن باطنی وجوہ کے لئے سوال کی گنجائش نہیں ہے حکم حاکم ہے معبود کا فرمان ہے جس پر ایمان بندوں کا فریضہ ہے اور

کتنی باتیں ایسی ہیں جن کے متعلق بے جا گفتگو کی ممانعت ہے چنانچہ سبب غیبت کے بارے میں خود حضرت حجت علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خداوند عالم کا ارشاد ہے یاایھاالذین امنو الاتسئلوا عن اشیاء ان تبدلکم تسؤکم پ ع ۴۔ یعنی اے ایمان دارو ایسی چیزوں کو نہ پوچھا کرو کہ اگر وہ تمہارے لئے ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں بری معلوم ہوں۔

حضرت کی غیبت میں جو ظاہری مصلحتیں ہیں وہ عقل میں آنے والی باتیں ہیں اور سمجھنے والوں کے لئے ہر طرح کافی ہیں پھر بھی درحقیقت اسرار الہیہ میں سے یہ ایک راز ہے جس کی حقیقی وجہ وہی خوب جانتا ہے یہ راز تو اسی وقت ظاہر ہوگا جب حضرت کا ظہور ہوگا امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا تھا کہ آخری امام علیہ السلام کی غیبت کا سبب کیا ہوگا تو جواب میں فرمایا کہ اس کا انکشاف بعد ظہور ہوگا جس طرح خضرؑ کا کشتی میں سوراخ کرنا ایک لڑکے کو قتل کرنا دیوار کو درست کرنا ان کاموں کی حکمت حضرت موسیٰ کے لئے ظاہر نہ ہوئی مگر اس وقت کہ جب دونوں جدا ہونے لگے تھے ان حضرات کی ملاقات کا واقعہ قرآن کے پندرھویں پارے کے آخر اور سولھویں کے شروع میں بیان ہوا ہے جب حضرت خضرؑ نے حضرت موسیٰ کو ان امور کی حقیقت بتائی تب وہ مطمئن ہوئے یہ ظاہری علوم کے حامل تھے اور ان کو علم باطنی تھا وہ جس علم پر

مامور تھے اس کا تعلق ان سے نہ تھا جب ایسے برگزیدہ خدا والے کلیم اللہ کی یہ صورت ہے تو بھلا ناقص عقلوں والے بندے عالم کے حقائق پر کس طرح حاوی ہو سکتے ہیں اور ہر واقعہ کی باطنی کیفیت کیسے ان کے ذہن میں آسکتی ہے اس وقت غیبت میں جو مصالح الٰہیہ ہیں ان کو وہ گھرانہ ہی خوب جانتا ہے جس سے غیبت کا تعلق ہے اور جس کی بہت کچھ تعلیمات اس سلسلہ میں ہمارے لئے موجود ہیں اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے قرآن میں آیات متشابہات کے معنی پوشیدہ ہیں جو سوائے خدا و رسول و اہلبیتؑ کے کسی کو معلوم نہیں ہو سکتے قرآن میں محکم وہ آیات ہیں جن کے معانی بالکل صاف ہیں اور کوئی دوسرا احتمال نہیں اور متشابہ وہ آیات ہیں جن کے معانی و مطالب واضح نہیں ہیں بلکہ گول مول الفاظ ہیں اور مطلب کے کئی پہلو نکل سکتے ہیں ان آیتوں کے اصلی مطلب جاننے والے وہی ہیں جن کے گھر قرآن نازل ہوا ہے اور عام بندوں کا فرض ہے کہ ان آیات پر ایمان رکھیں کہ یہ کلامِ الٰہی ہیں اور ان کے مطلب میں تفسیر اہلبیتؑ کا اتباع کریں یہی صورت حضرت حجتؑ کے اسباب غیبت کی ہے۔

سوال46: امام زمانہؑ کا انتظار کرنے والوں کی خصوصیات کیا ہیں وہ کونسے امور ہیں جن کے ذریعے وہ ظہور امام کی راہ ہموار کریں گے؟

جواب: امام کا انتظار کرنے والوں کی خصوصیات یہ ہیں کہ وہ قرآن کا فہم رکھتے ہیں اور اس پر عمل بھی کرتے ہیں یہی لوگ شجاع اور ثابت قدم رہتے ہیں اور وہ

امور جن کے ذریعے انتظار کرنے والے ظہور امام کی راہ ہموار کرتے ہیں یہ ہیں کہ وہ دنیا سے بے رغبتی رکھتے ہیں ان میں توکل اور ایمان راسخ ہوتا ہے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے ہیں۔

سوال 47: کیا یہ ممکن ہے کہ کوئی انسان ہزاروں سال تک زندہ رہ سکتا ہے؟ اس کی کوئی مثال ہے؟

جواب: ہاں یہ بالکل ممکن ہے بہت سے ایسے افراد ہیں جن کی زندگیاں ہزاروں سالوں پر محیط رہیں۔ مثال کے طور پر حضرت عیسیٰؑ اور حضرت خضر بحکم خدا آج تک زندہ ہیں ماضی میں عوج بن عنق نے ۳۳۳۳ (تین ہزار تین سو تینتیس) سال زندگی پائی، ذوالقرنین تین ہزار سال تک زندہ رہے اور ابلیس لعین آج تک زندہ ہے۔

سوال 48: امام زمانہؑ کی سلامتی کے لئے کوئی دعا ہے؟

جواب: امام زمانہ کی سلامتی کیلئے مشہور دعا یہ ہے۔

دعائے امام زمانہؑ: اللهم کن لولیک الحجة ابن الحسن صلوتک علیه وعلی ابآئهم فی هذه الساعة و فی کل ساعة ولیا وحافظا وقآئدا وناصر او دلیلا و عینا حتی تسکنه ارضک طوعا و تمتعه فیها طویلا۔ اللهم صل علی محمد وال محمد و عجل فرجهم۔

سوال49: امام زمانہ کی طول عمر کی دعا کیوں ہوتی ہے؟ جبکہ اللہ نے تو اُنہیں پہلے ہی طول عمر دی ہوئی ہے؟

جواب: اس سوال کے جواب سے پہلے ہم ایک مشہور شاعر مرزا غالب کے شعر پر بات کرتے ہیں اور اُسی میں اس کا جواب بھی آئے گا۔

مرزا غالب فرماتے ہیں:

حریف مطلب مشکل نہیں فسونِ نیاز

دُعا قبول ہو یا رب کہ عُمر خضر دراز

ترجمہ: ''غالب کہتے ہیں کہ میں حضرت خضرؑ کی درازی عمر کے لئے دعا کرتا ہوں اس لئے کہ مشکل کام کیلئے دعا کرنا کچھ مناسب نہیں ہے تو کیوں نہ اُس کام کیلئے دعا کروں جو پہلے سے موجود ہو''۔

یعنی حضرت خضرؑ کو اللہ نے زندہ رکھا طول عمر دی اور غالب دُعا کر رہے ہیں کہ پروردگار خضرؑ کو درازی عمر دے۔

غالب نے یہ طنز کیا ہے اور ہمارے مذہب جعفریہ میں یہ حقیقت ہے وہ اس طرح کہ ہم اپنے امام زمانہؑ کی صحت و سلامتی اور طول عمر کیلئے دُعا کرتے ہیں۔ وہاں غالب کی گفتگو خضرؑ سے تھی اور یہاں گفتگو رہنمائے خضرؑ سے ہے۔ اب شیطان دل میں وسوسے ڈالتا ہے کہ طول عمر تو پہلے ہی امام کو ملی ہے مانگتے کیوں ہو۔ مگر عقیدہ یہ کہتا ہے کہ مانگو طول عمر تا کہ محبت محسوس ہو اور پتہ چلے کہ

تم کسی کی سرپرستی میں رہنا چاہتے ہو اور کس کی سرپرستی میں اپنی اولاد کو رکھنا چاہتے ہو۔

سوال 50: امام زمانہؑ کی زیارت میں ''السلام علیک یا شریک القران'' کا مفہوم کیا ہے؟

جواب: ہر مومن واجب نمازوں کے بعد امام زمانہؑ کی زیارت میں یہ جملہ پڑھتا تو ہے لیکن اکثر مومنین اس جملے کے مفہوم سے آگاہی نہیں رکھتے۔ زیارت کا جملہ ہے کہ ''السلام علیک یا شریک القران'' ترجمہ سلام ہو آپؑ پر اے قرآن کے شریک۔ شریک کہتے کس کو ہیں۔ مثال کے طور پر کہا جاتا ہے کہ اللہ کا کوئی شریک نہیں لاشریک ہے وہ ذات کیونکہ اگر کوئی شریک ہوتا تو پھر دو خدا ہوتے۔ لہذا اللہ کا کوئی شریک نہیں ہے۔ تو گویا لفظ شریک نے ہمیں یہ درس دیا کہ جس کا بھی کوئی شریک ہوتا ہے وہ وہی کچھ ہوتا ہے۔ تو ہمارے امام کس کے شریک ہیں قرآن کے آپ جو خاصیتیں جو صفتیں جو کمالات قرآن میں ہیں وہ ساری ہمارے امام کے لئے بھی ہیں۔ اسی لئے زیارت کے جملے میں یہ کہا جاتا ہے کہ سلام ہو آپؑ پر اے قرآن کے شریک۔ فرق بس اتنا ہے کہ قرآن صامت ہے اور امام ناطق ہے۔ یعنی قرآن خاموش ہے جب تک اسے کوئی پڑھے گا نہیں پتہ نہیں چلے گا کہ اس میں کیا لکھا ہے جبکہ امامؑ بولنے والا قرآن ہیں۔

سوال 51: امام زمانہؑ اور حضرت موسیٰؑ میں کیا مشابہت ہے؟

جواب: حضرت موسیٰؑ اور امام زمانہ میں کئی قدریں مشترک پائی جاتی ہیں مثلاً دونوں

ہستیوں کی ولادت ظالم بادشاہوں اور حکومتوں کے جبر کی وجہ سے مخفی رکھی گئی۔

دونوں ہستیوں کی ولادت کی بشارت قبل از وقت دی گئی دونوں کی ولادت کا انتظار کئی نسلوں نے کیا۔

سوال52: امام زمانہؑ اور حضرت خضرؑ میں کیا مشابہت ہے؟

جواب: حضرت خضرؑ اور امام زمانہ میں بھی کئی قدریں مشترک ہیں مثلاً دونوں ہستیوں کو لمبی زندگی کا ملنا اور دونوں ہستیوں کا نام آشنا شکل میں مشکلات کے وقت مومنین کی مدد کرنا۔

سوال53: جزیرۂ خضراء کے بارے میں بتائیں؟

جواب: جزیرۂ خضراء بحر اوقیانوس کے انتہائی مغرب میں واقع ہے۔ اس جزیرے کو سب سے پہلے 690ھ میں زین الدین علی ابن فاضل مازندرانی نے دریافت کیا تھا۔ وہ ایک مرتبہ سرزمین بربر میں موجود شیعوں کے ایک ایسے جزیرے میں پہنچے تھے جہاں جزیرۂ خضراء سے سامان آتا تھا۔ وہاں قیام کے دوران ایک دن جزیرہ خضراء سے غذائی سامان آیا اور کشتی کا ملاح انہیں اپنے ساتھ جزیرۂ خضراء لے گیا۔ یہ سفر سولہ دن میں طے ہوا۔

جب سولہ دن کے مسلسل سفر کے بعد کشتی سفید پانیوں میں پہنچی تو ملاح نے زین الدین علی کو بتایا کہ یہ سفید پانی جزیرے کے لئے حصار کا کام دیتا ہے اور

دشمنوں کی کوئی کشتی اس پانی کو عبور نہیں کر سکتی جب تک امام زمانہؑ کا حکم نہ ہو۔

جزیرۂ خضراء پہنچ کر زین الدین علی نے وہاں 18 اٹھارہ دن قیام کیا انہوں نے وہاں کشادہ سڑکیں، عالیشان مکانات، سرسبز باغات اور ہر قسم کے میوے، نفیس اور وضع دار لوگوں پر مشتمل ایک خوشحال شہر دیکھا اس شہر کے حکمران سید شمس الدین تھے جن کا سلسلہ نسب پانچویں پشت میں امام زمانہؑ سے ملتا تھا پھر وہ ملاح آپ کو واپس لے آیا۔

سوال54: امامؑ زمانہؑ کی خدمت میں استغاثہ کرنے اور عریضہ بھیجنے کا طریقہ بتائیں؟

جواب: حضرات محمدؐ و آل محمدؐ صلوات اللہ علیہم سے اپنی دعاؤں میں توسل ان سے مدد طلب کرنا ان کو بارگاہ الٰہی میں شفیع بنانا دعا کے قبول ہونے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے یہ حضرات رحلت و شہادت کے بعد بھی ہمارے مددگار ہمارے حالات سے خبردار ہماری آوازوں کو سننے والے ہمارے لئے دونوں جہان میں فیوض الٰہیہ کا واسطہ ہیں اور انہیں کے طفیل سے اس کی رحمت کا سلسلہ جاری ہے یوں تو جملہ حضرات آئمہ علیہم السلام شہداء راہ خدا ہیں اور زندہ ہیں لیکن حضرت حجت علیہ السلام امام زمانہ ہیں اور متصرف عالم ہیں آپؑ ہی کے مبارک وجود سے نظام عالم وابستہ ہے اس لئے جب کوئی مددگار نظر نہ آئے صبر کی گنجائش نہ رہے تو ایسی پریشانی کے موقع پر حضرت سے فریاد اور حضرتؑ کے آباء طاہرین کی خدمات میں حضرت سے سفارش کی درخواست ہر بلا سے نجات قبولیت حاجات کے لئے بہت

کامیاب صورت ہے۔ مصیبت کی شدت پر جتنا ہو سکے اس طرح استغاثہ کیا جائے یامولای ادرکنی یا صاحب الزمان ادرکنی. جب کسی مومن کو کوئی بڑی مشکل پیش آئے دشمنوں میں گھر جائے کسی بلا میں مبتلا ہو روزی تنگ ہو تو یہ عریضہ لکھ کر حضرت آئمہ علیہ السلام کے حرم مطہرہ میں حاضر کرے یا پاک مٹی میں بند کر کے دریا یا نہر یا گہرے کنوئیں میں ڈالے عرضی حضرتؑ کی بارگاہ میں پہنچے گی حضرتؑ کفیل ہوں گے خداوند عالم حاجت پوری فرمائے گا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم توسلت الیک یامولایی یا اباالقاسم م ح م د بن الحسن بن علی بن محمد بن علی بن موسی بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب النباء العظیم و الصراط المستقیم و عصمة الداحین بامک سیدة انساء العالمین وبآبائک الطاهرین و بأمهاتک الطاهرات بلین والقرآن الحکیم و الجبروت العظیم و حقیقة الایمان و نوح النور و کتاب مسطور ان تکون سفیریٰ الی الله تعالیٰ فی حاجة.

اپنی حاجت تحریر کرے اگر دریا وغیرہ میں ڈالنے کا ارادہ ہو تو ڈالتے وقت حضرتؑ کے نائبوں سے اس طرح خطاب کرے یا عثمان بن سعید ویامحمد بن عثمان واصل قصتی الی صاحب الزمان صلوات الله علیه یہ دونوں صاحبان باپ بیٹے یکے بعد دیگرے حضرتؑ کے پہلے دوسرے نائب رہے ہیں۔

ہر جمعہ کا دن، ہر پنجشنبہ کو عصر کا وقت اور روزہ عاشورا ۱۵ شعبان کے

شب و روز ماہِ رمضان کی شب ہائے قدر اور روز نور روز، خصوصیت کے ساتھ تعجیل ظہور کی دعاؤں کے واسطے اور حضرتؑ سے استغاثہ و فریاد کے اوقات ہیں ضرورت پر ایمان والوں کے لئے ہر وقت ہر تکلیف میں حضرتؑ سے متوسل ہونا خداوند عالم کی اطاعت و عبادت ہے اور اس کی قربت کا وسیلہ ہے۔

یاایھاالذین امنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ پ۶ ع ۱۰۔

سوال55: امام زمانہؑ نے خدا کے بنائے ہوئے نظام ہدایت کو کیسے قائم رکھا ہے؟

جواب: پدر بزرگوار کی شہادت کے بعد منصب امامت حضرت حجت علیہ السلام سے متعلق ہوا اور باوجود عوام کی نظروں سے مخفی رہنے کے کار ہدایت نہایت مستحکم انتظام کے ساتھ انجام پاتا رہا حضرت کا یہ پوشیدہ نظامِ ہدایت پدر بزرگوار کے زمانہ ہی کا قائم شدہ تھا کیونکہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں بھی لوگوں کی زیادہ آمدورفت حکومت کو ناگوار تھی اور آزادی کے ساتھ مومنین کی حاضری نہ ہوسکتی تھی اس لئے کچھ خاص معتمد صاحبان کے ذریعہ سے کار ہدایت ہوتا رہتا تھا وہی قابل اعتماد لوگ والد بزرگوار کی شہادت کے بعد حضرتؑ کے کام آئے اور نیابت و وکالت سے امامت کی ذمہ داریاں پوری ہوتی رہیں پہلے ہی سے اس گھر میں دنیا کی ظاہری سلطنت و مملکت نہ تھی جو مالی ریاست و دولت جاہ وحشم فوج ولشکر کے انتظام کی ضرورت ہوتی اس پر تو دنیا والے قابض چلے آرہے تھے یہاں تو دین وملت کی حفاظت لوگوں کی ہدایت کا کام تھا جو مخصوص

نظام کے ماتحت انجام پاتا رہا۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی نماز جنازہ کا واقعہ اور اہل قم کا معاملہ بکثرت مومنین نے دیکھا اور سنا تھا جو اسی وقت سے حضرت حجت علیہ السلام کی امامت کے معترف ہو گئے تھے اور اس سے قبل بھی بہت سے مقامات پر پاک پاز مومنین کو حضرتؑ کی ولادت و امامت کی اطلاع مخفی طور سے ہو چکی تھی خاص خاص لوگ سامرے پہنچ کر حضرتؑ کی زیارت سے مسرف ہوئے تھے دور دراز شہروں، بستیوں میں جابجا مومنین کی آبادیاں تھیں اس تمام گروہ کی ہدایت و اعانت حضرتؑ کی ذمہ داری تھی جس کی تکمیل میں بہ نسبت پہلے حضرات آئمہ علیہ السلام کے اس وقت حکومت کی تفتیش کے سبب سے بہت زیادہ دشواریاں حائل ہو رہی تھیں لیکن خدا کی شان کہ پوشیدہ طور پر بڑے نظم کے ساتھ عراق و حجاز و ایران وغیرہ میں یہ تمام کام پورے ہوتے رہے بغداد جو اسلامی مرکز سمجھا جاتا تھا اور جہاں ہزاروں مومنین خاموشی سے زندگی بسر کر رہے تھے اور ان کے علاوہ ہر جگہ کے صاحبان ایمان اپنی اپنی ضرورتوں سے آتے رہتے تھے وہاں ایک مقدس بزرگ حضرت کے نام خاص سردارِ مومنین کی حیثیت سے مقیم کئے گئے تھے اور دوسرے بڑے شہروں میں ان کے ماتحت وکلاء و سفراء معین ہوئے۔ قصبات و دیہات میں کارکنوں کا تقرر ہوا اور تمام آبادیوں کے حصے اس طرح تقسیم کر دیئے گئے کہ ایک علاقہ ایک وکیل یا سفیر کے پاس ہوتا اور سلسلہ بسلسلہ

اس دینی کام کے جملہ انتظامات ہو گئے کہ کسی ایک دروازے پر مومنین کا ہجوم نہ ہوتا تھا جس سے راز فاش ہوسکے۔ ضرورت مندوں کی درخواستیں حضرتؑ کی خدمت میں نائب کے ذریعے پیش ہوتی تھیں جن کی حاضری نہ تو اس طرح ہوئی تھی کہ جب چاہیں جائیں اور نہ اس کا کوئی وقت معین تھا بلکہ جب مصلحت ہوتی ان کو طلب کر لیا جاتا تھا۔

خمس وغیرہ امامؑ وقت کے مالی حقوق جو منجانب خدا و رسولؐ معین ہیں ہر حلقہ سے وہاں کے سفیر یا وکیل کے پاس جمع ہوتے تھے اور یہ سب رقمیں بذریعہ نائب امامؑ کے پاس پہنچتی تھیں اور نام بنام ان کی رسیدیں دربار امامت سے ملتی تھیں۔ مال حرام، جعلی سکے وغیرہ واپس کر دیئے جاتے تھے۔ کمی بیشی کی بھی اطلاع دی جاتی تھی پھر نائبین و وکلاء کے ذریعے مومنین اور مستحقین کو یہ مال تقسیم ہوتا تھا۔

یہ سلسلہ اسی طرح چند عشروں تک چلتا رہا پھر جب آخری نائب امام جناب ابوالحسن علی بن سمری علیہ الرحمہ اس دنیا سے انتقال کر گئے تو ان کے بعد امامؑ نے غیبت کبریٰ اختیار کی اور اپنے فرامین میں یہ فرما گئے اپنے آخری نائب کے ذریعے کہ اب امت پر ہماری حجت وہ اہلِ علم ہیں جو اپنے نفسوں اور خواہشات پر قابو رکھتا ہو اور دین کی سمجھ بوجھ رکھتا ہو۔

امام کی غیبت کبریٰ کے بعد جن کے بارے میں امام نے فرمایا تھا کہ وہ امت پر ہماری طرف سے حجت ہیں ان کا سلسلہ آج تک جاری ہے جنہیں ہم مجتہد

یعنی اجتہاد کرنے والے کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ اجتہاد کا یہ سلسلہ تا ظہور امام تک جاری رہے گا اور نظام ہدایت اسی طرح قائم رہے گا۔ ہاں بوقتِ ضرورت ان فقہاء و مجتہدین کی ملاقاتیں امام سے ہوتی رہتی ہیں تا کہ اگر کوئی مشکل مسئلہ پیش آجائے تو اسے امام کے سامنے پیش کر کے اس کا حل پوچھا جائے۔

خوش قسمت ہیں وہ لوگ جنہیں ملاقات امام زمانہؑ کا شرف حاصل ہوتا ہے۔

سوال56: ولی فقیہ کی اطاعت کے سلسلے میں کوئی حدیث ہے؟

جواب: ولی فقیہ کی اطاعت کرنے کے سلسلے میں معصومینؑ سے بہت سی حدیثیں روایت ہوئی ہیں خود امامؑ زمانہ کا فرمان یہ ہے کہ ''نئے مسائل میں ہمارے علوم کے حامل افراد سے رجوع کرو کیونکہ وہ میری طرف سے تم پر حجت ہیں اور میں اللہ کی طرف سے حجت ہوں''۔

سوال57: امام زمانہؑ کے وجود کا فائدہ کیا ہے؟

جواب: امام کے وجود کے فائدے بے بہا ہیں اس سلسلے میں عرض قارئین یہ ہے کہ حضرت امام زمانہ رسولؐ کے نور کا ایک جز ہیں اور رسولِ خداؐ سے اللہ کا خطاب ہو رہا ہے ''لولاک لما خلقت الافلاک'' یعنی تم نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا پس عالم کائنات کی پیدائش جس پر موقوف ہے اسی پر عالم کی بقاء بھی موقوف ہے۔ اگر یہ ہستی نہ ہو تو ساری ختم ہو جائے اسی لئے تو رسول خدا کے نور

کے حامل امام زمانہؑ موجود ہیں اور ہر قسم کی نعمتیں انسان اور کائنات کو حاصل ہے آسمان سے بارش ہوتی ہے زمین سے دانہ اگتا ہے درختوں میں پھل آتے ہیں عقلوں میں سمجھنے کی قوت ہے آنکھوں میں بصارت ہے کانوں میں سماعت ہے زبان میں گویائی ہے اور ان نعمات الٰہیہ کا ذریعے اس زمین پر امام زمانہؑ کا وجود ہے۔ جو رحمۃ اللعالمین کے فرزند ہیں جن کی برکت سے دنیا باوجود بدکرداروں کی موجودگی کے عذاب سے محفوظ ہے۔ رسول خداؐ کا ارشاد ہے کہ ''اگر ایک ساعت کے لئے بھی زمین حجت خدا سے خالی ہو جائے تو ساری دنیا تباہ و برباد ہو جائے گی۔ جابر بن عبداللہ انصاری نے رسول اللہؐ سے سوال کیا تھا کہ آیا زمانہ غیبت میں قائم آل محمدؑ سے دوستوں کو فائدہ پہنچے گا۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ''ہاں اے جابر اس خدا کی قسم جس نے مجھ کو نبی بنا کر بھیجا یقیناً ان کی غیبت میں وہ ان سے فائدہ حاصل کریں گے اور ان کے نورِ سے اسی طرح روشنی حاصل کریں گے جس طرح لوگ آفتاب سے فائدہ حاصل کرتے ہیں۔ اگر اس پر بادل چھایا ہوا ہو''۔ یہ پیغمبر اسلام کا مختصر کلام ہے جس میں حضرت نے اپنے فرزند کو آفتاب سے تشبیہ دی ہے اس پر جتنا بھی غور کیا جائے اتنا ہی آنکھوں میں نور اور دل میں سرور پیدا ہوگا۔ جس طرح آفتاب سے دنیا روشن رہتی ہے۔ اسی طرح وجودِ عالم کی روشنی امامؑ سے ہے۔ انہی کے ذریعے سے دنیا میں نورِ ہدایت قائم ہے۔ انہی کے توسل سے حاجت روائی ہوتی ہے۔

پھر یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ اگر ایک بستی میں سورج نظر نہ آئے تو دوسری آبادی میں بھی چھپا رہے بلکہ بیک وقت کسی شہر میں دھوپ ہوتی ہے اور کسی میں گھٹا ہوتی ہے۔ کسی ملک میں دن ہے کسی میں رات ہے کہیں دھوپ کہیں چھاؤں ہوتی ہے۔ جب آفتاب صاف دکھائی دے رہا ہو تو تھوڑی دیر بھی آنکھیں کھول کر اسکی طرف نظر قائم نہیں رہتی اور ایسی صورت سے ہر شخص کی بھی آنکھیں کھول کر اسکی طرف نظر قائم نہیں رہتی اور ایسی صورت سے ہر شخص اس کی روشنی کا متحمل نہیں ہو سکتا بعض اوقات ایسے عمل سے بینائی جاتی رہتی ہے۔ اسی طرح یہ ایسا وقت ہے کہ اگر امام زمانہؑ ظاہر ہو جائیں تو بہت سے لوگ حضرت کو دیکھنے سے بالکل اندھے اور حق سے منحرف ہو سکتے ہیں کیونکہ ان میں اپنے بداعمالیوں کی وجہ سے وہ کمزوریاں پیدا ہو چکی ہیں کہ حقیقتِ حق کے تحمل کی قوت باقی نہیں رہی حالانکہ بظاہر اس زمانہ غیبت میں اسلام پر قائم ہیں۔ حضرت امام زمانہؑ کی مثال آفتاب کی مثال ہے کہ جب وہ بادل میں پوشیدہ ہو کہ ایسی حالت میں بھی اس کی روشنی سے دنیا فائدہ اٹھاتی ہے۔ اگرچہ بے بصارف آدمی محروم رہتا ہے اسی طرح امام کے فیوض سے ایمان کی بینائی والے مستفیض ہو رہے ہیں لیکن بے بصیرت لوگ محروم ہیں اور یہ کہ باوجود بادل کے بھی بعض نظر سورج کو اسی طرح دیکھ لیتے ہیں کہ یکایک ذرا بادل ہٹا اور ان کی نگاہ اس پر پڑ گئی مگر دوسروں کو دکھائی نہ دیا۔ اسی طرح کچھ خوش قسمت لوگ موجودہ غیبت میں بھی

امامؑ کی زیارت سے مشرف ہوتے ہیں اور ان کو شرفِ ملاقات ہو سکتا ہے۔

سوال58: امام زمانہؑ اور حضرت ابراہیمؑ میں کون سی مشابہت ہے؟
جواب: حضرت ابراہیمؑ اور امام زمانہؑ میں کئی قدریں مشترک ہیں مثلاً ان دونوں ہستیوں کی ولادت مخفی رہنا' ناشناس شکل میں مختلف جگہوں کا سفر اور مرکز توحید کعبۃ اللہ کی تعمیر اور وحدانیت کی ترویج۔

سوال59: امام زمانہؑ کی رہائش گاہ سے متعلق بتائیں؟
جواب: امام آخرالزماںؑ کی رہائش گاہ یا سلطنت و مملکت کے ذکر پر جزیرۂ خضراء یا کچھ نامعلوم مقامات کے نام سننے سے بعض لوگوں کے کان کھڑے ہو جاتے ہیں اور اس بات پر تعجب کرتے ہیں کہ اس جدید زمانے میں جبکہ دنیا کے اندر کیسے کیسے ذرائع تحقیقات مہیا ہو چکے ہیں۔ سیاحوں کو دنیا کے گوشہ گوشہ کی اطلاع ہے ان کی نگاہوں کے سامنے مشرق و مغرب' جنوب و شمال' زمین اور آسمان ایک کر دیئے ہیں تمام دنیا کی آبادیاں نظروں کے سامنے ہیں تمام دنیا کے نقشے مرتب ہیں۔ مگر نہ اس جزیرۂ خضراء کا پتہ ہے نہ ان آبادیوں کے نام ہیں جو حضرت کی مملکت یا سکونت سے منسوب کیے جاتے پھر ان روایات میں بھی اختلافات ہیں کسی روایت میں اس کا کچھ نام ہے کسی میں کچھ نام ہے۔ اس لئے یہ باتیں عقل نہیں مانتی۔

ان تمام اعتراضات کے سلسلے میں اول تو یہ بیان کر دینا ضروری ہے کہ امام زمانہؑ کی رہائش گاہ کا سوال ایک جزوی مسئلہ ہے اصل مسئلہ حضرت کے وجود مبارک کا اقرار و اعتقاد ہے۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ اگر دوسری صحیح روایات سے کسی شخص کی زندگی کا یقین ہو جائے تو اس کی رہائش گاہ کا پتہ معلوم نہ ہونے سے اُس کی موجودگی کے یقین پر کوئی اثر نہیں پڑتا پس جب امام زمانہؑ کے وجود مبارک کا یقین ہے تو رہائش گاہ وغیرہ کا ہونا بھی یقینی ہے۔ لیکن چونکہ حکم خدا سے حضرت کی غیبت ہے اس لئے قدرتی طور پر رہائش گاہ بھی پوشیدہ ہے بلکہ جب حضرت موجود ہیں تو آپؑ کے اہل و عیال کا ہونا بھی لازمی ہے اور غیبت کی اس طویل مدت میں سلسلہ اولاد کی پشتوں کا ہو سکتا ہے۔ لہذا ضروری ہے کہ کسی حصہ ارض پر ان حضرات کی ایسی آبادی ہو جہاں اطمینان کے ساتھ یہ سب کے سب تشریف فرما رہیں اور وہاں کسی غیر کا داخلہ نہ ہونے پائے تاکہ بات فلسفہ غیبت کے خلاف نہ ہو سکے۔

ابتداء میں حضرت کا مقام سامرے کا مکان رہا لیکن جب آپؑ کی تجسس میں حکومت کی طرف سے خانہ تلاشی کا حکم ہوا تو آنے والے آئے جہاں حضرت تشریف فرما تھے۔ وہاں سے امام اعجازی شان کے ساتھ ان دشمنوں کی نظروں سے غائب ہو گئے۔ اس کے بعد غیبت کبریٰ ہو گئی تو حضرت کی جائے قیام بھی سب پر مخفی ہو گئی۔

اب رہی بات جزیرۂ خضراء کی جس کا روایات میں ذکر ملتا ہے اس کا پتہ نہ لگنا کوئی غیر معقول بات نہیں آج وہ دنیا والے جن کا یورپ کے محققین پر ایمان ہے جن کی دماغی کوششوں کا کلمہ پڑھا جاتا ہے۔ اگر ان لوگوں کا خدا پر ایمان ہے تو دیکھیں کہ جزیرۂ گرین لینڈ جس کا شمالی حصہ قطب شمالی سے قریب ہے اس میں داخل ہونے سے بڑے بڑے محققین پیچھے ہٹے ہوئے ہیں برف کے دریا کو عبور نہیں کر سکتے وہاں جا کر کوئی زندہ نہیں آتا سینکڑوں میل تک کوئی انسان یا حیوان نظر نہیں آتا۔ یہ سارا رقبہ برف کے پردوں میں ڈھکا رہتا ہے۔ اندرونی حالات کی خبر آج تک نہ ہوگی۔ حالانکہ ایک خاص قسم کی روشنی کبھی کبھار دکھائی دیتی ہے مگر سردی اور برف باری کی کثرت کچھ ہونے نہیں دیتی اور تمام محققین یہاں مجبور و لاچار ہیں۔ پھر تعجب کی کونسی بات ہے اگر اس دنیا کے اندر گرین لینڈ سے بالاتر قدرتی پردوں میں زمین کا ایسا حصہ بھی ہو جس کے حالات دنیا سی بالکل پوشیدہ ہوں اور خدا نے اس مقام کو سمندر کے قلعے میں ایسا محفوظ رکھا ہو جس کا احساس ان نظروں سے باہر ہو اور جہاں تک رسائی کیلئے ہوائی و برقی آلات بھی ناکام رہیں۔ یہ بات بھی واضح ہو کہ گرین لینڈ کا ترجمہ اردو میں سبز زمین ہے جہاں برف کا دریا ہے اور یہی معنی جزیرۂ خضراء کے ہیں یعنی سبز جزیرہ۔

جزیرۂ خضراء کا نام امامؑ کے متعلقین و مخلصین کی آبادی کے سلسلہ میں

مبہم طریقہ پر بتایا گیا ہے اور یہی طریقہ فلسفہ غیبت کا متقضی تھا تا کہ مقام کا ذکر بھی ہو جائے اور پردہ بھی رہے دوستوں کے دل روشن رہیں اور اس ابہام کی وجہ سے دشمن حیران رہیں اور ان کو خضراء کے سبزے کے سواء کچھ معلوم نہ ہو سکے کہ وہاں کتنے صحرا ہیں، کتنے دریا ہیں، کتنے پہاڑ اور کتنی آبادی ہے۔

اس لئے امام زمانہؑ سے منسوب خبریں بالکل قرین عقل ہیں اور جزیرۂ خضراء کو دنیا کے قابل فخر جغرافیائی معلومات رکھنے والوں کا نہ دیکھنا بھی ٹھیک ہے اور اللہ والوں کا اسے دیکھنا بھی درست ہے۔

آخر میں یہ عرض کر دینا بھی ضروری ہے کہ مومنین کو امام زمانہؑ کے زندہ اور ظہور کرنے پر اعتقاد رکھنے کا حکم ہے ان کی رہائش گاہ تلاش کرنے کا حکم نہیں ہے۔

سوال60: امامؑ کے اسماء خصوصاً "القائم اور قائم آل محمدؐ" سنیں تو ہمیں کیا کرنا چاہیے؟

جواب: ان اسماء کے سنتے ہی احترام اور تعظیم امام کے لئے اگر بیٹھے ہیں تو کھڑے ہو کر جھکنا چاہیے کیونکہ امام زندہ اور موجود ہے۔

سوال61: امام زمانہؑ کا اسم مبارک آنے پر کھڑے کیوں ہوتے ہیں؟ گذشتہ حجتیںؑ کیوں کھڑی ہوتی تھیں اور کیوں پنجتنِ پاک کھڑے نہ ہوتے تھے؟

جواب: عرض ہے کہ اس کی کئی وجوہات ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ پنجتن پاک میں حضرت محمدؐ حضرت علیؑ، حضرت فاطمہؑ اور حضرت حسنؑ کی شہادتوں میں

قاتل اعلانیہ سامنے نہ آسکے۔ لیکن امام حسینؑ کے قاتل اعلانیہ طور پر سامنے آگئے اور آپؑ کو بے جرم و خطا' تین دن کا بھوکا پیاسا' سر زمین کربلا پر ساتھیوں کے ساتھ شہید کر دیا۔ آپ کی شہادت کے بعد آپؑ کا انتقام آپؑ کے وارثوں پر واجب ہو گیا۔ احادیث اور روایات سے ثابت ہے کہ آپؑ کی شہادت کا انتقام امام زمانہ آپ کے دشمنوں سے لیں گے۔ اس لئے پنجتن پاک کے بعد آنے والے آئمہ بارہویں امام کا نام آتے ہی کھڑے ہو جاتے تھے کیونکہ آپ خون حسین کا انتقام لینے والے ہیں۔ خود پنجتنِ پاک امام زمانہ کا نام آنے پر کھڑے نہ ہوتے تھے کیونکہ ان کی زندگیوں میں خونِ حسین کا انتقام واجب نہ ہوا تھا۔ چونکہ خون حسینؑ کا انتقام امام زمانہ لیں گے اسی لئے مومنین بھی امام زمانہ کا نام آتے ہی کھڑے ہو جاتے تھے' ہوتے ہیں.اور ہوتے رہیں گے۔

سوال62: سب سے پہلے کس نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا تھا؟

جواب: بنی عباس کے پہلے خلیفہ سفاح نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔

سوال63: کیا دعائے قنوت میں دعائے امام زمانہ پڑھی جا سکتی ہے؟

جواب: دعائے قنوت میں دعائے امام زمانہ پڑھی جا سکتی ہے کیونکہ اس دعا کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ جہاں ہم اپنے لئے اور اپنے والدین کے لئے دعا مانگتے ہیں وہاں اگر امام کی طول عمر اور حفاظت کی دعا مانگی جائے تو وہ بہت بہتر ہے۔

سوال64: امام زمانہؑ کے کون سے حقوق واجب ہیں؟

جواب: علماء کرام نے تو ہزاروں حقوق گنوائے ہیں لیکن اصل حقوق پانچ ہیں جیسے پانچ اصول دین یہ پانچ حقوق جو امام کے مومنین پر واجب ہیں وہ یہ ہیں:

(۱) پہلا حق: ہر صاحب ایمان پر امامؑ کی معرفت واجب ہے۔

(۲) دوسرا حق: امام زمانہؑ کا انتظار کرنا۔

(۳) تیسرا حق: امامؑ کی راہ میں مال خرچ کرنا۔

(۴) چوتھا حق: امامؑ کے ظہور کیلئے دعا مانگنا۔

(۵) پانچواں حق: مشکلات کی دوری میں امامؑ کو واسطہ بنانا۔

ان پانچ حقوق کی تفصیل درج ذیل ہے تاکہ ہم امام زمانہ کے حقوق کی مکمل پاسداری کرسکیں جو ہم پر واجب ہیں۔

پہلا حق: پہلا حق یہ ہے کہ ہر صاحب ایمان پر سرکار کی معرفت واجب ہے۔ ویسے تو ہر امام کی معرفت واجب ہے تو یہاں خصوصیت کیا ہے؟ حدیث ہے بڑی مشہور و معروف من مات ولم یعرف امام زمانه مات میتة جاهلیة. من مات ولم یعرف ھے لم یعلم نہیں فرمایا مولاؑ نے جو امامؑ زمانہ کی معرفت نہیں رکھتا۔ علم نہیں کہا بلکہ لفظ ہے ولم یعرف کہ جو مر گیا لیکن امام کا عارف نہ ہوا' معرفت کے بغیر مر گیا جہالت کی موت مرا' کفر کی موت مرا۔ تو یہ ہے ہر امامؑ کے لئے جس جس زمانے مین وہ گذرا۔ لیکن سرکار کی ایک خصوصی معرفت واجب ہے۔

اکثر مومنین آج بھی نماز کے بعد دعائے معرفت پڑھتے ہیں۔ وہ دعائے معرفت کیا ہے؟ جنہیں یاد ہے وہ دہرالیں۔ اللھم عرفنی نفسک فانک ان لم تعرفنی نفسک لم اعرف رسولک. اے اللہ مجھے اپنی معرفت عطا کر اگر تیری معرفت نہ ہوئی تو نقصان کیا ہے لم اعرف رسولک کہ اگر تو نے مجھے اپنی معرفت نہ بخشی تو میں تیرے رسولؐ کو نہیں پہچان پاؤں گا۔ یعنی خدا کی معرفت نہ ہونے کا نقصان کیا ہے؟ کہ رسولؐ کی معرفت نہیں ہوسکتی۔ اب پالنے والے میں رسولؐ کو بھی تو خودنہیں پہچان سکتا۔ جس طرح تیری معرفت ممکن نہیں جبتک تو نہ بتائے اسی طرح تیرے رسولؐ کی معرفت میرے علم کی وسعت میں نہیں۔ اللھم عرفنی رسولک مجھے رسولؐ کی معرفت بھی خود عطا کر فانک ان لم تعرفنی رسولک لم اعرف حجتک. اگر تو نے مجھے اپنے رسولؐ کی معرفت عطا نہ کی تو میں تیری حجت کو نہیں پہچان سکوں گا۔ خدا کی معرفت ضروری ہے اگر نہ ہو تو نقصان کیا ہے؟ رسولؐ کی معرفت نہ ہوگی۔ رسولؐ کی معرفت بھی ضروری اگر نہ ہو تو نقصان کیا ہے؟ حجت کی معرفت ممکن نہیں اگر رسولؐ کی معرفت نہ ہو۔ اب حجت کی معرفت نہ ہونے کا نقصان کیا ہے۔ اللھم عرفنی حجتک اے اللہ اپنی حجت کی معرفت بھی تو عطا کر۔ فانک ان لم تعرفنی حجتک ضللت عن دینی پروردگار اگر تو نے اپنی حجت کی معرفت عطا نہ کی تو میں بے دین ہو جاؤں گا۔ یعنی حجت کی معرفت وہ چیز ہے کہ اگر نہ ہو تو اس کا

یہ نقصان نہیں کہ کسی اور کی معرفت نہ ہوگی بلکہ حجت کی معرفت نہ ہونے کا نقصان بے دینی ہے۔ اس لئے اس پیرائے میں سرکار کی معرفت سب سے بڑا حق ہے صاحبِ ایمان پر۔

دوسرا حق: سرکارِ زمانہ کا انتظار کرنا' قارئین علماء سے پوچھیں' کتابیں پڑھیں اور تحقیق کریں کہ انتظارِ امامِ زمانہ واجب ہے۔ اور یہ انتظار ایسی چیز ہے۔ سورہ طٰہٰ نے آواز دی قل کل متربص فتربصوا (طٰہٰ:۱۳۵پ۱۶) اے حبیبؐ آپ اپنی پیاری زبان سے کہد یجئے کہ ہر شخص انتظار میں ہے تم بھی انتظار کرو۔ قل کل متربص کل کسے کل' سب کے سب ہر شخص انتظار میں ہے۔ فتربصوا تم بھی انتظار کرو یعنی منتظر کو ابھی اڑھائی سو سال دیر ہے اور انتظار پہلے ہو رہی ہے۔ اس کے بعد سورہَ یونس میں ارشاد ہوا قل فانتظروا انی معکم من المنتظرین (آیت نمبر۱۰۲) اے رسولؐ صرف مومنین پر واجب نہیں کہدو تم بھی انتظار کرو اور میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں شامل ہوں۔ یہ انتظار صرف مومنین کو نہیں' صرف رسولؐ کو نہیں بلکہ یہ انتظار تو توحید کو بھی ہے۔ خدا اپنے آپ کو بھی انتظار میں شامل کر رہا ہے۔ دیکھو سورہ ہود وانتظروا ج انا منتظرون (ہود:۱۲۲) تم بھی انتظار کرو اور ہم بھی پردہَ وحدت میں منتظر ہیں۔ تو انتظار کرنا ایسا واجب ہے کہ زمین والوں پہ واجب' آسمان والوں پہ واجب' حجت پہ واجب معصوم پہ واجب' غیر معصوم پہ واجب۔ لیکن کمال کیا ہے؟ حضرت امام موسیٰؑ کاظم

علیہ السلام سے پوچھا ابو جاردو صحابی نے مولا انتظار، انتظار، انتظار اور ایک ایسے شخص کی انتظار جو ابھی دنیا میں آیا نہیں اس کے منتظر ہیں ہم۔ بھلا بھی ہوگا اس کا، یا خالی خولی انتظار کرتے رہیں۔ من کان منتظر الھذا الامر ومات جو شخص بھی ہمارے قائمؑ کی انتظار کرتے کرتے مر گیا یہ نہ سمجھے کہ بستر پہ مرا بلکہ وہ سمجھے امامؑ کے خیمے میں مرا ہے حق واجب انتظار کرنا۔ انتظار کرتے کرتے جہاں وہ مرے تو اپنے آپ کو ایسے سمجھے کہ امامؑ کے خیمہ میں مرا۔ امامؑ کے سامنے امامؑ کے حضور میں۔ امامؑ کے مشہود میں، امامؑ کی موجودگی میں مرا۔ امامؑ کی معرفت میں مرا تو انتظار واجب اور معصوم فرماتے ہیں: من اتی علیہ شھرا ولم ینتظر فلیتوب. جس شخص کو ایک ماہ گذر جائے اور اس نے انتظار نہ کیا ہو امامؑ زمانہ کا، فلیتوب تو ایمان پر نظر ثانی کرتے ہوئے توبہ کرے ومن اتی علیہ سنۃ ولم ینتظر فادفنوا فی مقابر الزنا دقۃ اور فرماتے ہیں جس کو ایک سال گذر جائے اور پورے سال میں اس نے ایک دن بھی انتظار نہ کیا ہو فرمایا مر گیا ہے تو ایسے بے دین کی ہمیں ضرورت نہیں اسے یہودیوں کے قبرستان میں دفن کر دو: انتظار پہ کوئی قیمت نہیں لگتی بے شک کام اپنا کرتے ہو اور انتظار بھی کرو ہر شخص اپنا کام کر کے بھی انتظار کر سکتا ہے۔ درزی کپڑے بھی سی رہا ہے اور نئے گاہک کا منتظر بھی ہے یعنی نہ تو اس کے کام میں رکاوٹ ہے اور نہ ہی انتظار میں کھوٹ ہے جتنا کام میں مخلص ہے اتنا انتظار میں سچا ایک شخص اپنے مویشیوں کو چارا بھی

ڈال رہا ہے اور اذان پہ بھی کان لگائے ہوئے نماز کا منتظر ہے کام بھی کر رہا ہے
اور انتظار بھی ہو رہا ہے۔ کبھی آلِ محمدؑ نے یہ نہیں کہا کہ دنیا سے ناطہ توڑ کر دنیا
کے کام چھوڑ کر بس ہمارا کام کرو۔ نہیں دنیا کے کام بھی کرو اس میں ہمارا کام
بھی کرو۔ دین بھی سنور جائے گا اور دنیا بھی سنور جائے گی تو انتظار کرنا واجب ہے۔

تیسرا حق: امام زمانہؑ کی راہ میں مال خرچ کرنا واجب ہے اللہ نے، فرمایا:
والذین فی اموالھم حق معلوم للسائل والمحروم جن لوگوں کے مال میں
حق معلوم ہے ایک سوال کرنے والے کا اور ایک سوال سے محروم رہ جانے والے
کا۔ بہت سے سائل نہیں حق معلوم للسائلین نہیں کہا والمحرومین نہیں کہا خدا
نے بلکہ ہے **للسائل والمحروم** ایک سوال کرنے والے کا حق ہے ایک محروم کا
ممکن ہے یہاں کوئی سائل سے **مراد** گداگر سمجھ لے ہرگز ایسا نہیں۔ سائل اور
گداگر میں بڑا فرق ہے۔ مثال کے طور پر ایک علم کو آپ نے ایک کاغذ پر ایک
سوال لکھ کر بھیجا تو اب آپ سائل ہیں گداگر نہیں۔ تو اللہ نے یہ نہیں کہا کہ کسی
گداگر کا حق ہے بلکہ حق **للسائل** ہے۔ گداگر کو دیتے ہو تمہاری اپنی مرضی ہے۔
صدقہ دو خیرات دو جو بھی دو لیکن یہاں حق واجب ہے **للسائل والمحروم** ایک
سوال کرنے والے کا اور ایک اُس کا جو سوال نہیں کر پایا۔ اس آیت کی تفسیر میں
قرآن کے وارث یہی فرماتے ہوئے نظر آتے ہیں **اما السائل فھو رسول اللہ**
جو سوال کرنے والے ہین۔ وہ رسول اللہ ہیں جنہوں نے سوال کیا پڑھو قرآن

قل لا اسئلکم علیه اجرا الا المودة فی القربی۔

سائل رسولؐ ہیں جنہوں نے سوال کیا کہ میں تم سے صرف اہلبیتؑ کی مودت کا سوال کرتا ہوں۔ یہ رسولؐ تھے جنہیں سوال کرنے کا موقعہ ملا اور ایک ہے محروم جس نے سوال نہیں کیا بلکہ اُسے غیبت نے سوال سے محروم رکھا۔ وہ تمہارے امام زمانہؑ ہیں۔ وہ قائم آلِ محمدؐ ہیں تو یارسولؐ کا حق معلوم بتایا خدا نے یا پھر امام عصرؑ کا۔ ایک ختم نبوت کی علامت دوسرا ختم ولایت کا نشان۔ آج اگر سوداگری بُری ہوتی تو خدا ہمیں یہ کیوں کہتا کہ فلاں کام کرو یہ دوں گا یہ کام کرو یہ دوں گا۔ یہ کام کرو گے تو یہ صلہ دونگا ایک تو خدا ہماری جبلت سے واقف ہے کہ فطرت انسان منفعت ڈھونڈتی ہے۔ بشریت اپنا منافع دیکھتی ہے تو خدا نے دین کے معاملات میں بھی اسی منفعت کے قانون کو مدنظر رکھا۔ یہ کرو گے تو اتنا نفع، تو آیئے آپ کو سوداگری سکھائیں۔ جو مال تم کہیں بھی خرچ کرو بدلے میں ایک کے بدلے میں دس ملتے ہیں۔ اپنی طرف سے بات کروں دیوار پہ مار دینا۔ جہاں بھی خرچ کرو ایک کے بدلے میں دس، صدقہ دو۔ خیرات کرو ایک کے بدلے میں دس لیکن جو ان کی راہ میں خرچ کرو۔ قول معصومؑ ہے تائید میں معصوم نے آیت پڑھی ہے۔ باقی جو خرچ کرو جہاں کرو ایک کے عوض دس کا وعدہ ہے لیکن جو ان کی راہ پہ خرچ کرو گے اسی دنیا میں ایک کے بدلے سات سو ملیں گے۔ اللہ اکبر، العظمة لله، ہمارے آٹھویں امامؑ فرما رہے ہیں کہ ہماری راہ

میں خرچ کرنے کا فائدہ یہ ہے کہ سات سو گنا ملیں گے اسی دنیا میں اور آخرت میں اتنا کہ تم تصور نہیں کر سکتے۔ فرمایا تم نے سورہَ بقرہ کی یہ آیت نہیں پڑھی جہاں خدا نے یہ فرمایا ہے کہ جو سبیل اللہ میں خرچ کریگا اور یہ معلوم ہے قارئین کو کہ معصومؑ فرماتے ہیں نحن سبیل اللہ ہم اللہ کی سبیل ہیں۔ ہم سبیل الٰہی ہیں۔ سبیل اللہ ہیں۔ تو سبیل اللہ سے مراد علیؑ اور اولادِ علیؑ ہے۔ اب یہ آیت مثل الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ کمثل حبة انبتت سبع سنابل فی کل سنبلة مأة حبة (البقرہ: ۲۶۱) اب حق ہے کہ ترجمہ یوں کہ جو لوگ علیؑ اور اولادِ علیؑ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کے خرچ کی مثل کمثل حبة اس دانہ کی سی ہے انبتت سبع سنابل جس کے سات خوشے نکلیں فی کل سنبلة مأة حبة اور ہر خوشے میں سو دانے ہوں۔

تو سات سو گنا اس دنیا میں۔ اسی کو کہتے ہیں آم کے آم گٹھلیوں کے دام۔ دنیا کے کسی کاروبار میں اتنا منافع نہیں اور آخرت میں کیا ہے کاتبانِ قضا کی قلم نہیں لکھ سکتی کہ کیا ہے تو ان کی راہ میں مال خرچ کرنا امام زمانہؑ کے حقوق واجبہ میں سے ہے۔

چوتھا حق: اب چوتھا حق سرکارؑ کے لئے دعا مانگنا واجب ہے۔ ویسے تو ہر امام کے لئے یہ کہا جاسکتا ہے۔ لیکن باقی آئمہؑ کے لئے یہ بات پردے پردے میں رہی جس کسی نے اس راز کو پا لیا اور جو نہیں پا سکا وہ مجرم نہیں یعنی باقی آئمہؑ

کے زمانے میں ایسا تھا کہ جب کوئی نماز پڑھنے والا نماز پڑھتا تھا اور بعد میں دعا نہیں مانگتا تھا تو خدا اعمال لکھنے والے فرشتوں کو حکم دیتا کہ منہ پہ مارو اس کی نماز۔ کیا میں اسکی ٹکروں کا محتاج ہوں؟ مجھے اس کی ورزش کی ضرورت ہے۔ میں نے تو اس پر نماز واجب ہی اس لئے کی تھی کہ کسی طرح یہ مجھ سے مانگے اور میں اس پر اپنی رحمت کروں جو نہیں مانگتا دعا' مجھے اس کی عبادت کی ضرورت نہیں منہ پہ مارو۔ یہ قاعدہ کلیہ رہا۔ امام حسن عسکری علیہ السلام کے دور تک۔ اب جب ہمارے زمانے کے امام بظاہر دنیا میں تشریف لائے۔ تو اب یہ دو قانون لاگو ہو گئے کہ جو شخص اپنے لئے دعا نہیں مانگتا اس کی عبادت بھی منہ پر مارو اور جو امام زمانہؑ کے لئے دعا نہیں مانگتا اس کی نماز بھی منہ پہ مارو۔ علامہ سید علی ابن طاؤسؒ نے اپنے بیٹے کو۔ ان کے بیٹے بھی بہت بڑے عالم تھے اپنے دور کے ان کو وصیتیں لکھیں تحریراً' پھر لوگوں کو گواہ بنانے کے لئے ان وصیتوں کو ایک کتاب کی شکل دی' کتاب کا نام ہے کشف المحجة' اس میں اپنے بیٹے کو وصیتیں کرتے ہوئے حقوقِ واجبہ کی بحث کرتے کرتے جب یہاں آئے کہ امام زمانہؑ کے لئے دعا مانگنا واجب ہے تو آگے اپنے بیٹے سے کہتے ہیں۔ اے میرے میوۂ دل اے میرے جگر کی ٹھنڈک! اگر کوئی جاہل تم سے یہ کہے کہ بھلا امام زمانہؑ کو تیری دعا کی کیا حاجت ہے کیا امام تیری دعا کا محتاج ہے؟ تو اسے فوراً یہ کہہ دینا تو پھر اللہ جیسے بے نیاز کو میرے سجدوں کی کیا ضرورت؟ جسطرح

خدا کو میرے سجدوں کی ضرورت نہیں لیکن پھر بھی کرتا ہوں کہ حق عبدیت ظاہر ہو امامؑ کو بھی میری دعا کی حاجت نہیں لیکن پھر بھی کرتا ہوں کہ حق رعیت ادا ہو۔ خدا کو سجدہ کرتا ہوں تاکہ علم ہو جائے کسی کا بندہ ہے بے مہار نہیں ہے۔ امامؑ کے لئے دعا کرتا ہوں تاکہ معلوم ہو کسی کی رعیت ہے بے والی نہیں۔ اور کیا خوبصورت جملہ لکھا ہے علامہ سید علی ابن طاؤسؒ نے اور میرے بیٹے اس سے کہہ دینا **وان لم مستغنی عن دعائک فانت غیر مستغنی** کہ امامؑ بے نیاز ہے تم سے، تم تو امامؑ سے بے نیاز نہیں ہو۔ اگر تم سے امام زمانہؑ کو کچھ نہیں لینا لیکن تمہیں تو لینا ہے امام سے تو اپنا حق رعیت ادا کرنے کے لئے دعا مانگنا واجب ہے۔ جس طرح وہ ہمارے درود کے محتاج نہیں لیکن ہم پڑھتے ہیں حق رعیت ادا کرنے کے لئے اسی طرح وہ ہماری دعا کے محتاج نہیں لیکن کرتے ہیں تاکہ ان لکھنے والوں کو خبر ہو کہ ہم امام زمانہؑ سے غافل نہیں ہم ان کے حقوق سے جاہل نہیں ان کا حق پہچانتے ہیں۔

<u>پانچواں حق:</u> پانچواں اور آخری حق مصائب میں شدائد میں، تکالیف میں اور مشکلات میں امام زمانہؑ کو بلانا، ان سے مدد طلب کرنا امام زمانہؑ کے حقوق واجب میں سے ہے۔ انہیں وسیلہ قرار دینا ضروری ہے۔ مثال کے طور پر ایک علاقے میں ایک مسجد ہے اور اس میں کوئی شخص جا کے نماز نہیں پڑھتا تو وہ مسجد میدان قیامت میں فریاد کرے گی اس شخص کے خلاف کہ اے اللہ میں اس شخص کے

قریب تھی۔ یہ دائیں بائیں سے گزر جاتا تھا لیکن مجھ میں آ کر نماز نہیں پڑھتا تھا۔ اسی طرح وہ عالم جو آپ کے قریب رہتا ہے اس سے آپ سوال نہیں کرتے تو وہ عالم بھی میدانِ قیامت میں آپ کی شکایت کرے گا کہ اے پالنے والے اس نے میرے علم سے فائدہ نہیں اٹھایا۔ قرآن بھی شکایت کرے گا کہ فلاں مومن نے مجھے نہیں پڑھا مجھ سے فائدہ نہیں اٹھایا۔

سوال65: امام زمانہؑ کے حقوق کیوں واجب ہیں؟ کوئی حق بغیر سبب کے واجب نہیں ہوتا؟
جواب: جس طرح امام کے حقوق علماء نے ہزاروں گنوائے ہیں لیکن اصل پانچ ہیں اسی طرح ان حقوق کے واجب ہونے کی علتیں (اسباب) بھی علماء نے ہزاروں گنوائی ہیں لیکن اصل علتیں وجوہات صرف پانچ ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

(۱) پہلی علت :علة بقاء الوجود

(۲) دوسری علت :علة الهداية

(۳) تیسری علت :علة الابوة

(۴) چوتھی علت :علة المهيمن

(۵) پانچویں علت :علة المنعم

ان اسباب کی تفصیل درج ذیل ہے تاکہ ہر مومن امام زمانہؑ کے حقوق کی علتوں سے آگاہ ہو کر صحیح معنوں میں امام کے حقوق ادا کرتا رہے۔

پہلی علت: سب سے پہلا سبب علۃ بقاء الوجود کائنات عالم کا ہر ذی وجود چونکہ سرکار کے سبب سے باقی ہے۔ یوں سمجھیئے ہر چیز کی دو علتیں ہوتی ہیں جس پر بھی لفظ شے لگا دو علتیں واجب ہوگئیں، علت غائیہ اور علت مبقیہ۔ مثال سے عرض کرتے ہیں تاکہ بچے بھی سمجھ لیں مثلاً آپ نے منبر بنوایا کیوں؟ تاکہ اس پر علما بیٹھ کر خطاب کریں۔ علماء کا اس پر بیٹھنا علت غائی ہے منبر بنانے کے لئے آپ کو کچھ ایسی چیزوں کی ضرورت پیش آئی کہ جن کے سبب سے یہ منبر باقی ہے مثلاً میخیں، لکڑی، کیل کانٹے وغیرہ کہ جن کی وجہ سے منبر کی شکل منبر والی ہے اور وہ باقی ہے۔ اگر وہ کیل کانٹے میخیں الگ کر لی جائیں تو پھر منبر منبر نہیں رہے گا۔ تو اس طرح کائنات کے لئے بھی دونوں علتیں واجب ہیں۔ تخلیق کے لئے علت نمائی کہ جس کا نام محمد مصطفیؐ ہے اور باقی رہنے کے لئے علت مبقیہ جسکا نام مہدیؑ دوراں ہے۔ دعاء عدیلہ میں ہیں یہ فقرے اکثر لوگوں نے پڑھی ہوگی۔ امام زمانہؑ کی بات ہو رہی ہے۔ ارشاد ہوا۔ الذی ببقائہ بقیت الدنیا وبوجودہ ثبتت الارض والسماء و بیمنہ رزق الوری. فیصلہ آپ کو کرنا ہے۔ وہ امامؑ کہ جس کی بقاء کے سبب سے دنیا باقی ہے۔ اگر امامؑ ہے تو دنیا ہے۔ اب یہ تو بتانے کی ضرورت نہیں کہ جس لمحے سے امام دنیا میں نہیں رہے گا اس لمحے کا نام قیامت ہوگا' دنیا نہیں اور ویسے بھی اصولی طور پر امامت کے بعد قیامت ہے۔ یعنی آپؑ کا وجود ضمانت ہے اس بات کی کہ دنیا باقی ہے۔

صرف زمین والی دنیا نہیں وبوجودہ ثبتت الارض والسماء جس کے وجود ذیجود کی بدولت آسمان بھی قائم ہے۔ زمین بھی اپنے محور کے گرد گھوم رہی ہے۔ وبیمنہ رزق الوری اور جس کے صدقے میں کائناتِ عالم کو رزق دیا جا رہا ہے چاہے جسمانی یا روحانی۔ مثلاً چھت ستونوں کے سبب سے باقی ہے۔ اب یہ ستون صرف چھت کے محسن نہیں بلکہ ان ستونوں کا اُن پر بھی احسان ہے جو اس چھت کے نیچے ہیں اگر یہ ستون نہ رہیں تو صرف چھت اپنا وجود نہیں کھوئے گی بلکہ نیچے بیٹھنے والے بھی بے امان ہو جائیں گے۔ ان کو بھی پناہ نہیں ملے گی۔ علماء سے پوچھیں کہ سرکار عسکریؑ سے لیکر ختمی مرتبتؐ تک میرے امام کے آباؤ اجداد دنیا میں رہتے ہیں یا دنیا سے باہر اگر دنیا میں رہتے ہیں تو دنیا کو قائم رکھا ہوا ہے ہمارے امامؑ نے۔ جسکی بقاء کے سبب سے دنیا باقی ہے۔ اپنی خوش قسمتی کی وسعت کا اندازہ نہ کرسکو یہ ہماری کم نصیبی ہے ورنہ ہمارے حصے میں امامؑ وہ آیا ہے کہ جس کا وجود صرف ہماری بقاء کا ضامن نہیں بلکہ اپنے آباء و اجداد کی زندگی کا ضامن ہے۔ اب جس کا اتنا بڑا کرم ہو فیض ہو اس علت کی وجہ سے سرکار کے وہ حقوق ہم پر واجب ہوتے ہیں جو ہم نے پچھلے جواب میں بتائے۔

دوسری علّت: علة الهداية: ہادیٔ برحق ہونے کی وجہ سے سرکار کے یہ حقوق ہم پر واجب ہیں امامؑ نے ہدایت کرنا ہے کوئی ان تک بظاہر پہنچے یا نہ پہنچے وہ امامؑ تک جائیں یا نہ جائیں۔ جناب سلمانؓ نے سوال کیا تھا عہدِ رسالت میں

جناب رسالتمآبؐ سے کہ مولا آپ قائم زمانہ کا ذکر تو کرتے ہیں اور ساتھ ہی یہ فرماتے ہیں کہ اتنی طویل غیبت ہوگی، اس کی کہ لوگ مایوس ہو جائیں گے۔ ہوگا غائب، دکھائی نہیں دے گا۔ کیف ینتفعون الناس لوگ ان سے کیسے مستفیذ ہوں گے؟ تبسمِ زیرلب سے رسولؐ فرماتے ہیں۔ کما ینتفعون من الشمس اذا سترھا السحاب کہ جب بادل سورج کا چہرہ چھپا لیتے ہیں اور سورج اپنی منفعت پھر بھی زمین تک پہنچا لیتا ہے تو میرا قائم سورج سے کم طاقت تو نہیں رکھتا۔ بہت سی علتیں بیان کی ہیں علماء نے، سینکڑوں علتیں ہیں غیبت کی ہمارے امامؑ کے غائب رہ کر ہدایت کرنے میں بہت بڑا راز پوشیدہ ہے۔ اگر میرا امام غائب نہ ہوتا توحید کی آبرو داؤ پر لگ جاتی۔ جب توحید کے ایک باغی نے حجتِ خدا کے سجدے سے انکار کیا اور ذات واجب نے فاخرج کہہ کر اس باغی کو بزم ملکوت سے نکال دیا۔ نکل جاؤ اکڑ کے کہنے لگا فبعزتک لاغوینھم اجمعین کہ جس کے سبب سے مجھے نکالا ہے۔ اس کی پوری اولاد کا بیڑہ غرق کرونگا۔ سب کو گمراہ کر دوں گا۔ اللہ نے کہا اگر تو گمراہ کر سکتا ہے، کمزور میں بھی نہیں، ہدایت کرونگا۔ وہیں رُک گیا شیطان کہنے لگا دیکھ پالنے والے۔ مقابلہ تیرا میرا نہیں سجتا۔ میں بندہ تو خالق، عبد اور معبود کا جوڑ نہیں، میں تیری مخلوق تو میرا خالق، مخلوق سے خالق ٹکرائے۔ عدل الٰہی کے خلاف ہے، نظامِ توازن کبریائی کے منافی ہے اگر میرا مقابلہ کرنا ہے، میں گمراہ کرونگا بندہ ہو کے تو بھی ہادی بنا جو ہدایت کرے بندہ ہو کے پھر دیکھ، میں گمراہ

کرونگا غائب رہ کے تو بھی میرے مقابلے میں ایسا ہادی بھیج جو بندہ ہو کے اور غائب رہ کے ہدایت کرے۔ یہ سبب ہے پردۂ غیبت میں رہنے کا۔ تو غائب رہ کے ہادی۔ چونکہ ہادی ہے اس لئے مذکورہ حقوق ہم پر واجب ہیں۔

ہے یہ خالق کا تقاضا دم بدم
جان لیوا ہے اگر کوئی جان پرور بھی ہو

چھپ کے جب پردے میں بہکاتا ہے ابلیس لعین
ہے تقاضا عدل کا پردے میں اِک رہبر بھی ہو

تیسری علت: علۃ الابوۃ جس طرح باپ کا حق بیٹے پر واجب ہوتا ہے۔ علت ابوۃ کی بناء پر کہ باپ تھا تو بیٹا ہوا باپ کے بغیر بیٹا کہاں سے آتا' اسی طرح ہر امامؑ اپنے اپنے زمانے میں اپنے اپنے دور میں اپنے اپنے عہد میں اپنی اپنی رعیت کا باپ ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ جو بیٹا باپ کے کہے کو نہ مانے' باپ کی حکم عدولی کرے باپ کے دشمن کی بغل میں گھس جائے۔ غیر اس کے باپ کی تعریف کریں اور وہ باپ میں نقص نکالے تو ایک غیر بھی کہہ دے گا کہ منسوب اُس سے ہے حلالی نہیں ہے۔ حلالی ہوتا تو دوسرا یہاںتک تعریف کرتا تو یہ ایک زینہ اور بلندی پہ لے جاتا۔ غیر بڑھا رہا ہے اور بیٹا گھٹا رہا ہے تو ہر امامؑ کا اپنی رعیت پہ وہی حق ہے جو باپ کا بیٹے پہ۔ اسی لئے تو یہ سلسلہ قیامت تک جاری و ساری ہے۔ اللہ نے کہہ دیا حجتوں سے بھی علماء سے بھی خطباً سے بھی'

مداحانِ آلِ محمدؐ سے بھی، کسی کو امر سے، کسی کو وحی سے، کسی کو الہام سے۔ کسی کو القاء سے اور کسی کو تائید غیبی سے کہ علیؑ کی تعریف کئے جاؤ اور پھر پیشانیاں پڑھتے جاؤ۔ جہاں گلاب کھلنے لگیں سمجھ لینا حلالی ہے اور جہاں تیوریاں چڑھ جائیں تو جان لینا شجرہ نسب لکھا جا رہا ہے۔ امام زمانہؑ باپ ہیں ہر شخص کے اور جو ہمارے جسمانی باپ ہیں چونکہ یہ ان کے بھی باپ ہیں اس لئے ہمارے جسمانی باپ داداؤں کے مقابلہ میں ان کا حق کہیں زیادہ، تو علۃ ابوۃ کی بناء پر یہ حقوق ہم پر واجب۔

باقی دو علتیں جو ہیں ان کا تعلق زمین سے نہیں بنتا۔ بیان زمین پہ ہونگی، امامؑ بھی زمین پہ ہیں لیکن ہم اسے بیان کریں گے جا کے آسمانوں پر جو زمین پر رہے گا وہ رہ جائے گا۔

چوتھی علت: چوتھی علت کیا ہے سرکارؑ کے حقوق واجبہ کی علۃ المھیمن چونکہ کائنات عالم کے محافظ و نگران ہیں امامؑ کیا سمجھے آپ خدا کو چھوڑ کر باقی جو ہے اس کے محافظ ہیں اس کے نگران ہیں، اس کے نگھبان ہیں۔ رسول اکرمؐ نے فرمایا کہ بارھویں کو جب بلایا کرو ایسا نہ ہو کہ ابھی مشکل تجھ سے کوسوں دور ہو اور تو امام زمانہؑ کو بلائے یہ توہین ہے تو یارسول اللہ کب بلاؤں؟ فرمایا اذا بلغ السکین منک ھکذا واومأ الی حلقه قل یا صاحب الزمان اغثنی. فرمایا جب قاتل کی چھری تیری شہ رگ کو چھونے لگے کہنا اے صاحب الزمان میری مدد کرو۔ گلے

پہ آئی ہوئی چھری، حرکت میں دیر ہی کتنی لگتی ہے۔ بلکہ لفظ دیر بولنے میں بھی کچھ دیر ہوگئی ہے اس سے پہلے شہہ رگ کٹ سکتی ہے اور رسولؐ فرماتے ہیں جب چھری حلق پر پہنچ جائے اور یہ قانون ایک شخص کے لئے نہیں ہر اس شخص کے لئے ہے۔ جو میرے مولا کی رعیت ہے اور آیت اللہ خمینیؒ لکھتے ہیں شب قدر پہ بحث کرتے ہوئے کہ ''در شب قدر امام زمانہ ہر حرکت را کہ خواہد بطی کندو ہر کہ را کہ خواہد سریع کند''۔ کہ اس رات کو امام زمانہؑ جس حرکت کو چاہتے ہیں سست کر دیتے ہیں اور جس حرکت کو چاہتے ہیں تیز کر دیتے ہیں ''و ہر رزقی را کہ خواہد تو سعہ دہدو ہر رزقی را کہ خواہد تضیق کند'' کہتے ہیں بانٹنا کیا کمال ہے۔ بانٹنے والا مختار تو نہیں ہوتا وہ تو مالک کے امر سے بانٹتا ہے اور خمینیؒ لکھتے ہیں کہ میرے امامؑ جس کا رزق چاہتے ہیں بڑھا دیتے ہیں اور جس کا رزق چاہتے ہیں گھٹا دیتے ہیں تو اگر رزق نعمت ہے تو پھر یہاں سے مانگو۔ اولاد نعمت ہے یا نہیں؟ اچھا تو ہم اس بات کو یوں کر لیتے ہیں جو لوگ کہتے ہیں کہ سب کچھ اللہ سے تیرے میرے وجود سے نہیں۔ ہم کون ہیں ہمیں دو آدمی مانتے ہیں تو چار مانتے ہی نہیں ہم سے تو گھر کے افراد تک راضی نہیں ہوتے۔ تو ہم خدا منوائیں تو مانا جائے گا یا جن پر خود شک ہونے لگے کہ کہیں خدا تو نہیں۔ جس کی ذات پہ شبہ ہونے لگے کہ کہیں خدا تو نہیں جب وہ اپنی جبیں نیاز سجدے میں جھکا کے سبحان ربی الاعلیٰ کہے گا توحید ثابت ہو جائے گی۔

پانچویں علت: پانچویں وجہ علۃ المنعم سرکار زمانہؑ عالمِ کائنات کے منعم ہیں نعمت دینے والے ہیں ترجمہ ہے ہی نعمت۔ منعم صاحب نعمت کو کہتے ہیں جو نعمت دے۔ منعم نعمت دینے والا جس جس چیز کو وہ نعمت ملے گی امامؑ سے مل اب بھی خدا سے رہا ہے۔ اتنا ہے کہ براہِ راست نہیں مل رہا۔ ایسے سمجھ لیں کہ ایک شخص ندی سے پانی پی رہا ہے ایک سمندر سے پی رہا ہے۔ اب یہ اپنی اپنی سوچ کی بات ہے جو نالے سے پانی پی رہا ہے فیض وہ بھی دریا کا ہے اور جو دریا سمندر سے پی رہا ہے وہ براہِ راست پی رہا ہے' جو نہر سے پی رہا ہے وہ واسطے سے پی رہا ہے' وسیلے سے پی رہا ہے' ذریعے سے پی رہا ہے۔ ملتا خدا سے ہے سب کچھ لیکن ہمیں براہِ راست نہیں ملتا۔ براہِ راست لیا کیسے جا سکتا ہے۔ اب ہمارے سامنے ایک سائل آیا نذرِ اللہ نیازِ حسینؑ سو روپے کا سوال ہے۔ ہم نے سو روپے نکالے اس نے ہاتھ بڑھایا ادھر ہم نے ہاتھ پھیلایا۔ ہم نے اس کے ہاتھ میں رکھا۔ ہاتھ سے ہاتھ ملے۔ وصل کو بلا فصل کر دینے کا نام ہے ''دینا'' فاصلوں کے مٹا دینے کا نام ہے ''لینا'' تو جس کے ہاتھ کی رسائی خدا تک ہو وہ وہاں سے مانگ لے اور جس کے ہاتھ کی رسائی نہ ہو وہ انؑ سے مانگے ہم قارئین کو ایک مثال سے عرض کریں تاکہ بچے بھی سمجھ لیں۔ آپ باغ میں گئے۔ گرمیوں کا موسم ہے۔ آم لگے ہوئے ہیں بچہ آپ کے ساتھ ہے پانچ سال کی عمر ہے۔ بڑا پیار ہے آپکو باغ میں پہنچا للچائی ہوئی نظروں سے آم دیکھے کہا ابا جان آم توڑ

دیکھئے۔ اب اس بچے نے کیا آم کے درخت کی توہین کی۔ جس طرح آجکل کہا جا رہا ہے کہ براہِ راست خدا سے مانگو تو پھر اس بچے کو تو یہ چاہیے کہ درخت کی جڑوں میں بیٹھ جائے کہ اے آم جی اپنے ثمر کا صدقہ مجھے بھی ایک آم عطا کر دے۔ مانگتا رہے سارا سال ملے گا ہرگز نہیں۔ اب بچہ کہہ رہا ہے اپنے بابا سے تایا سے چاچا سے' ماموں سے' توڑ دو درخت کی توہین نہیں ہوئی۔ درخت ناراض نہیں ہوا کہ کیوں مانگا ہے؟ بچہ یہ ادراک رکھتا ہے کہ ان شاخوں پر میرا ہاتھ نہیں پہنچتا ہے۔ تو اب جو توڑ کے دے رہا ہے بچے کو وہ توڑے گا شجر سے' بچے کو بھی ملا شجر سے ایک نے خود توڑا ایک کو توڑا ہوا ملا۔ اس طرح ہمیں پتہ ہے کہ ہماری اللہ تک رسائی نہیں۔ امام زمانہؑ سے کہہ دیتے ہیں مولا ہم تو وہاں تک نہیں پہنچ سکتے آپکا ہاتھ تو وہاں تک جاتا ہے اب ملا دونوں کو اللہ کی طرف سے ہے ایک کو براہِ راست ملا ایک کو وسیلے کے ذریعے سے ملا۔ قارئین یہ نہ کفر ہوا نہ شرک ہوا بلکہ عین توحید ہے اور عطائے توحید کا ذریعہ یہی ہیں اصول یہی ہے کہ اس نے عالمِ اسباب بنایا ہے۔ سبب سے دیتا ہے وابتغوا الیہ الوسیلۃ کا تصور و مفہوم یہی ہے تو مقصد یہ ہے کہ براہِ راست اگر وہاں تک رسائی ہے جن کی تو کائنات میں وہ بندے ہی چودہ ہیں۔ چودہ کو چھوڑ کر باقی انبیاؑ کے مقابلے میں بھی جبرئیلؑ کو زیادہ قرب حاصل ہے خدا کا۔ آدمؑ سے لیکر عیسیٰؑ تک ان سب نبیوں کے مقابلے میں بھی جبریلؑ کو خدا سے زیادہ قربت حاصل ہے ان چودہ کو چھوڑ کر ہاں ہاں

یعنی چودہ محتاج جبریل نہیں ہیں وہ تو جبریل کو شرف خدمت عطا کرنا تھا اس لئے ادھر بھی پیغام لے کے وحی لے کر آجاتا ہے ورنہ یہ حاجت مند نہیں ضرورت مند نہیں۔ آدم سے لیکر عیسیٰؑ تک ہر نبیؑ منتظر ہوتا ہے جبریل کا کہ کیا حکم لاتا ہے۔ قریب اللہ کے وہ ہے۔ یہ چودہ ہستیاں جبرئیلؑ کی محتاج نہیں ہیں۔ یہ کائنات کے منعم ہیں تو یہ تھی وہ پانچ اہم علتیں جن کی وجہ سے امام کے حقوق ہم پر واجب ہیں۔ اللہ ہم سب کو توفیق دے کہ ہم صحیح معنوں میں امام اور امام کے حقوق کی معرفت حاصل کرسکیں۔

درود زندہ ہے کلام زندہ ہے

دوسروں کا تو مردہ بھی کوئی نہیں ہمارا امامؑ زندہ ہے

سوال66: کیا امام زمانہؑ اپنے ظہور کے وقت سے آگاہ ہیں؟

جواب: خود امام زمانہؑ کا فرمان گرامی ہے ''کہ میرے ظہور کا علم صرف خدا کو ہے'' امام خود بھی اپنے ظہور کے منتظر ہیں کہ کب خدا کا حکم ہو اور وہ ظہور کریں۔

سوال67: امام زمانہؑ کی غیبتِ کبریٰ کے ظاہری اسباب کیا تھے؟

جواب: بظاہر حضرت کا مخفی رہنا خود اس کی دلیل ہے کہ غیبت کے ضرور ایسے اسباب ہیں کہ اگر وہ نہ ہوتے تو غیبت بھی نہ ہوتی جیسا کہ حضرت کے آباء طاہرینؑ میں کسی کی غیبت نہیں ہوئی سب کچھ جھیلا طرح طرح کی مصیبتیں

برداشت کیں مگر نظروں سے پوشیدہ نہیں ہوئے اگرچہ ان حضرات کی آزادی پر پہرے لگے ہوئے تھے مگر سلطنتیں جانتی تھیں کہ یہ اپنی دنیوی سلطنت قائم کرنے کے لئے کبھی کھڑے نہ ہوں گے بلکہ اس کا تعلق مہدیؑ موعود سے ہے جو گیارہ اماموںؑ کے بعد آنے والے ہیں اس لئے سب سلاطین ظالمین کی آنکھیں اول ہی سے حضرت کی طرف ایسی لگی ہوئی تھیں کہ قدرت کے انتظامات سے حضرتؑ کی ولادت بھی پوشیدہ طور پر ہوئی وہ یہ تو سمجھے ہوئے تھے کہ بارھویں امامت کے زمانہ میں دنیا کی صورت بدلے گی مگر یہ کسی کو معلوم نہ تھا کہ اس زمانہ میں یہ سب انقلابات کب ہوں گے کس وقت ہوں گے اگر انہیں یہ خبر ہوتی کہ ہماری حکومت ان کے ہاتھ سے نہیں بلکہ پہلے ہی حوادث زمانہ سے ختم ہو جائے گی تو شاید حضرت کے تجسس میں ایسی کوششیں نہ کرتے جو ہوئیں۔ حضرات آئمہؑ سابقین کے واقعات اور حضرت حجت علیہ السلام کے حالات میں بڑا فرق تھا ان حضرات کی شہادتوں پر سب کے قائم مقام موجود رہے ہیں اور ہر امام نے اپنے بعد کے لئے امامت کی ذمہ داریاں اپنے جانشین کے سپرد فرمائی ہیں لیکن حضرتؑ آخری امام تھے بارہ کے بعد تیرہواں آنے والا نہ تھا آئندہ کے لئے امامت کا دروازہ بند ہو چکا تھا اگر حضرت پر دشمنوں کا قابو چل جاتا تو نتیجہ میں حجت خدا کے وجود سے دنیا خالی ہو جاتی وہ پیشین گوئیاں صحیح نہ رہتیں جو اول روز سے مہدیؑ موعود کے متعلق ہوتی چلی آرہی تھیں وعدہ الٰہی غلط ہو جاتا کہ ان کی

حکومت کل روئے زمین پر ہوگی انہیں کے ہاتھ سے ظالموں کے ظلم و جور کا خاتمہ ہوگا اور ساری زمین نجاستوں سے پاک ہو کر عدل و داد سے بھر جائے گی حالانکہ یہ ناممکن ہے کہ فرمان خدا اور رسولؐ میں جو آنے والے واقعات بیان کئے گئے ہیں وہ وقوع میں نہ آئیں یہ سب باتیں دنیا کے آخری حصہ میں پوری ہو کر رہیں گی اور اس وقت تک دنیا میں حضرت کا موجود رہنا لازمی امر ہے۔ لیکن دنیا والے کسی وقت بھی اپنے مظالم سے باز آنے والے نہ تھے خداوند عالم کی طرف سے مجبور نہیں کئے جا سکتے تھے کیونکہ بندے اپنے افعال میں مختار ہیں اور جبر غلط چیز ہے پس حضرتؑ کی حفاظت صرف صورت غیبت میں منحصر تھی اس لئے حضرتؑ عوام کی نظروں سے پوشیدہ ہیں اور کار امامت ہو رہا ہے۔

حضرت کی غیبت کبریٰ سے قبل غیبتِ صغریٰ رہی چونکہ حضرتؑ کے وجود و امامت کا مسئلہ مشتبہ بنایا جانے والا تھا اس لئے ضرورت تھی کہ ایک زمانہ ایسا بھی ہو جس میں دیکھنے والے حضرت کو بحیثیت امامت پہچان کو دیکھ لیں تاکہ حضرتؑ کے وجود سے انکار کرنے والوں کو یہ کہنے کی گنجائش نہ رہے کہ جس کو کسی نے کبھی نہیں دیکھا اس کی موجودگی اور امام ہونے پر کیسے ایمان لایا جائے یہ تو خدا ہی کی خصوصیت ہے کہ اس کو کسی نے کبھی نہیں دیکھا اور نہ آئندہ کبھی کوئی دیکھ سکتا ہے وہ خود دکھائی نہیں دیتا بلکہ اس کے آثار وجود نظر آتے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ حضرتؑ کی ولادت کے بعد پدر بزرگوارؑ نے بقدر ضرورت اپنے

فرزند کو دکھایا اور بہت سے لوگوں کو اطلاعیں بھجیں پھر کافی زمانہ تک خود حضرتؑ نے مومنین کو اپنی ملاقات سے مشرف فرمایا ہزاروں آدمی مطلع ہوئے اور نائبین کے ذریعہ سے کام پورے ہوتے رہے لیکن جب حالات بدلے اور نائب خاص کی خدمت میں لوگوں کی حاضری نظروں میں کھٹکی اور ان کی مرجعیت بھی حکومت کو ناگوار ہونے لگی اور اس میں بھی مصیبتوں کا مقابلہ ہوا تو غیبت صغریٰ کی صورت ختم ہو گئی اور غیبت کبریٰ کا وقت آ گیا۔

غیبت صغریٰ میں یہ صورت پیش آئی کہ نیابت و سفارت کے جھوٹے مدعی پیدا ہونے لگے جن پر حضرت نے اپنے فرمانوں میں لعنت فرمائی ہے اور اظہار برات کیا ہے ابو محمد شریعی و محمد بن نصیر نمیری و احمد بن ہلال کرخی و محمد بن علی شلغانی وغیرہ نے اپنے اپنے لئے غلط دعویٰ کر کے فتنہ و فساد پھیلانا شروع کر دیا خمس وغیرہ کی رقمیں وصول کرنے لگے حضرت پر افترا و بہتان باطل عقیدے بیہودہ مسئلے تلقین ہونے لگے کفر و الحاد کی نوبت پہنچ گئی اور ایسی خلاف شریعت باتوں کا سادہ لوح افراد پر بُرا اثر پڑنے لگا۔ حکومت کے مظالم تو جھیلے جا رہے تھے لیکن عقیدت مندی کے پردے میں ان دشمنوں کا یہ ظلم و ستم طرح طرح کی گمراہیاں پھیلانا مومنین میں تفرقہ اندازی ان کو دھوکے دینا حضرت کی طرف سے اپنا تقرر بتا کر رسوخ پیدا کرنا اس جھوٹی نسبت کو اپنی بدکرداریوں میں کامیابی کا ذریعہ بنانا ناقابل عفو جرائم تھے جن کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا تھا اور جن کے

انسداد کی یہی صورت تھی کہ سفارت و وکالت کا وہ سلسلہ ہی ختم کر دیا جائے جس کے بہانے سے یہ کاذب و ظالم سب کچھ کر رہے تھے چنانچہ نیابت کا دروازہ بند ہو گیا جس کی اطلاعات مخلصین مومنین کو پہنچ گئیں اور وہ ان کی بلاؤں سے محفوظ ہو گئے نتیجہ یہ ہوا کہ حضرتؑ کا وہ نور ہدایت بھی حجاب میں آ گیا جو بزمانہ غیبت صغریٰ نائبین کے ذریعہ نفاذ احکام سے مومنین سے پھیلا ہوا تھا اور غیبت کبریٰ واقع ہو گئی۔

غیبت کبریٰ کا یہ سبب بھی کتنا واضح ہے کہ اگر یہ صورت نہ ہوتی تو دنیا بھر میں خونریزی کا سلسلہ جاری ہو جاتا کیونکہ لوگ جانتے تھے کہ آخری امام کا وجود آخری وقت تک رہنے والا ہے جس میں سارے عالم پر آپ کی حکومت ہوگی اس خوف میں ہر زمانہ کی تمام سلطنتیں اپنے اپنے زوال کے خیال سے حضرت کے مقابلہ میں آتیں چاہے یہ مدافعانہ لڑائیاں ہوتیں لیکن روئے زمین پر خون کی ندیاں رہتیں حالانکہ اسلامی نظریہ ہمیشہ صلح پسندی رہا ہے مسلم ہر ایک کی سلامتی کا خواہاں رہتا ہے مومن دنیا میں بقاء امن و ایمان کا حامی ہوتا ہے اسی لئے پیغمبر اسلام کی طرف سے کسی جنگ کی ابتدا نہیں ہوئی اور تبلیغ اسلام کے واسطے حضرت نے اخلاقی ہتھیاروں کو چھوڑ کر مادی آلات کو استعمال نہیں کیا اور کبھی تلوار نہیں اٹھائی بلکہ جتنی لڑائیاں ہوئیں سب دفاعی اور جوابی حیثیت رکھتی تھیں"۔ حضرت آئمہ طاہرینؑ کے پیشِ نظر ہمیشہ دنیا میں قیام امن و امان کا

مسئلہ رہا طرح طرح کی مصیبتیں اٹھائیں مگر صبر کیا اپنے حقوق پامال ہوتے دیکھے مگر تحمل سے کام لیا پہلے امام امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام جن کی تلوار کے جوہر بدر واحد و خندق و خیبر وغیرہ رسول اللہ کے زمانہ کی لڑائیوں میں یادگار ہیں انہوں نے پچیس برس کیسی خاموشی سے گزارے اور اپنی حق طلبی کے لئے جنگ پر آمادہ نہ ہوئے کیونکہ جانتے تھے کہ اس سے اسلام کا شیرازہ بکھر جائے گا حق کا مطالبہ زبانی ہوتا رہا لیکن شمشیر انتقام نیام سے باہر نہ آئی اور کوئی ایسا اقدام نہیں فرمایا جس سے ظاہری امن و امان کو ٹھیس لگے البتہ جب تمام مسلمانوں نے اپنی خوشی سے مملکت کی ذمہ داریاں حضرتؑ کو سپرد کر دیں اور کچھ لوگ اپنی ذاتی اغراض کے ماتحت فتنہ و فساد پر آمادہ ہوئے تو حضرتؑ بھی ان کی شرارتوں کو روکنے اور ان کے حملوں کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو گئے اور جنگ جمل وصفین و نہروان میں ہوا جو کچھ ہوا۔ امام حسن علیہ السلام نے اسی امن و امان کی خاطر معاویہ سے صلح فرمائی باوجود کہ یہ بات ساتھیوں کو ناگوار ہوئی لیکن حضرتؑ نے اس مخالفت کی کچھ پروا نہ کی اور جنگ کی آگ کو بھڑکنے نہ دیا۔

اسی طرح امام حسین علیہ السلام بھائی کی شہادت کے بعد دس برس خاموش رہے مگر جب یزید نے بیعت کا مطالبہ کیا اور جان کے پیچھے پڑ گیا تو حضرت نے بغیر لشکری تیاری کے جس سے امن و امان میں خلل پڑتا تھا فوج یزید کا مقابلہ کیا کربلا کے میدان میں اپنا سارا گھر بار قربان کر دیا راہِ خدا میں جان دے دی مگر

بیعت نہ کی اور اسلام کو موت سے بچالیا کیونکہ حق کسی باطل کا اتباع نہیں کرسکتا یہ وہ کارنامہ ہے جس سے اسلام زندہ رہا اور حسینؑ کے نام کا سکہ ساری دنیا میں چل رہا ہے اور کربلا والوں کی صدائے بازگشت فضاء عالم میں گونج رہی ہے۔ پھر اس قیامت خیز واقعہ کے بعد امام زین العابدین علیہ السلام سے لے کر امام حسن عسکری علیہ السلام تک سب حضرات کی عمریں مصیبتوں میں گزریں۔ بڑے بڑے مظالم جھیلے مگر کسی وقت لڑائی کا خیال بھی نہ کیا قید خانوں میں رہے مگر صبر کیا۔ یہاں تک کہ خفیہ طور پر زہر دے دے کر شہید کئے گئے پس جس طرح ان جملہ حضرات کے پیشِ نظر امن و امان کا مسئلہ رہا ہے اسی طرح بارھویں امام علیہ السلام کی اس غیبت میں امن و امان کے بقاء کا راز مضمر ہے دشمنوں کا قابو نہیں چلتا خون ریزی کی نوبت نہیں آتی بلکہ جب ظہور ہوگا تب بھی دعوت ایمان کے لئے تلوار نہ اٹھائی جائے گی بلکہ آیات الٰہی دنیا کے سامنے آئیں گی اور خدائی نشانیاں سارے جہان کو اس رہنمائے عالم کی طرف متوجہ کر دیں گی ایک ایسی ندائے آسمانی بلند ہوگی کہ تمام عالم متوجہ ہو جائے گا اس وقت حق بھی ایسا روشن ہوگا کہ کسی کے لئے شک و شبہ کی گنجائش ہی نہ رہے گی اس پہ بھی اگر کچھ دیوی قوتیں اپنے زوال اقتدار و مملکت کے خیال میں آڑے آئیں گی اور دینِ الٰہی کے مقابل میں فوج کشی پر آمادہ ہوں گی تو ان کو اسی حیثیت سے جواب دیا جائے گا جس طرح پیغمبر اسلام نے کفار کی سرکوبی کی تھی اور نتیجہ میں حق کا بول

بالا ہوگا ابھی ساری دنیا پر حضرتؑ کی ظاہری حکومت کا وقت نہیں آیا دنیا کو ڈھیل دی گئی ہے اس کی مشیت میں جتنی جابر و ظالم سلطنتوں کا آنا ہے وہ آتی رہیں سب کے زمانے گزر جائیں تب حجت خدا کی حکومت دنیا کے سامنے قائم ہو پھر یہ بھی کہ کفار و منافقین کی اولاد میں صاحب ایمان بھی پیدا ہوتے رہتے ہیں جب یہ سب امانتیں جوان کے اصلاب میں ہیں باہر آجائیں گی اس وقت حضرت کا ظہور ہوگا اور کفر و نفاق کا ایسا خاتمہ ہوگا کہ زمین ان نجاستوں سے بالکل پاک و صاف ہو جائے گی۔

سوال68: امام زمانہؑ کی طویل عمر ہونے پر روشنی ڈالیں؟

جواب: اس بات کے سمجھنے کے بعد کہ خداوند عالم نے ہر زمانہ میں اپنی حجت کا وجود واجب و لازم قرار دیا ہے جس پر ایمان لانا ضروری ہے موجودہ زمانہ کے امام علیہ السلام کے متعلق طول عمر وغیرہ کی شبہات وغیرہ محض شیطانی وسوسے ہیں جب خدا کے نزدیک مدت دراز سے امامت کو ایک ذات خاص میں منحصر رکھنا مصلحت ہے تو وہی اپنی قدرت سے طویل عمر بھی کرامت فرمائے گا جس میں بیجا خیالات کا پیدا ہونا خود شانِ الٰہی میں اور امام عصر علیہ السلام کی موجودگی میں شک و شبہ کے معنی ہے اس لئے اول بنیادی مسئلوں کو اچھی طرح ذہن نشین کرنے کی ضرورت ہے ورنہ حضرت کے سن و سال کے سلسلہ میں بات چیت بے کار ہے پھر بھی لمبی لمبی عمروں کی چند مثالیں پیش کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

شیخ صدوق ابن بابویہ علیہ الرحمۃ وعلامہ مجلسی اعلیٰ اللہ مقاملہ اور دیگر حضرات علماء کی کتابوں میں طویل عمر لوگوں کی طویل فہرستیں موجود ہیں جن کے مفصل حالات کتب تواریخ میں نقل کئے گئے ہیں یہ مسئلہ سمجھنے کے لئے تو صرف حضرت خضر کی ذات کافی ہے جن کے روئے زمین پر موجود ہونے میں کسی کو کلام نہیں ہو سکتا۔ ذوالقرنین کو معلوم ہوا تھا کہ جو شخص چشمہ آب حیات کا پانی پی لے اس کو اس وقت تک موت نہیں آتی جب تک کہ صور کی آواز نہ سنے یا خود موت کا خواہش مند نہ ہو ذوالقرنین تلاش میں نکلے بارہ برس کا سفر کیا ظلمات میں گشت کرتے رہے مگر چشمہ نہ ملا لیکن ان کے ہمراہی حضرت خضرؑ کو مل گیا پانی بھی پیا غسل بھی کیا اور اب تک زندہ ہیں پس جب کہ قدرت نے آب حیات میں یہ اثر دیا ہے تو حضرت حجت علیہ السلام کی طولانی حیات پر کیسے تعجب ہو سکتا ہے جو خدا کی طرف سے سارے عالم کی حیات اور وجود آب حیات کا باعث ہیں حضرت ادریسؑ حضرت الیاسؑ حضرت عیسےؑ اب تک زندہ ہیں جن کو خزانہ غیبت سے روزی مل رہی ہے اصحاب کہف سو رہے ہیں زندہ ہیں ان کا کتا تک بقید حیات ہے۔ دجال ابھی تک موجود ہے۔

حضرت آدمؑ کی عمر نو سو چھتیس سال حضرت شیثؑ نو سو بارہ سال حضرت نوحؑ ڈھائی ہزار برس سام بن نوحؑ کی چھ سو برس لقمان حکیم کی ایک ہزار برس لقمان بن عاد کی تین ہزار برس اوج بن عنق دشمن خدا تین ہزار چھ سو برس شداد

کی نو سو برس عمر ہوئی اسی طرح سلاطین و بزرگان عجم میں بڑی لمبی عمروں والے ہوتے رہے۔ جمشید نے پانچ سو سال سلطنت کی ضحاک نے ایک ہزار برس کی فریدون عادل کی ایک ہزار سال سے زائد عمر ہوئی ژال کی چھ سو پانچ برس رستم کی چھ سو سال ہوئی عرب کے معمر لوگوں میں عمر بن عامر کی عمر آٹھ سو برس اس کے چاروں بیٹوں کی پانچ پانچ سو سال جلہمہ بن ادو بن زید کی پانچ سو برس اس کے بھتیجے کی بھی پانچ سو سال قیس بن ساعدہ کی چھ سو برس عبید بن سرید جرہمی کی ساڑھے تین سو سال عبدالمسیح کی بھی اتنی ہی وغیرہ وغیرہ ان صورتوں سے یہ صحیح اندازہ ہو سکتا ہے کہ خدا کی مصلحت کے ماتحت باعتبار قوت و طبیعت اور بلحاظ اوقات و مقامات کے مختلف مقدار کی عمریں ہوتی رہی ہیں اب اگرچہ اس زمانہ میں طول عمر کی وہ صورتیں نہیں ہیں جو پہلے زمانوں میں تھیں، نہ ہوں لیکن حضرت حجت علیہ السلام کی عمر کا طویل ہونا اور ۲۵۵ھ سے دنیا میں ذات اقدس کی موجودگی کو جو حامل نور الٰہی ہے بعید از عقل سمجھنا یا خلاف عقل کہنا بالکل غلط ہے کیونکہ اول تو کسی امر کا خلاف عادت وجود میں آنا خلافِ عقل نہیں ہوتا ہے موجودہ زمانہ میں برقی قوت کے کیسے کیسے حیرت انگیز کرشمے دنیا دیکھ رہی ہے جو کبھی خواب و خیال میں بھی نہ آتے تھے ماہرین فنون کی کیسی کیسی ایجادات نظروں کے سامنے ہیں جن کا تصور بھی نہ ہوتا تھا۔

حکماء کے نزدیک انسان کی عمر طبعی ایک سو بیس سال سہی لیکن وہی یہ بھی

کہتے ہیں کہ دیگر امور و عوارض کی وجہ سے ہر زمانہ میں اس مقدار ہیں کمی بیشی ہو سکتی ہے اسلام کی تو یہ تعلیم ہے کہ نظم قدرت کسی وقت کسی امر میں مخلوق کے اقتضاء طبیعت و نظام فطرت کا پابند نہیں ہو سکتا اور اتباع شان الوہیت کے خلاف ہے پھر یہ کہ اس آخر زمانہ میں نئی نئی چیزوں کی پیداوار کے علاوہ پرانی باتیں بھی لوٹ لوٹ کر آ رہی ہیں سابقہ امتوں میں کیسی کیسی طویل عمر والی شخصیتیں گزر چکی ہیں اس لئے اس امت میں بھی طویل عمر رہنما کا آنا ضروری تھا چنانچہ پیغمبرؐ اسلام خود فرما گئے تھے بلکہ اس گھر کے بعض غلاموں اور مصاحبین کی عمریں بھی طویل ہوئی ہیں۔

نجم ثاقب میں ہے کہ شیخ بہاؤالدین اعلیٰ اللہ مقامہ کے جدامجد شیخ شمس الدین محمدؒ بن علی جو صاحب کرامات عالم تھے انہوں نے عالم جلیل سید تاج الدین محمد بن معیہ حسنی سے جن کی عظمت شان و جلالت قدر میں کوئی کلام نہیں ہو سکتا جن سے شہید اول نے اجازہ حاصل کیا تھا ماہ شعبان ۸۵۹ھ میں یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ ان کے والد جلال الدین قاسم بن حسین فرماتے تھے کہ ایک شخص معمر غوث سنسی نام دو مرتبہ حلہ میں وارد ہوئے ایک کبھی پہلے زمانہ میں اور دوسری دفعہ اس وقت آئے جبکہ میری عمر آٹھ سال کی تھی اور فقیہہ اعظم مفید الدین بن جہم کے یہاں چند روز مہمان رہے ان کی زیارت کے لئے لوگوں کی بہت زیادہ آمد و رفت رہتی تھی میں بھی اپنے ماموں کے ساتھ گیا تھا دیکھا کہ وہ

بلند قد و قامت کے آدمی ہیں ہاتھوں کی یہ حالت ہے کہ سوائے پوست و استخواں کے کچھ باقی نہیں وہ اپنے کو امام حسن عسکری علیہ السلام کے غلاموں میں سے ایک غلام بیان کرتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ وہ زمانہ ولادت حضرت حجت علیہ السلام میں موجود تھے محدث جلیل سید نعمت اللہ شرح کتاب غوالی اللیالی میں فرماتے ہیں کہ سید معتمد ہاشم بن حسین احسائی نے مدرسہ دارالعلم شیراز میں یہ بیان کیا کہ میرے استاد معظم شیخ محمد ہر خوشی جو اکابر علماء کاملین میں بڑے محقق و مدقق تھے اور جن کا انتقال ۱۰۵۹ھ میں ہوا ہے کہتے تھے کہ میں جس زمانہ میں شام میں تھا تو ایک روز میرا گزر اس مسجد کی طرف ہوا جو آبادی سے دور ہے وہاں ایک بوڑھے شخص کو دیکھا جو روشن رخسار سفید کپڑے پہنے بڑی اچھی ہیت میں بیٹھے ہوئے تھے دیر تک میری ان سے بات چیت ہوتی رہی اور میں نے ان کو ایسا علم والا پایا جو بیان سے باہر ہے تب میں نے نام وغیرہ دریافت کیا انہوں نے کہا کہ میں معمر ابوالدنیا مصاحب امیرالمومنین علیہ السلام ہوں میں جنگ صفین میں حضرت کی خدمت میں حاضر تھا میرے سر اور چہرہ پر جو نشان دیکھتے ہو یہ اس چوٹ کا اثر ہے جو حضرت کے گھوڑے کے پاؤں سے لگی تھی۔ میں نے ان سے روایت کتب اخبار کے اجازہ کی خواہش کی جس پر انہوں نے امیرالمومنینؑ و جملہ آئمہ طاہرینؑ سے یہاں تک کہ حضرت حجت علیہ السلام سے روایات کا مجھ کو اجازہ دیا۔ آقا نعمۃ اللہ جزائری فرماتے ہیں کہ شیخ ہر خوشی نے

اس طریقہ کا اجازہ اپنے شاگرد سید احسائی کو دیا اور ان سے میں نے حاصل کیا ایسا اجازہ علماء و محدثین متقدمین و متاخرین میں سے آج تک کسی کو نہیں مل سکا۔ اس واقعہ کے علاوہ معمر ابوالدنیا کی ملاقات کے بہت سے طویل واقعات مختلف مقامات پر مختلف زمانوں میں بکثرت نقل ہوئے ہیں سب کا خلاصہ یہ ہے کہ بلاد مغرب کے رہنے والے تھے جن سے مصر میں بھی لوگ ملے ہیں مکہ معظّمہ میں بھی دیکھے گئے ہیں پیغمبر اسلام کی زیارت سے تو مشرف نہ ہو سکے تھے مگر تینوں خلافتوں کے زمانے دیکھے تھے اور امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں روز شہادت تک حاضر رہے امام حسن علیہ السلام کے ساتھ ساباط مدائن میں موجود تھے سفر کربلا میں جناب سید الشہداءؑ کے ہمراہ تھے شہادت قسمت میں نہ تھی چلے آئے اور مغربی شہروں میں قیام اختیار کیا۔

پس ان دونوں معمرین کی عمریں کتنی طویل ہوئی قطع نظر اس کے کہ یہ کب پیدا ہوئے تھے اور کب تک زندہ رہے صرف واقعات مذکورہ بالا کے اوقات کے لحاظ سے کم از کم غوث سنسی کی عمر چھ سو سات سو سال کے درمیان اور ابوالدنیا کی عمر ایک ہزار سال سے زیادہ ہوئی ہے حالانکہ اس زمانہ میں بھی اتنی لمبی عمریں نہ ہوتی تھیں۔

حضرت خضرؑ و حضرت الیاسؑ جو ہزاروں برس پہلے سے دنیا میں موجود ہیں ان کا یہ بقا اور عمر کی درازی اس کی غرض ان کی پیغمبری نہیں ہوسکتی جس کا

آئندہ وہ اظہار فرمائیں نہ ان پر کوئی آسمانی کتاب نازل ہونے والی ہے جس کے انتظار میں ان کو زندہ رکھا گیا ہو نہ آگے چل کر ان کے پیش نظر کسی شریعت تازہ کی ترویج ہے نہ ان کے متعلق کسی ایسی پیشوائی کی خبر دی گئی ہے جس پر بندوں کے لئے ان کی اقتدا و اطاعت فرض ہو بلکہ ان کی زندگی کا فلسفہ یہ ہے کہ مخلوق خدا ان کے طول عمر کو دیکھتے ہوئے آخری حجتؑ خدا کی عمر طویل ہونے سے متعجب نہ ہو اور حضرتؑ کے وجود سے انکار نہ کرے اور اس حیثیت سے بھی بندوں پر حجتِ الٰہیہ قائم ہو جائے۔ اسی طرح اس وقت حضرت عیسےٰؑ کے زندہ رہنے کی حکمت یہ ہے کہ ان کی تصدیق سے پیغمبرؐ اسلام کی رسالت پر اہلِ کتاب ایمان لائیں اور ان کی زندگی سے حضرت حجت علیہ السلام کی زندگی کا ثبوت ہو جائے کیونکہ خاتم الانبیاءؐ کے بعد کسی کی نبوت و رسالت کا وقت نہیں رہا۔ حضرت عیسےٰؑ امام زمانہ کی متابعت کریں گے اور دعوت اسلام میں ان کے معین و مددگار ہوں گے اور چالیس برس رہ کر دنیا سے رحلت فرمائیں گے۔

سوال 69: امام زمانہؑ کے اہل و عیال کے بارے میں بتائیں؟

جواب: حضرت حجت علیہ السلام کی اولاد کے بارے میں بعض صاحبان متحیر رہتے ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ بیشتر محافل و مجالس میں ایسی باتوں کا ذکر نہیں ہوتا اور خود فرصت نہیں کہ ان کتابوں کو دیکھیں جن میں اس قسم کے تذکرے ملتے ہیں بہت سی روایات میں اس قسم کے بیانات ملتے ہیں اور عقل بھی اس کی تائید کرتی

ہے کیونکہ عینی طور سے کسی امر پر ہمارا مطلع نہ ہونا اس کے نہ ہونے کی دلیل نہیں بن سکتا ہم کیا اور ہمارا علم کیا اگر ایک چیز ہمیں معلوم نہیں ہے تو اس سے یہ نتیجہ برآمد نہیں ہو سکتا کہ اس شے کا وجود ہی نہیں بلکہ ہو سکتا ہے ہمیں ایک بات کی اطلاع نہ ہو لیکن دوسرے لوگ اس سے مطلع ہوں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ حضرت کے بالکل اہل و عیال نہ ہوں اور عقد ہی نہ فرمایا ہو اور جدامجد کا وہ طریقہ چھوڑے ہوئے ہوں جس پر چلنے کی بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے اور جس کے ترک پر کافی بازپرس ہے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ باہم نکاح کرو نسل بڑھاؤ اس لئے کہ میں تمہاری کثرت سے یہاں تک کہ ساقط ہوئے بچہ پر قیامت کے دن دوسری امتوں کے مقابل فخر کروں گا۔ حضرت ہی کا ارشاد ہے کہ تمہارے مردہ لوگوں میں وہ مرد اور عورت برے ہیں جو بے نکاح رہے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ وہ دو رکعت نماز جو بیوی والا شخص پڑھتا ہے ان ستر رکعتوں سے افضل ہے جو بے زوجہ والا پڑھے۔ ہر زمانہ کے امام علیہ السلام احکام اسلام کے سب سے زیادہ ذمہ دار ہیں اور ان کے لئے کسی ایسے حکم سے کوئی وجہ استثناء نہیں ہو سکتی نکاح نہ کرنا خصائص امام علیہ السلام میں بھی شمار نہیں کیا گیا۔

مجلسی علیہ الرحمۃ نے بحار میں ابن طاؤس علیہ الرحمۃ نے جمال الاسبوع میں شیخ ابراہیم کفعمی علیہ الرحمۃ نے مصباح میں اور دیگر علماء نے اپنی

اپنی کتابوں میں حضرات آئمہ طاہرینؑ پر اس صورت کے سلام وصلوات اور ایسی اوعیہ و زیارات نقل فرمائی ہیں جن میں حضرت حجت علیہ السلام کے ذکر کے ساتھ ساتھ آپکے متعلقین کے بالفاظ مختلفہ تذکرے ہیں کسی میں حضرت کے ذریت پر سلام ہے کسی میں حضرت کی عترت طاہرہ پر سلام ہے کسی میں حضرت کی اہلبیت پر سلام ہے کہیں لفظ آل بیت ہے کہیں لفظ ولی عہد ہے کہیں لفظ اولاد ہے نیز بعض واقعات ملاقات میں بھی حضرت کے صاحبزادوں کے متعلق بیانات ہیں۔ ان تمام باتوں کے بعد حضرت کی ازواج و اولاد کے وجود میں کوئی شبہ نہیں ہوسکتا یہ تفصیل معلوم نہیں کہ حضرت کسے کتنے فرزند ہوئے یا اولاد کی کتنی تعداد ہے۔ جب حضرتؑ پردۂ غیبت میں ہیں تو حضرتؑ سے تعلق رکھنے والی بعض باتیں بھی پردے میں ہیں۔

غرضکہ بیوی اور اولاد ہونے کی ایسی اہمیت ہے کہ خداوند عالم نے قرآن میں اپنے خاص بندوں کے واقعات بیان کرتے ہوئے اس وصف کا بھی ذکر فرمایا ہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں کہ ہماری بارگاہ میں عرض کیا کرتے ہیں کہ پروردگار ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہم کو پرہیزگاروں کا امام بنا ان لوگوں کو بہشت میں ہمیشہ کے لئے بڑا بلند مقام ملے گا اور انہیں تحیہ وسلام ہوگا پس حضرت امامؑ زمانہ اہل و عیال ضرور رکھتے ہیں۔

سوال 70: کیا امام زمانہؑ پر بھی مصائب گزرے ہیں؟

جواب: امام زمانہؑ پر شدید مصائب گزرے ہیں۔ پدر بزرگوار کی شہادت کے بعد حضرتؑ کے لئے ۳۲۸ھ تک کا زمانہ بڑی مصیبتوں کا گزرا ہے بنی فاطمہ پر سلاطین بنی عباس کے مظالم بنی امیہ کی بے رحمیوں سے کم نہ تھے۔ پہلے ہی سے ان بادشاہوں کے زمانوں میں جو واقعات پیش آچکے تھے ان کو دنیا جانتی ہے اور تاریخی اوراق میں محفوظ ہیں سرزمین بغداد گواہ ہے کہ سادات اور ان کے عقیدت مندوں کے خون کی ندیاں بہائی گئیں ان کے خون کے گارے بنائے گئے مکانوں کی بنیادوں میں دیواروں میں زندہ چنوائے گئے سولیوں پر چڑھائے گئے حبس دوام کی سزائیں جھیلیں جائدادیں ضبط ہوئیں طرح طرح کے مصائب میں مبتلا ہوئے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت کے بعد جب حکومت عباسیہ کے فرمانروا معتمد نے حضرت حجت علیہ السلام کے قتل کی تدبیروں کے سلسلہ میں پوشیدہ طریقہ سے تفتیش شروع کی تو اول اس تجسس میں باہر مرد معین کئے گئے اور بعض خبروں کی بنا پر حمل کے خیال سے اندر دائیاں بھیجی گئیں کنیزوں کی نگرانی ہونے لگی کہ اگر کوئی ولادت ہوئی تو مولود کو ضائع کر دیا جائے گا لیکن جب حراست غلط رہی تو حضرت کی سراغ رسانی کے دوسرے بڑے بڑے انتظامات کئے گئے اس وقت منجانب حکومت حضرتؑ کی خفیہ تلاش صرف شہروں ہی میں محدود نہ تھی بلکہ غیر آباد مقامات پر بھی جاسوس لگے ہوئے تھے خصوصاً شیعہ

آبادیوں میں جگہ جگہ اس تجسس کی ایسی مصیبت ناک صورت ہو گئی تھی کہ حضرتؑ کے حالات سے واقفیت کا جس شخص پر ذرا بھی شبہہ ہوتا تھا اس کی گردن اڑا دی جاتی تھی۔ مومنین کی حالت یہ تھی کہ عزیزوں نے دوستوں سے آپس میں سننا چھوڑ دیا تھا باپ بیٹے باہم عہد و پیمان کے بعد حضرتؑ کے متعلق کوئی بات کہہ سکتے تھے ان پریشان حال لوگوں کا نہ کوئی کاروبار تھا نہ روزگار' نتیجہ یہ ہوا کہ اپنا گھر بار چھوڑ کر خاندان کے خاندان اطراف عالم میں نکل گئے اور دوسرے دور دراز ملکوں میں سکونت اختیار کر لی بہت سے بے چارے جنگوں میں پہاڑوں میں حیران و سرگردان پھرتے رہے اور خانہ بدوشی میں زندگی گزاری بہت سے غریب مہاجر اس غربت و مسافرت میں سر پٹک پٹک کر مر گئے بہرحال اس زمانہ کے راسخ العقیدہ اور کامل الایمان صاحبان نے نہایت استقلال کے ساتھ ناقابل برداشت مصائب کا مقابلہ کیا اور حق کی حفاظت میں ثابت قدم رہے جو ایسے ہی حق پرستوں کا کام ہے لیکن مومنینؑ کے یہ مصائب حضرتؑ کے لئے مصیبت عظیم بنے ہوئے تھے۔ سفینۃ البحار میں ہے کہ جب حضرت کی والدہ ماجدہ نرجس خاتون نے امام حسن عسکری علیہ السلام سے ان حالات کا سنا کہ میرے بعد ایسے ایسے واقعات پیش آئیں گے تو عرض کیا کہ آپ میرے لئے دعا فرمائیں کہ میں آپ کے سامنے دنیا سے رخصت ہو جاؤں چنانچہ یہی ہوا کہ حضرت کی حیات ہی میں رحلت فرمائی۔

اگرچہ اس اثناء میں معتمد کو چودہ پندرہ برس ایسے گزرے کہ وہ ملکی جھگڑوں میں پھنسا رہا حجاز و یمن وغیرہ میں نظام سلطنت درہم برہم ہو رہا تھا وہ ہر وقت انہیں معاملات میں لگا رہتا تھا کسی دوسری بات کی طرف توجہ نہ تھی لیکن بعض ارکان حکومت جو عداوتِ اہلبیتؑ میں ڈوبے ہوئے تھے اپنی اس عادت سے باز نہ آئے اور حضرت کے خوف میں دوست داران اہلبیتؑ کے پیچھے ہی پڑے رہے یہاں تک کہ معتمد ۲۷۹ھ میں مر گیا اس کے مرنے کے بعد معتضد کی سلطنت ہوئی اگرچہ قتل و خونریزی میں وہ بھی بڑا دلیر تھا لیکن ابتدا میں اس نے عقل و فہم سے کام لے کر بہت نرمی کے ساتھ کار حکومت انجام دیا اور اس کے عہد میں موالیان اہلبیتؑ کے لئے پانچ چھ برس کسی قدر سکون کے گزرے معتضد نے کچھ ایسے بھی کام کرنے چاہے جن سے بظاہر سادات بنی فاطمہ کی ہمدردی ظاہر ہوتی تھی مگر چند مشیران سلطنت نے روکا اور اچھی طرح اس کے دل میں یہ بات بٹھائی کہ ہمیشہ ان لوگوں کے پیش نظر حکومت رہی ہے اور یہ گروہ اسی فکر میں لگا رہتا ہے ایسا نہ ہو کہ اس وقت کے کسی طرز عمل سے ان کی ہمتیں بڑھ جائیں ان کا گھٹا ہوا وقار پھر لوٹ آئے اور عام نگاہوں میں ان کی عظمت و جلالت قائم ہو جائے۔ اس افہام و تفہیم کا معتضد پر ایسا اثر پڑا کہ اپنی سلطنت کی حفاظت کے لئے آبائی بغض و عناد پر اتر آیا اور اولاد رسولؐ کی بیخکنی فرض منصبی سمجھنے لگا بہت دنوں تک ملکی جھگڑوں میں گھرا رہا اور ایسی مصیبتیں اس کے سر پر

آئیں جنہوں نے بادشاہت کی بنیادیں ہلا دی تھیں پس جب معتضد نے مملکت کے خلاف حملوں سے فرصت پائی تو حضرت حجت علیہ السلام کے تجسس کی طرف متوجہ ہوا جا بجا جاسوس لگا دیئے گئے مقدس مقامات مسجد کوفہ و مسجد سہلہ نجف اشرف کربلا معلٰے کاظمین میں خصوصیت کے ساتھ جستجو ہوتی رہی سامرہ میں جہاں بھی وہم و گمان ہوتا وہیں تلاشی لی جاتی تھی اور یہ سختیاں اس نوبت کو پہنچ گئی تھیں کہ حضرتؑ کی طرف سے اپنی اور اپنے تابعین کی حفاظت کے پیش نظر وکلاء و سفراء کو یہ حکم ہو گیا تھا کہ کوئی مومن کسی حالت میں ہمارا نام اپنی زبان سے نہ لے ہمارے متعلق اشارات و کنایات میں گفتگو کی جائے اور جن مومنین کو تعلیم کی ضرورت ہے انہیں احکام تلقین کیئے جائیں ہمارے حالات سمجھائے جائیں اگرچہ حضرتؑ کے جدّ بزرگوار و پدر نامدار نے بھی مصیبتیں اٹھائی تھیں لیکن حضرتؑ کے مصائب بہت بڑھ گئے تھے ایک طرح سے قید بھی تھی اپنے کو عام لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رکھنا اپنی جان کی حفاظت علیحدہ مومنین کے جان و مال محفوظ رکھنے کی فکر جدا یہ سب باتیں مل کر مصائب کا پہاڑ ہو گیا تھا۔

ایک مرتبہ کسی مخبر کی خبر پر معتضد نے اپنے چند خاص آدمیوں کو تنہائی میں بلایا اور یہ حکم دیا کہ ابھی فوراً شاہی اصطبل کے تیز رفتار گھوڑوں پر سوار ہو کر بغداد سے سامرہ روانہ ہو جائیں راستہ میں کہیں توقف نہ ہو وہاں پہنچ کر فلاں مکان میں جس کا پتہ و نشان یہ ہے بلا تامل داخل ہوں اور جس کو اندر دیکھیں

اس کا سر کاٹ کر میرے پاس لے آئیں چنانچہ یہ لوگ سامرے پہنچے آدھی رات کا وقت تھا حسب ہدایت ان نشانات کے مطابق جو بتائے گئے تھے اس مکان کے دروازے پر پہنچے دیکھا کہ ایک غلام بیٹھا ہوا ازار بند بُن رہا ہے اس سے دریافت کیا کہ اس مکان میں کون ہے اس نے بے پرواہی کے ساتھ جواب دیا کہ مالک مکان ہیں اور خود اپنے کام میں مشغول رہا آنے والوں کی طرف کچھ توجہ نہ کی اور بالکل مزاحم نہ ہوا وہ اندر داخل ہو گئے دیکھا کہ بڑی خوش نما عمارت ہے جس کے صحن میں پانی کا دریا بہہ رہا ہے اور ایک صاحب نہایت حسین و جمیل نورانی صورت بوریہ پر عبادت الٰہی میں مصروف ہیں۔ سب کے سب یہ منظر دیکھ کر مارے حیرت کے کھڑے کے کھڑے رہ گئے بالآخران میں سے ایک شخص جرات کر کے آگے بڑھا تاکہ ان نمازی تک پہنچ کر معتضد کے حکم کی تعمیل کرے لیکن پانی میں قدم رکھنا تھا کہ گر پڑا اور ہاتھ پاؤں مارنے لگا قریب تھا کہ ڈوب جائے تو دوسرے ساتھیوں نے ہاتھ پکڑ کر اس کو کھینچ لیا جب باہر نکلا تو بے ہوش تھا کچھ دیر تک اسی حالت میں پڑا رہا پھر ایک دوسرے شخص نے اپنی حماقت سے یہی ہمت کی اس پر بھی یہی آفت آئی تب تو سب پر ایسی دہشت طاری ہوئی کہ قدم اکھڑ گئے اور ان میں سے ایک سمجھ دار نے ان صاحب کی طرف متوجہ ہو کر کلمات معذرت ادا کئے کہ میں اپنے اس اقدام جرم سے توبہ کرتا ہوں اور معافی کا خواست گار ہوں میں آپ کی عظمت و جلالت

سے واقف نہ تھا۔ اس کا کوئی جواب نہ ملا اور وہ اسی طرح خشوع و خضوع کے ساتھ ذکر الٰہی میں مشغول رہے۔ اس کے بعد جلدی سے یہ لوگ گزرتے ہوئے باہر نکل آئے اور سوار ہو کر بغداد کی طرف روانہ ہو گئے گھوڑوں کی باگیں اٹھا دیں اور شاہی محل میں پہنچ کر ہی دم لیا اس وقت معتضد ان لوگوں کے انتظار میں بیٹھا ہوا تھا انہوں نے ساری روئداد بیان کی جس کو سن کر وہ سکتہ میں رہ گیا اور کچھ دیر خاموشی کے بعد کہنے لگا کہ مجھ کو اب یقین ہو گیا کہ میں اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتا اور اس نے نہایت سختی کے ساتھ ان جانے والوں سے عہد لیا کہ کسی پر اس واقعہ کا اظہار نہ ہو اور کانوں کان اس کی خبر نہ ہونی چاہیے۔

معتضد کو اس معجزے سے حضرتؑ کے موجود ہونے کا تو یقین ہو گیا اور شان امامت کو بھی سمجھ لیا لیکن حضرتؑ کے ہاتھوں زوال سلطنت کے خیال نے پھر زور کیا خاندانِ رسالت سے عداوت کی رگ پھڑکی اور اس نے ایک روز اپنے خاص فوجی جوانوں کی کافی جماعت کو حکم دیا کہ سامرہ پہنچ کر امام علی نقی علیہ سلام کے مکان کا محاصرہ کر لیں اور جس کو بھی وہاں پائیں گرفتار کر کے لے آئیں چنانچہ یہ سپاہی گئے چاروں طرف سے مکان کو گھیر لیا آمدورفت کے راستے بند کر دیئے کچھ جوان مع افسران کے اندر داخل ہوئے اور حسب ہدایت اس سرداب مقدس کے قریب پہنچ گئے جو مکان کے آخری حصہ میں ایسے پوشیدہ مقام پر واقع تھا جہاں کسی کے رہنے کا احتمال نہیں ہو سکتا اس میں ایسا اندھیرا تھا کہ یکایک کسی کو

اندر جانے کی جرات نہ ہوئی۔ سرداب اس تہہ خانہ کو کہتے ہیں جو گرم موسم کے لئے مکان میں زمین کے اندر بنایا جاتا ہے وہاں پانی ٹھنڈا رہتا ہے۔ جب یہ پہنچے تو اتنے میں وہاں سے بڑی خوش الحانی کے ساتھ تلاوت قرآن کی آواز ان لوگوں کے کانوں میں آنے لگی جس کو سُن کر سب کی محویت کی یہ کیفیت ہوئی کہ کھڑے کے کھڑے رہ گئے اور اس جماعت کے افسر نے مکان سے باہر والے سپاہیوں کو بھی اس خیال سے اندر بلا لیا کہ جو مقصد ہے وہ اسی سرداب میں پورا ہوگا جن کو گرفتار کرنا ہے وہ یہیں موجود ہیں محاصرہ کی ضرورت نہیں ہے اب سب مل کر پوری قوت کے ساتھ گرفتاری عمل میں لائیں کہ یکا یک حضرت حجت علیہ سلام سرداب سے باہر تشریف لائے اور ان لوگوں کے آگے سے نکل کر سب کی نگاہوں سے غائب ہو گئے بہت سے سپاہیوں نے حضرتؑ کو نکلتے ہوئے دیکھا کچھ کی نظریں نہ پڑیں مگر جب فوجی افسر نے سرداب کے اندر داخل ہونے کا سپاہیوں کو حکم دیا تو دیکھنے والوں نے کہا کہ ایک صاحب ابھی برآمد ہوئے تھے اور اس طرف کو چلے گئے افسر نے کہا کہ ہم نے تو کسی کو نکلتے نہیں دیکھا تم نے دیکھا تھا تو کیوں نہ پکڑا انہوں نے جواب دیا کہ ہم آپ کے حکم کے منتظر رہے جب آپ نے کچھ نہ کہا تو ہم نے بھی توجہ نہ کی اس صورت حال سے سب کے سب دنگ رہ گئے پھر ہر چند کوشش کی گوشہ گوشہ چھان ڈالا لیکن کوئی نشان نہ ملا آخر کار ندامت و شرمندگی کے ساتھ یہ گروہ بھی واپس ہو گیا اور معتضد کو صورت

واقعہ کی اطلاع دی گئی یہ حضرتؑ کا دوسرا معجزہ تھا جو دشمنوں میں سے دیکھنے والوں نے دیکھا اور سننے والوں نے سنا جن کو قدرت نے یہ بتا دیا کہ حجت خدا کا محافظ و نگہبان خدا ہے اور دشمنوں کی کوئی ظالمانہ حرکت کامیاب نہیں ہو سکتی پہلے بھی خدا والوں کے کیسے کیسے محاصرے ہوتے رہے ہیں حضرت عیسیٰؑ کو یہودیوں نے گرفتار کر کے پھانسی دینے کے ارادہ سے ایک گھر میں بند کر دیا تھا مگر خداوند عالم نے ان کو تو اٹھا لیا اور یہودیوں کے سردار یہودا کو حضرت عیسیٰؑ کی شکل میں کر دیا جو سولی پر چڑھا دیا گیا۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کرنے کے سلسلہ میں کفار و مشرکین بڑی بڑی تدبیریں کرتے رہے یہاں تک کہ شب ہجرت کیسا محاصرہ ہوا مگر حضرت اندر سے باہر تشریف لائے دشمنوں کے سامنے سے چلے گئے اور کسی نے نہ دیکھا اسی طرح حضرت حجت علیہ السلام کی حفاظت کا واقعہ ہوا کہ سرداب سے تشریف لا کر حملہ کرنے والوں کے درمیان سے نکلے لیکن ان قاتلوں کی آنکھوں پر عقلوں پر ایسے پردے پڑے کہ کچھ نہ کر سکے مگر اپنی اس ناکامی و شانِ الٰہی کے مظاہرہ سے بھی کچھ سبق نہ لیا اور گمراہی کی دیواروں میں محسور رہے۔

سوال 71: امام زمانہؑ کس کس پر حجت ہیں؟

جواب: یہ صرف ہمارے امام زمانہؑ کی صفت ہے کہ کائنات کا کوئی ایک فرد ایسا نہیں جو یہ کہہ سکے کہ امام زمانہؑ اس پر حجت نہیں۔ یہ ماضی کے لیے حال اور مستقبل سب کے لئے حجت ہیں۔ ہر امام یا نبیؑ اپنے وقت میں اپنے دور کے

لوگوں پر حجت خدا ہوتا تھا اور یہ امامؑ قیامت تک آنے والے لوگوں پر حجت ہیں کیونکہ ان کے بعد کوئی آنے والا نہیں ہے بس پھر دنیا کا خاتمہ ہو جائے گا۔

سوال72: ظلم بڑھے گا تو امام ظہور فرمائیں گے تو کیا ہم ظلم کو بڑھتا دیکھیں؟

جواب: یہ بات نادانی کے سوا اور کچھ نہیں کہ چونکہ امام زمانہؑ ظلم بڑھنے کے بعد ظہور کریں گے تو اس لئے ہم ظلم کو بڑھتا دیکھیں یا بڑھنے میں مدد دیں یہ دونوں باتیں غلط ہیں۔ اسلام میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حکم ہے تاہم ظلم کرنے اور ظلم کو بڑھتے دیکھنے کا یہ نظریہ سراسر اسلامی تعلیمات اور عقل کے خلاف ہے اور ضلالت و گمراہی پر مبنی ہے۔

سوال73: امام زمانہؑ کے ظہور اور قیام میں کیا فرق ہے؟

جواب: امام کے ظہور سے مراد پردۂ غیبت سے باہر آنا اور قیام سے مراد انقلابی اقدامات اور خروج کرنا ہے آپ کا ظہور مدینہ سے اور قیام مکہ سے ہوگا۔

سوال74: امامؑ جب ظہور فرمائیں گے تو کیا کوئی نیا دین لے کر آئیں گے؟

جواب: امام کے ظہور کے موقع تک دین اسلام میں اتنی تبدیلیاں کی جا چکی ہوں گی کہ جب امام ظہور فرمائیں گے اور اسلام کی اصل صورت بتلائیں گے تو لوگ تعجب کریں گے کہ یہ تو کوئی نیا دین لیکر آئے ہیں جبکہ اصل میں وہ وہی اصل دین اسلام ہوگا جو امام زمانہؑ پیش کریں گے۔

سوال75: دجال کون ہے؟ اس کا انجام کیا ہو گا؟

جواب: دجال ایک ظالم شخص ہے جو حضرت امام زمانہؑ کے خلاف جنگ لڑے گا۔ ایک آنکھ سے دیکھتا ہوگا اور یہ حضرت عیسیٰؑ کے ہاتھوں قتل ہوگا۔ ظالم دجال ظہور امام سے پہلے فتنہ کھڑا کرے گا اور ظہور کے بعد قتل ہوگا۔

سوال76: امامؑ کس کی بیعت میں ہونگے؟

جواب: امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ ''امام قائمؑ جب ظہور کریں گے تو وہ کسی کی بیعت میں نہ ہوں گے اور نہ کسی کی رعایا ہوں گے۔

سوال77: حضرت عیسیٰؑ کو زندہ رکھنے کی وجہ کیا ہے اور وہ کیوں زمین پر آئیں گے؟

جواب: حضرت عیسیٰؑ کو باقی رکھنے اور انہیں زمین پر اتارنے کی کئی وجوہات ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ جب آسمان سے زمین پر آئیں گے تو پوری زمین پر اکثریت عیسائی مذہب کے پیروکار ہوں گے اور ہر طرف عیسائیت کی تبلیغ ہو رہی ہوگی جبکہ اسلام کی تبلیغ نہ ہونے کے برابر ہوگی اور ان قلیل مسلمانوں میں سے بھی صحیح العقیدہ بہت کم مسلمان ہونگے۔

جب عیسیٰؑ زمین پر تشریف لائیں گے تو تمام عیسائی اپنے نبی کی اطاعت میں آجائیں گے اور عیسیٰؑ جب اپنے تمام ماننے والوں کے ساتھ امام زمانہؑ کی خدمت میں پیش ہونگے تو امام زمانہؑ حضرت عیسیٰؑ کو نماز کی امامت کے لئے کہیں

گے لیکن حضرت عیسیٰؑ خود امام زمانہ کو نماز کی امامت کروانے پر اصرار کریں گے۔

امام زمانہؑ امامت کروائیں گے اور حضرت عیسیٰؑ ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ عیسائی جب اپنے نبیؑ کو امامؑ زمانہ کے پیچھے نماز پڑھتا دیکھیں گے تو اکثر عیسائی بھی امام کی امامت کے قائل ہو جائیں گے اور مسلمان ہو نگے بس اسی لئے حضرت عیسیٰؑ کو خدا نے باقی رکھا ہوا ہے کیونکہ عیسائی کی ایک بڑی تعداد صرف حضرت عیسیٰؑ کی وجہ سے مسلمان ہوگی اور امام کی رعایا بن کر رہے گی۔

سوال78: امام زمانہؑ کے پیچھے حضرت عیسیٰؑ کے نماز پڑھنے کی وجہ کیا ہے؟

جواب: ابوھریرہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول خداؐ نے فرمایا: ''تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا جب تمہارے درمیان عیسیٰؑ بن مریمؑ اور نزول کریں گے اور تمہارا امام (مہدیؑ) تم لوگوں کے درمیان ہوگا''۔

یہ حدیث متفق علیہ ہے اس حدیث پر سنی اور شیعہ دونوں کا اجماع ہے اس حدیث کی تو کوئی تاویل بھی ممکن نہیں ہے اس لئے کہ حضرت عیسیٰؑ ابن مریم خود امیر المسلمین کو نماز کے لئے آگے بڑھائیں گے اور اس وقت امیر المسلمین امام ہونگے اس لئے یہ تاویل بالکل باطل ہے جو یہ کہتا ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ (مہدیؑ) ''تمہارا امام تم میں سے ہوگا یعنی تمہاری کتاب کے ساتھ تم پر امامت کرے گا''۔

مئے بقا کے مسلسل وہ جام پیتے ہیں
اور اپنے دامن خواہش کے چاک سیتے ہیں
پڑھیں نماز کبھی اقتداء میں مہدیؑ کی
جناب عیسیٰؑ اسی آرزو میں جیتے ہیں

امامت کی شرائط: شریعت محمدیہؐ میں یہ ہے کہ امام ماموم سے افضل ہو۔ چنانچہ نبی اکرمؐ کا ارشاد ہے کہ ''قوم میں نماز کی امامت وہ کرے جس کی قرأت سب سے اچھی ہو اور اگر دو آدمی قرأت میں بالکل برابر ہوں تو یہ دیکھا جائے کہ ان دونوں میں علم کس کا زیادہ ہے اور اگر علم میں بھی دونوں برابر کے فقیہ ہوں تو یہ دیکھا جائے گا کہ ان دونوں میں زیادہ خوبصورت کون ہے''۔

اس حدیث کے پیش نظر اگر امام کو یہ علم ہوتا کہ عیسیٰؑ مجھ سے افضل ہیں تو خود ان کے لئے یہ جائز نہ تھا کہ انہیں آگے بڑھ کر نماز پڑھائیں اور اسی طرح اگر حضرت عیسیٰؑ کو معلوم ہو کہ میں امام مہدیؑ سے افضل ہوں تو ان کے لئے بھی یہ جائز نہ تھا کہ ان کے پیچھے نماز پڑھیں۔

لہذا جب یہ بات امام کے نزدیک محقق ہو گئی کہ ان کا علم عیسیٰؑ سے زیادہ ہے تو ان کے لئے یہ جائز ہوا کہ حضرت عیسیٰؑ پر اپنے کو مقدم کریں اور اسی طرح جب حضرت عیسیٰؑ کو یہ علم تھا کہ امام کا علم ان سے زیادہ ہے تو انہوں نے امام کو آگے بڑھایا اور خود ان کے پیچھے نماز پڑھی اگر ایسا نہ ہوتا تو نماز میں ان

کے لئے امام کی اقتداء جائز نہ تھی۔

سوال79: امام زمانہؑ ظہور کے بعد کسی کا انتقام لیں گے؟

جواب: حضرت امام جعفر صادقؑ کا قول ہے کہ ''جب حضرت امام حسینؑ درجہ شہادت پر فائز ہو گئے تو ملائکہ نے اللہ کی بارگاہ مین گڑگڑا کر فریاد کی پروردگار! یہ حسینؑ جو تیرا منتخب بندہ ہے تیرے نبی کا فرزند ہے اس کے ساتھ ایسا کیا گیا؟

تو اللہ نے امام قائمؑ کے نور کو کھڑا کیا اور فرمایا دیکھو! میں اس کے ذریعے سے حسینؑ پر ظلم کرنے والوں سے انتقام لوں گا۔

سوال80: امام زمانہؑ کے اصحاب کی صفات کیا ہیں؟

جواب: حضرت امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ ''ہمارے قائمؑ کے جو صحابی ہوں گے ان کے دل قوی لوہے کی تختیاں ہیں'' کیونکہ پتھر کے چوٹ لگنے پر ٹوٹ جانے کا خطرہ ہوتا ہے جبکہ لوہے کے تختے کبھی نہیں ٹوٹتے۔ آگے امام معصومؑ فرماتے ہیں کہ ''ہمارے قائمؑ کے اصحاب کی صفات میں سے ایک صفت ان کی یہ ہوگی کہ ان کے دلوں میں اللہ کی ذات کے بارے میں شک جا ہی نہیں سکتا بلکہ باہر سے آ کے سوئی کی نوک جتنی بھی آمیزش نہیں ہو سکتی۔ وہ ایسے طاقتور ہونگے کہ اگر وہ پہاڑوں پر حملہ کریں تو پہاڑوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکیں گے اور حملہ کے دوران جس شہر پر گریں گے اسے صفحہ ہستی سے نابود کر دیں گے۔ ان کی

نمازوں میں تسبیح و تہلیل کی آوازیں ایسی ہونگی جیسے شہد کے چھتے کی بھنبھناہٹ ہوتی ہے۔ ساری رات عبادتِ خدا کریں گے اور سارا دن گھوڑے کی زین پر بیٹھ کر دشمنوں کا شکار کریں گے۔ یعنی رات کو تارک الدنیا نظر آئیں گے اور دن میں شیر اور اتنے تابعدار ہونگے جیسے ایک غلام اپنے آقا کا ہوتا ہے۔ اپنی تو اُن کی کوئی خواہش نہ ہوگی بس اپنے سردار کی خوشنودی کے خواہش مند ہونگے اور اس کی رضا پر راضی ہونگے"۔

محترم قارئین یہ تو تھیں صحابی کی صفات تو مولا کی کیا ہونگی۔ یہ صحابی کی طاقت ہے کہ پہاڑوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکیں گے تو صاحب کی طاقت کیا ہوگی یہ رعیت کی طاقت ہے سلطان کی کیا ہوگی۔

سوال 81: امام زمانہؑ کون سے (۲۷) ستائیس افراد کو پشت کعبہ سے برآمد کریں گے اور کیوں برآمد کریں گے؟

جواب: امام زمانہؑ جن (۲۷) ستائیس افراد کو پشت کعبہ سے برآمد کریں گے ان میں پہلے شخص یوشیع بن نون جو حضرت عیسیٰؑ کے ولی تھے۔ دوسری ہستی جنہیں امام برآمد کریں گے، وہ ہیں مومن آل فرعون۔ تیسری شخصیت حضرت سلمان فارسیؑ۔ چوتھی ہستی ابو دجانہ انصاری جو صحابی رسولؐ تھے۔ پانچویں ہستی مالک اشتر جو علیؑ کی فوج کا سالار تھا۔ ۱۵ افراد قوم موسیٰؑ والے جن کے بارے میں خدا فرماتا ہے کہ موسیٰؑ کی ایک چھوٹی سی جماعت ہے جو حق کی ہدایت کرتی ہے اور

کرتی رہے گی اور سات اصحاب کہف جو کوہِ رقیم کی پہاڑیوں میں اللہ کے حکم پر سوئے ہوئے ہیں۔

ان ستائس افراد کو امام پشت کعبہ سے برآمد کریں گے۔ یہاں ایک بہت بڑی حقیقت یہ ہے دل ہلا دینے والا سچ ہے کہ مالک اشتر جو مولا علیؑ کی فوج کا جرنیل ہے وہ میرے امام کا ادنیٰ سپاہی ہے۔

حضرت سلمان فارسیؑ سے ایک صحابی نے پوچھا اے سلمان آپ کی زندگی بغیر آسائش کے گزر رہی ہے آپ اپنا کوئی چھوٹا سا جھونپڑا کیوں نہیں بنا لیتے جہاں آپ رات یا دن میں کچھ دیر آرام کر لیا کریں۔ سلمان فارسی فرماتے ہیں اے صحابی رسولؐ گھر یا جھونپڑا تو وہ بنائے جس نے آرام کرنا ہو میرے پاس تو آرام کرنے کا وقت ہی نہیں ہے اس لئے کہ سارا دن تو میں دو ناطق قرآنوں کے درمیان رہتا ہوں اور ساری رات در زہرا پر جھاڑو دینے میں گذر جاتی ہے۔

ایسے افراد امام کے سپاہی ہیں جن کی معرفت کا یہ عالم ہے اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ امام ان ۲۷ ہستیوں کو پشتِ کعبہ سے کیوں برآمد کریں گے بس یہیں سے میرے مولا کی وسعت اقتدار کا اندازہ لگاؤ کہ کوئی چین میں دفن ہوا۔ کوئی کوہِ رقیم کی گھاٹی میں دفن ہے جیسے اصحاب کہف۔ کوئی مدینہ میں دفن ہے کوئی مدائن میں کوئی صاحبین میں کوئی مصر میں سو رہا ہے اور کوئی شام میں ہے۔ یہ مختلف سمتوں میں بکھر بکھر کر دفن ہونے والے آج حجت خدا کے حکم سے کعبہ کی

پشت سے کیسے نکل رہے ہیں؟ سلمان مدائن میں دفن ہیں یوشع مدین میں ہے۔ اصحاب کہف کوہِ رقیم کی گھاٹی میں، مومن آلِ فرعون مصر میں، ابو دجانہء انصاری مدینے میں قومِ موسیٰ کے پندرہ آدمی ساجین میں ہیں لیکن میرے مولا امام زمانہ انہیں پشت کعبہ سے برآمد کریں گے کیوں اسلیئے کہ سینکڑوں سال پہلے علیؑ نے بصرہ کے منبر سے اعلان کیا تھا کہ اے بصرہ کے رہنے والوں مجھے پہچانو میں وہ علیؑ ہوں جو محشر کے دن مردوں کو قبروں سے اٹھا کر محشر میں لائے گا تو بصرہ والوں نے بھینسیں چرانے والوں نے، اونٹ چھپنے والوں نے علیؑ کا مذاق اُڑایا تھا اور آج علیؑ کا گیارھواں بیٹا بکھر کر دفن ہونے والوں کو پشت کعبہ سے برآمد کر کے اس قول کو سچ ثابت کر رہا ہے۔

سوال 82: امام زمانہؑ کی فوج کے کمانڈر اعلیٰ وزراء کون ہونگے؟
جواب: امامؑ کی فوج کے کمانڈر حضرت عیسیٰؑ ہونگے اور آپؑ کے وزراء میں حضرت شعیب بن صالحؑ، عقیلؑ، حارثؑ اصحاب کہف سلمان فارسی کے نام شامل ہیں۔

سوال 83: آپؑ کے جنگی ہتھیار کس قسم کے ہوں گے اور اس کے اثرات کیا ہونگے؟
جواب: امام کے جنگی ہتھیار بہت ترقی یافتہ ہونگے ان ہتھیاروں سے پہاڑ بھی ریزہ ریزہ ہو جائیں گے۔ آپؑ عصائے موسیٰؑ کو ساتھ لائیں گے جو دشمن کے تمام ترقی یافتہ اسلحوں کا مقابلہ کرے گا۔ امامؑ کے ہتھیاروں کے استعمال سے

شہروں کی دیواریں گر کر سفوف کی شکل میں بدل جائیں گی۔

امامؑ کے ہتھیاروں کے بارے میں ایک قول اور بھی ملتا ہے کہ امامؑ کے ظہور کے فوراً بعد تمام جدید ہتھیار جام ہو جائیں گے اور پھر ایک مرتبہ تلوار سے لڑائی ہوگی اور امامؑ کا ہتھیار بھی تلواریں ہونگی۔

سوال84: امام زمانہؑ کے ۳۱۳ مخصوص اصحاب میں خواتین کی تعداد کتنی ہے؟

جواب: امام کے مخصوص اصحاب میں چھ خواتین شامل ہوں گی جن کے نام یہ ہیں رشید ہجری کی بیٹی قنوا، ام ایمن، حبابہ والبیہ، عمار یاسر کی ماں سمیہ صیانہ خاتون اور ام خالد۔

سوال85: امامؑ کے ظہور کے وقت کیا سورج مغرب سے طلوع ہوگا؟

جواب: روایت کے مطابق امامؑ کے ظہور پر نور کے وقت سورج مغرب سے طلوع ہوگا۔ اس روایت کی روشنی میں بعض بزرگ علماء نے روایت کے ظاہری الفاظ کا سہارا لیتے ہوئے کہا ہے کہ سورج کی گردش کا نظام بدل جائے گا۔

البتہ کتاب ''کفایۃ الموحدین'' میں روایت کو اس طرح ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت علیؑ نے علاماتِ ظہور امامؑ کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ پھر سورج مغرب سے طلوع ہوگا یعنی مہدیؑ مکہ سے ظہور کریں گے۔ مکہ عراق کے جنوب مغرب میں واقع ہے اور امام کی عظمت اور بلند درجے کے سبب آپ کو سورج کا

لقب دیا گیا ہے کہ حقیقی آفتاب تو آپؑ کی ذات ہے یعنی آپؑ مکہ سے جو مغرب میں واقع ہے طلوع کریں گے۔

سوال 86: امام کے صرف ۳۱۳ جاں نثار ہوں گے؟

جواب: امام جعفر صادقؑ کا فرمان ہے کہ یہ ۳۱۳ جاں نثار پہلی بیعت کے افراد ہیں اور امام کی مرکزی حکومت کے کردار۔ یہ ۳۱۳ افراد امام کی بیعت محرم کی دس تاریخ کو کعبہ کی دیوار کے سائے میں کریں گے۔

سوال 87: امام کی سلطنت کریم کا دارالخلافہ کون سا شہر ہوگا؟

جواب: امام کی حکومت کا دارالخلافہ شہر کوفہ ہوگا۔

سوال 88: قسطنطنیہ کون فتح کرے گا؟

جواب: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ "قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک میرے اہلبیتؑ میں سے ایک مرد حکومت نہ کر لے اور اسی کے ہاتھوں قسطنطنیہ فتح ہوگا اور اگر دنیا کی عمر کا صرف ایک دن باقی رہ جائے گا تو اللہ اس کو اتنا طویل کر دے گا کہ وہ اس میں قسطنطنیہ کو فتح کر لے۔

اس حدیث سے ثابت یہ ہوا کہ امام زمانہؑ ہی قسطنطنیہ کو فتح کریں گے۔

سوال 89: کیا امام زمانہؑ مسجدوں کے مینار گرا دیں گے؟

جواب: امام حسن عسکریؑ نے فرمایا "کہ کسی نبی یا وصی نے مسجد کے لئے مینار نہیں

بنایا یہ بعد کی تاویلات ہیں اس لئے امام انہیں گرائیں گے''۔

کسی نبی یا وصی نے مسجد کا مینار بنانے کا حکم نہیں دیا مسجد کا مینار بنانا حرام تو نہیں ہے لیکن پیسوں کا ضیاع ضرور ہے۔ مینار کی تعمیر کی بجائے ان مقامات پر وہ روپیہ خرچ کیا جائے جہاں سرے سے کوئی مسجد ہی نہیں ہے۔

سوال90: کیا امام زمانہؑ کعبہ کو گرا دیں گے؟

جواب: امام زمانہؑ کعبہ کو اس لئے گرائیں گے کہ اس وقت یہ اپنے اصل حدود اور مقام سے بڑھایا گیا ہوگا اور امامؑ کعبہ کو ازسرِ نو اپنے اصل مقام اور حدود پر تعمیر کریں گے۔

اکثر امامؑ کو کعبہ گراتے دیکھ کر باغی ہو جائیں گے اور مارے جائیں گے یہ وہ ہیں کہ جن کے ایمان متزلزل ہوں گے اس وقت ان کا ایمان بھی آشکار ہو جائے گا۔

سوال91: امام زمانہؑ کے ظہور اور بعد کے واقعات کیا ہونگے؟

جواب: جب حضرت حجت علیہ السلام کے ظہور پر نور کا وقت آئے گا تو حسب روایات حضرتؑ کے اسم مبارک کے ساتھ ندائے آسمانی بلند ہوگی جس سے تمام عالم متنبہ ہو جائے گا ہر شخص اپنی اپنی زبان میں اس آواز کو سنے گا سوتے ہوئے لوگ اٹھ بیٹھیں گے بیٹھے ہوئے آدمی کھڑے ہو جائیں گے کھڑے ہونے والے

بیٹھ جائیں گے، حضرت مکہ معظمہ میں ظاہر ہوں گے حضرت کے اعضاء و جوارح پر بوڑھاپے کے آثار مطلق نمایاں نہ ہوں گے بلکہ تیس چالیس سالہ جوان کی شکل ہوگی، سر پر سفید ابر کا سایہ ہوگا اور ذوالفقار حیدری کمر میں ہوگی۔ علاوہ پیغمبر اسلام کی اس زرہ کے جو ہر امامؑ کے جسم پر پوری اتری ہے اور امامت کی علامت بنی رہی ہے دوسری زرہ بھی حضرت کے مبارک قد پر ٹھیک ہوگی۔ رسولؐ اللہ کا وہ علم حضرتؑ کے ساتھ ہوگا جو سوائے جنگ بدر اور جنگ جمل کے کہیں نہیں لہرایا گیا مکہ سے واپسی کے بعد دارالسلطنت کوفہ ہوگا جو سال بھی ہو کسی طاق سال میں محرم کی دسویں تاریخ روز جمعہ حضرتؑ کھڑے ہوں گے۔ حضرت عیسیٰ کا نزول ہوگا وہ حضرت کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ حضرت کے تین سو تیرہ اصحاب بتعداد اصحاب بدر جمع ہو جائیں گے خدا کی شان یہ صاحبان اپنے اپنے دور دراز مقامات سے رات کو چلیں گے اور صبح مکہ میں ہوں گے تلواریں حمائل کئے ہوں گے جن پر کلمہ طیبہ لکھا ہوگا بروایت مقدس اردبیلی قدس اللہ سرہ ان تین سو تیرہ ابتدائی با اخلاص حضرات میں سے چار پیغمبر حضرت عیسیٰ حضرت ادریسؑ، حضرت خضرؑ، حضرت الیاسؑ ہوں گے چار صاحبان اولاد امام حسنؑ سے بارہ اولاد امام حسینؑ سے چار اولاد حضرت عقیل سے چار بنی تمیم سے تین بنی عروہ سے تین بنی حیہ سے دو بنی اسد سے چار نفر مکہ سے چار بیت المقدس سے چار خراسان سے چار کرمان سے چار جرجان سے چار نیشاپور سے چار واسطہ سے چار رے سے

پانچ کو پہائیہ رئے سے چار مصر سے چار خوار سے چار کوس سے تین آذربائیجان سے تین دامغان سے تین موالیہ سے تین مروہ سے تین غزنین سے تین ماوراء انہر سے تین حبش سے تین حلب سے سات طوس سے سات شیراز سے سات بغداد سے سات بصرہ سے چھ نواحی بصرہ سے سات کوہستان سے بارہ یمن سے بارہ شام سے بارہ سبز وار سے بارہ قُم سے بارہ کوفہ سے دو طبرستان سے ایک اصفہان سے ایک مکران سے پانچ ہندوستان سے ہوں گے جس کا ایک حصہ اب پاکستان کے نام سے موسوم ہے خداوند عالم ان سب کو بیک وقت ایک جگہ جمع فرمایا ان اللہ علی کل شیئ قدیر ۵ پ ۲ ع ۲۔

احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت حجت علیہ السلام کے خروج کے بعد ظلم و جور سے بھری ہوئی زمین عدل و داد سے پر ہو جائے گی۔ تمام خزانے اور دفینے خود بخود زمین سے بارانِ رحمت و برکات کا نزول ہوگا۔ زمین سے پیداوار کی کثرت ہوگی اور ایسی سرسبزی و شادابی کہ اگر کوئی عورت بھی پا پیادہ عراق سے شام تک کا سفر کرے تو اس کا ہر قدم سبزے پر پڑے گا۔ ساری زمین کفر و شرک سے پاک ہوگی۔ درختوں کے پھل دگنے ہو جائیں گے وحشی جانور آدمیوں میں پھرتے نظر آئیں گے نہ ان کو ان سے وحشت ہوگی نہ انہیں ان سے اذیت ہوگی، باہم حیوانات کی عداوت اٹھ جائے گی بکری بھیڑیا گائے اور شیر ایک گھاٹ میں پانی پئیں گے ہر حیوان دوسرے حیوان سے محفوظ رہے گا دریاؤں میں مچھلیاں

آشیانوں میں پرندے اپنے انڈوں بچوں سے بے پرواہ ہوں گے' زہریلے جانوروں کے زہر زائل ہو جائیں گے' ایسا امن و امان ہو گا کہ کسی کو کسی سے ضرر نہ پہنچے گا ہر طرح خیر کا وجود ہوگا اور شر بالکل مفقود ہو جائے گا لوگوں میں علم و حکمت کی کثرت ہوگی' اخلاص و یقین زہد و تقویٰ صداقت و عبادت عادت بن جائیں گے بغض و حسد کینہ و عداوت طبیعتوں سے دور ہو جائیں گے مساوات کا دور ہوگا' برتری کا دعویٰ نہ رہے گا بڑوں کی چھوٹوں پر مرحمت ہوگی چھوٹے بڑوں کا احترام کریں گے نماز وقت پر پڑھی جائے گی زکوٰۃ وقت پر ادا ہوگی حضرتؑ کے اعوان انصار میں ہر ایک کی قوت چالیس آدمیوں کے برابر ہوگی ان کے دل لوہے کی طرح مضبوط ہوں گے وہ جسمانی آفت و بلا سے محفوظ رہیں گے۔ حضرتؑ کے اصحاب میں خلافِ عادت ایسی قوت بصارت و سماعت ہوگی کہ بغیر کسی آلہ کے مشرق سے مغرب میں مغرب سے مشرق میں بھائی بھائی کو دیکھے گا میلوں کی مسافت سے گفتگو کر سکیں گے۔ ان صاحبان کی عمریں طویل ہوں گی۔ حضرتؑ کے لشکر میں آدمیوں کی کثیر تعداد کے علاوہ ملائکہ و جن کا لشکر بھی ہوگا جملہ امور میں علم امامت سے احکام جاری ہوں گے۔ کسی معاملہ میں گواہوں کی ضرورت نہ ہوگی تعلیم قرآن اس ترتیب سے ہوگی جس طرح وہ نازل ہوا تھا اس میں مدنی سورے مکی سوروں سے اول نہ ہوں گے مکی آیات مدنی آیتوں میں مخلوط نہ ہوں گے اس وقت علم شریعت کی یہ صورت ہوگی کہ گھروں میں عورتیں خدا کی

کتاب اور سنت رسولؐ کے مطابق احکام جاری کریں گی حضرتؑ کی سلطنت زمانہ رجعت تک رہے گی اور مدت کا خداوند عالم ہی خوب عالم ہے اگرچہ اس کی خبر دی گئی ہے مگر روایات میں اختلاف ہے اور بظاہر یہ اختلافات مختلف تعبیرات کی بناء پر ہیں کسی میں ہمارے اس زمانے کے حساب سے مقدار بیان کی گئی ہے کسی میں اس زمانہ کے شب و روز کا حساب ہے کہیں ایک حیثیت کا لحاظ ہے کہیں دوسری حیثیت ملحوظ ہے کیونکہ موجودہ زمانہ سے وہ زمانہ سے وہ آئندہ زمانہ ایسا مختلف ہوگا کہ اس وقت کا ایک دن اس وقت کے دس دنوں کے برابر ہوگا اس بنا پر ستر برس بھی بیان کئے گئے ہیں اور سات سال کا بھی ذکر ہے اس کے علاوہ دیگر حیثیتوں سے بھی تذکرے ہیں حضرتؑ کا ظہور تو قرب قیامت کی علامت ہے اس لئے قیامت کے قریب رات دن کے اس تغیر و تبدّل پر تعجب نہ ہونا چاہیے قرآن میں روزِ قیامت کی مقدار ہزار برس کے بیان ہوئی ہے جس میں آسمان و زمین کے خالق آفتاب و ماہتاب کے پیدا کرنے والے دن کو دن رات کو رات بنانے والے کے لئے زمانہ کی رفتار میں تبدیلی ہر طرح ممکن ہے شق القمر کا معجزہ ہو چکا ہے سورج غروب ہو کر پلٹ چکا ہے روز قیامت تو صورت فلکیہ و ارضیہ ایسی بدلے گی کہ ذمین اور ہوگی آسمان اور ہوگا رات اور ہوگی دن اور ہوگا۔ یوم تبدل الارض غیر الارض والسموت وبرذو للہ الواحد القھار ۵ پ ۱۳ ع ۱۹۔

سوال92: امام زمانہؑ جن مسجدوں کو گرائیں گے ان کے نام بتائیں انہیں کیوں گرایا جائے گا؟

جواب: امام زمانہؑ اپنے ظہور کے بعد جن مسجدوں کو گرائیں گے ان کے نام یہ ہیں مسجد رشعت، مسجد جریر، مسجد سحاک اور مسجد بشث بن ربعی۔ ان چاروں مسجدوں کو امام اس لئے گرائیں گے کہ یہ تمام مسجدیں کوفہ میں امام حسین کی شہادت کی خوشی میں بنی امیہ نے بنوائی تھیں۔

سوال93: امام زمانہؑ کن مذاہب اور مکاتب کو قانونی حیثیت دیں گے؟

جواب: امام زمانہؑ کے دورِ حکومت میں محمدؐ و آلِ محمدؐ کا مکتب فکر اہلِ تشیع ہی باقی رہے گا باقی سب مٹ جائیں گے۔

سوال94: امام زمانہؑ کی حکومت کی مدت کتنی ہوگی؟

جواب: امام کی حکومت کی مدت کے بارے میں مختلف روایت پائی جاتی ہیں جن میں 40 سال سے 309 سال تک کی مدت کا ذکر ملتا ہے یعنی امامؑ کی مدت حکومت کم سے کم 40 سال اور زیادہ سے زیادہ 309 سال تک ہوگی۔

سوال95: امامؑ کے ظہور کے بعد سب سے پہلے اُن کی بیعت کون کرے گا؟

جواب: سب سے پہلے جبریلؑ امین امام کی بیعت کریں گے۔

سوال96: دعائے ندبہ کی روشنی میں ظلم کرنے الے کہاں چھپ جائیں گے؟

جواب: امامِ زمانہؑ ظلم کرنے والوں کو چھپنے اور فرار ہونے نہیں دیں گے بلکہ ان کا مکمل خاتمہ کر دیا جائے گا۔

سوال97: امام زمانہؑ کے ظہور کی علامات کون سی ہیں؟

جواب: امام زمانہؑ کے ظہور کی سینکڑوں غیر قطعی اور قطعی علامت ہیں۔ جن میں سے چند یہ ہیں کہ حکمران تاجر وزراء کھوٹے اور قاریان قرآن فاسق ہو جائیں گے' دین فروشی' اخلاقی بے راہ روی' قطع رحمی اور بدامنی عام ہوگی۔ خون انسانی' ارزاں ہوگا سود کو جائز سمجھا جائے گا۔ ملک شام سے ایک سفیانی' یمن سے ایک یمنی اور مشرق سے ایک خراسانی خروج کرے گا۔ رکن و مقام کے درمیان نفس ذکیہ قتل ہو جائیں گے اور آسماں سے یہ ندا آئے گی کہ حق آلِ محمدؐ کے ساتھ ہے۔ ان علامات میں سے کچھ ظاہر ہو چکی ہیں اور کچھ ظاہر ہونا باقی ہے۔

سوال98: امام زمانہؑ کے ظہور کے بعد علوم کی ترقی کس حد تک ہوگی؟

جواب: امام زمانہؑ کے ظہور کے بعد تمام ممکنہ علوم اپنے عروج پر ہوں گے۔ اس سلسلے میں امام جعفر صادقؑ کی ایک حدیث ہے کہ جس میں آپؑ فرماتے ہیں کہ ''سارے علومِ انسانی' 27 حروف پر مشتمل ہیں۔ ابتدائے بشریت سے انقلاب مہدیؑ تک دو حروف ظاہر ہو چکے ہونگے اور انقلاب مہدیؑ کے فوراً بعد باقی 25

حروف بھی ظاہر ہوں گے"۔ اس حدیث سے قارئین اندازہ کریں کہ آج تک جتنی ترقی ہوئی وہ دو حروف تک ہے اور آئندہ جب تک امامؑ کا ظہور نہیں ہوتا جتنی بھی ترقی ہوئی وہ دو حریف تک ہوگی اور بعد ظہور جب باقی 25 حرفوں تک بات آئے گی تو کتنا ترقی یافتہ وہ دور ہوگا۔

سوال99: رجعت کیا ہے؟ کیا باقی آئمہؑ پھر زندہ ہوں گے؟

جواب: حضرت حجت علیہ السلام کے ظہور پر نور کے بعد حضرت معصومین علیہم السلام پھر دنیا میں تشریف لائیں گے بلکہ ہر طبقہ سے بہترین خالص نیک کردار اور بدکار قیامت سے قبل زندہ کئے جائیں گے تاکہ خدا اور رسولؐ و اہلبیتؑ رسول کے سچے دوست اور پکے دشمن ثواب و عذاب آخرت سے پہلے اپنے اپنے اعمال کا کچھ نتیجہ دنیا میں دیکھ لیں اسی واپسی اور دوبارہ دنیا میں آنے کا نام رجعت ہے جس پر ایمان لانا ضروریاتِ دین میں سے ہے" تین روز ایام اللہ ہیں ایک یوم قیام قائم دوسرا یوم رجعت تیسرا یوم قیامت ان سب کی تہہ دل سے تصدیق اور زبان سے اقرار ہر مومن کے لئے لازم ہے زیارت وارث میں جس کو مومنین معمولاً پڑھا کرتے ہیں اسی کی شہادت کے متعلق یہ الفاظ ہیں واشھدالله و ملائکته انبیاء ورسله انی بکم مؤمن وبایابکم موقن۔ یعنی خدا کو اور اس کے ملائکہ کو اور اس کے انبیاءؑ اور اس کے رسولوں کو گواہ کرتا ہوں کہ آپ سب حضرات پر میرا ایمان ہے اور آپ کی رجعت کا یقین رکھتا ہوں۔ رسول خداﷺ

و امیر المومنین علیہ السلام و سید الشہداء صلوات اللہ علیہ کی رجعت مواترات سے ہے سیدۂ عالم و دیگر آئمہ علیہم السلام کی تشریف آوری بھی روایات صحیحہ میں ہے۔ اس آخر زمانہ میں یہی حضرات روئے زمین کے مالک و حاکم ہوں گے اگر سب حضرات بیک وقت جمع ہو جائیں تو ایک بزرگوار کی حکومت سب کی حکومت ہوگی نماز میں جس کو آگے بڑھائیں وہی مقدم رہیگا البتہ رسولؐ خدا اور امیر المومنینؑ سے کوئی مقدم نہیں ہو سکتا۔

زمانہ رجعت میں واپس آنے والوں کی تھوڑی سی تعداد ہوگی جو قیامت صغریٰ ہے لیکن قیامت کبریٰ میں سارا عالم زندہ کیا جائے گا اور کوئی باقی نہ رہے گا۔ رجعت میں سب مظلومین و ظالمین اور مقتولین واپس آئیں گے جس ظالم نے جیسا ظلم کیا ہو گا ویسا ہی بدلا لیا جائے گا اور عذاب آخرت اس کے علاوہ ہے ''مومنین کی رحلتیں ہوں گی جس کے بعد قیامت کے دن اٹھائے جائیں گے اور دشمنانِ دین مجروح ہوں گے مرتے رہیں گے پھر روز قیامت پیشی ہوگی زمانہ رجعت میں ہزار ہا ملائکہ و جن کا لشکر ہوگا تمام شیاطین کی جماعت بھی ہوگی ابلیس مع اپنے ساتھیوں کے آئے گا ان شیطانوں سے ایسا معرکہ جدال و قتال ہوگا کہ اول روز خلقت سے کبھی پیش نہیں آیا نتیجہ میں ابلیس اور اس کے جملہ تابعین ہلاک ہوں گے''۔

سب سے اول جناب سید الشہداءؑ کی رجعت ہو گی جملہ شہداء کربلا

ساتھ ہوں گے بلکہ بارہ ہزار مومنین کی جماعت ہمراہ ہوگی قاتلان سید الشہدا سب کے سب زندہ کیئے جائیں گے بارھویں امام علیہ السلام اپنے جد بزرگوار اور ان کے اعوان و انصار کے خون کا انتقام لیں گے اور اپنے ہاتھ سے ان ظالموں کو قتل کریں گے۔ پھر امیر المومنین علیہ السلام تشریف لائیں گے حضرت کی سب اولاد جمع ہوگی بعد ازاں جناب رسول خداصلی اللہ علیہ وسلم مع شہداء مہاجرین و انصار ظہور فرمائیں گے وہ لوگ بھی حاضر کیئے جائیں گے جنہوں نے حضرت کی تکذیب اور حضرت کے احکام و ہدایات سے روگردانی کی تھی اسی طرح سیدہؑ عالم اور باقی آئمہ طاہرینؑ کی واپسی ہوگی ان حضرات پر ظلم کرنے والے بھی ہوں گے اور یہ حضرات اپنی اپنی مصیبتیں بارگاہِ رسالت میں بیان فرمائیں گے ان حضرات کی تشریف آوری کا منظر بڑا قیامت خیز ہوگا' امیر المومنین علیہ السلام سیدہؑ عالم صلوات اللہ علیہا امام حسن علیہ السلام کی شہادت کی شکایات کے بعد جنات سید الشہدا اپنے مصائب بیان کریں گے جس پر نانا اپنے نواسے کو گلے لگا کر اس طرح روئیں گے کہ تمام اہلِ زمین و آسمان میں کہرام ہو جائے گا۔ سیدہؑ عالم کا گریہ ایسا درد ناک ہوگا کہ زمین متزلزل ہو جائے گی جب بارھویں امام علیہ السلام شہادت پائیں گے تو جناب سید الشہداء غسل دیں گے حنوط فرمائیں گے کفن پہنائیں گے نماز پڑھیں گے دفن کریں گے جناب سید الشہداؑ کی مملکت اتنے بڑے زمانہ تک رہے گی اور اتنی عمر ہوگی کہ حضرت کی ابروئے مبارک

آنکھوں پر آجائیں گی اسی طرح امیرالمومنین علیہ السلام کی سلطنت بہت طویل مدت تک رہے گی تمام انبیاء و مرسلینؑ آئیں گے اور دشمنانِ دین کے قتل میں امیرالمومنینؑ کے ساتھ شریک ہوں گے رجعت کا زمانہ اور اس میں کسی نہ کسی حجت خدا کا وجود اور خدا والوں کی حکومت مخلوق کی ہدایت کا سلسلہ قیامت کبریٰ تک جاری رہے گا جو بظاہر سینکڑوں برس کا زمانہ ہے اصل حقیقت کو خدا ہی خوب جانتا ہے۔

رجعت کے بارے میں تقریباً دو سو حدیثیں پچاس سے زیادہ علماً اعلام نے اپنی اپنی کتابوں میں نقل فرمائی ہیں اور تمام میں اس مسئلہ کا چرچا رہا ہے مذاکرات و مباحثات ہوتے رہے ہیں قرآن نے بتا دیا ہے کہ یوم رجعت اور ہے اور یومِ قیامت اور ہے۔ چودھویں پارے کے تیسرے رکوع میں اور تیئسویں پارے کے چودھویں رکوع میں یہ آیات ہیں۔ قال رب فانظرنی الی یوم یبعثون٥ قال فانک من المنظرین٥ الی یوم الوقت المعلوم٥ یعنی ابلیس نے کہا اے میرے پروردگار مجھ کو اس دن تک کی مہلت عطا فرما کہ جب سب لوگ اٹھائے جائیں گے خداوند عالم نے فرمایا کہ تجھے مقررہ وقت کے دن تک مہلت دی گئی ان آیتوں سے صاف ظاہر ہے کہ جب خداوند عالم نے ابلیس کو حکم دیا تھا کہ تو جنت سے نکل جا تو مردود ہے اور تجھ پر روز جزا تک لعنت ہوتی رہے گی تو اس نے یوم قیامت تک کے لئے خدا سے مہلت چاہی تھی مگر اس کی یہ درخواست منظور نہیں ہوئی اور روزِ قیامت تک کی مہلت نہیں دی گئی بلکہ یوم

وقت معلوم تک مہلت ملی ہے اور یہی یوم رجعت ہے اگر قیامت کے دن تک کی مہلت ہوتی تو صرف اتنا ارشاد الٰہی کافی تھا کہ اچھا منظور ہے لیکن ایسا نہیں ہوا بلکہ اس کی درخواست پر یہ حکم ہوا کہ خاص معین وقت تک مہلت دی جاتی ہے جو قیامت کے علاوہ ہے اور اسی کو احادیث میں یومِ رجعت سے تعبیر کیا گیا ہے۔
مزید برآں یہ امر کہ ابلیس کو جس وقت تک مہلت دی گئی ہے وہ رجعت ہی کا وقت ہے اس کی یہ دلیل بھی بہت واضح ہے کہ جب یہ بات سب کو تسلیم ہے کہ روز قیامت سے قبل اور مہدیؑ موعود کے ظہور کے بعد تمام روئے زمین پر ہر طرف حق ہی حق ہو گا باطل کا نام و نشان باقی نہ رہے گا تو شیطان کو اغوا شرک وغیرہ بندوں کو بہکانے کی ساری کارستانیاں ختم ہو جائیں گی شیطان و شیطنیت کا خاتمہ ہو گا اور آنحالیکہ رجعت کا زمانہ مہدیؑ موعود کے ظہور ہی کا سلسلہ ہے اس لئے یہ صورت و حقیقت اس کا زبردست ثبوت ہے کہ آیہ مذکورہ میں جس وقتِ معلوم تک ابلیس کو ڈھیل دی گئی ہے وہ روز جزا اور قیامت کا دن نہیں ہے بلکہ وہ وقت رجعت ہے جس میں وہ ہلاک ہو گا بیسویں پارے کے تیسرے رکوع میں ارشاد الٰہی ہے **ویوم نحشر من کل امة فوجا ممن یکذب بایتنا فھم یوزعون ۵** یعنی اس دن کو یاد کرو جب ہم ہر امت میں سے ایک ایسے گروہ کو جمع کریں گے جو ہماری آیتوں کو جھٹلایا کرتے تھے پھر وہ ترتیب سے کر دیئے جائیں گے۔ چونکہ اس آیت میں ہر امت سے ایک ایک گروہ زندہ کرنے کی

خصوصیت ہے اس لئے یہ دن قیامت کا روز تو نہیں ہو سکتا کیونکہ قیامت میں تو سب کے سب زندہ کئے جائیں گے اور کوئی باقی نہ رہے گا جیسا کہ پندرھویں پارے کے اٹھارھویں رکوع میں فرمایا ہے وحشرنهم فلم نغادر منهم احدا۔ یعنی ہم سب کو اس روز جمع کریں گے پس ان میں سے کسی ایک کو نہ چھوڑیں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس دن کل لوگ زندہ کئے جائیں گے وہ دن اور ہے اور جس میں بعض لوگ زندہ ہوں گے یہ دن اور ہے اور یہی یومِ رجعت ہے۔

پیغمبر اسلام کا فرمان ہے کہ اس امت میں وہ سب باتیں ہوں گی جو گذشتہ امتوں میں ہوتی رہی ہیں۔ قرآن میں احادیث میں پچھلی امتوں کے بہت سے واقعات بیان ہوئے ہیں جو مثل رجعت کے ہیں حضرت حزقیل کا گزر ہڈیوں کے ایک ڈھیر کی طرف ہوا جو عرصہ دراز سے پڑی ہوئی تھیں اور ان لوگوں کی تھیں جو ہزاروں کی تعداد میں طاعون کے خوف سے بھاگے تھے اور ایک آواز غیبی پیدا ہوئی تھی جس سے سب ہلاک ہو گئے تھے حضرت حزقیلؑ نے دعا کی حکم ہوا کہ چلو میں پانی لے کر ان پر چھڑکو حضرت پانی چھڑک رہے تھے اور مردے زندہ ہوتے چلے جاتے تھے یہ واقعہ نو روز کے دن کا تھا۔ حضرت موسےؑ ستر آدمیوں کا انتخاب کر کے کوہ طور پر لے گئے ان سب پر بجلی گری اور ہلاک ہو گئے پھر حضرت کی دعا سے زندہ ہوئے مدت تک زندہ رہے نکاح ہوئے اولاد ہوئی اور پھر اپنی موت سے مرے۔ حضرت عیسےٰؑ کے کتنے معجزے ہیں کہ بحکم الٰہی مردے زندہ کئے جاتے تھے

پھر وہ ایک زمانہ تک زندہ رہتے تھے۔ یا اصحاب کہف تین سو نو برس تک نماز میں سوتے رہے گویا کہ مردہ پڑے رہے پھر اٹھائے گئے پھر سو رہے اس طرح کہ دیکھا جائے تو یہ سمجھ میں آئے کہ جاگ رہے ہیں پیغمبرؐ اسلام کے زمانہ میں جائے اور پھر سو گئے اور اب اس وقت جاگیں گے جب حضرت حجت علیہ السلام کا ظہور ہوگا حضرت عزیز سو برس تک مردہ رہے جب اہل و عیال سے جدا ہوئے تھے تو پچاس سال کا سن تھا بیوی حاملہ تھیں لڑکا پیدا ہوا جب زندہ ہو کر آئے تو خود پچاس سال کے تھے اور بیٹا سو سال کا۔ ذوالقرنین ایک دفعہ پانچ سو برس مردہ رہے پھر زندہ ہو کر آئے اور ساری دنیا کے بادشاہ ہوئے۔ حضرت برجیس پیغمبر چار دفعہ قتل کئے گئے بادشاہ کے حکم سے ان کے سر میں آہنی میخیں ٹھوکی گئیں پارہ پارہ کر کے کنوئیں میں ڈال دیا میکائیل نے آواز دی صحیح سالم باہر آگئے پھر آگ میں جلائے گئے راکھ ہو گئی اور بقدرت خدا زندہ ہوئے پھر ان کے دو ٹکڑے کر کے دیگ میں پکایا لیکن اٹھ کھڑے ہوئے ہر مرتبہ زندہ ہو کر تبلیغ رسالت کی پھر قتل ہوئے بالآخر ظالموں پر عذاب آ گیا بنی اسرائیل میں ایک جوان بے قصور قتل کر دیا گیا قاتل کا پتہ نہ لگتا تھا حکم الٰہی ہوا کہ ایک گائے ذبح کر کے اس کا کوئی ٹکڑا لاش پر مارو یہ زندہ ہو کر اپنے قاتل کا نام بتا دے گا چنانچہ یہی ہوا اور مقتول زندہ ہونے کے بعد ایک سو تین سال زندہ رہا یہ سب رجعت کی واضح مثالیں ہیں اور دنیا کے اندر جو تکلیف کا گھر ہے ایک بار سے زیادہ مرنے جینے کے واقعات ہیں۔ رجعت میں بھی کچھ لوگوں کے لئے

زندگی اور موت ہے۔ روز قیامت بارگاہ الٰہی میں کفار یہ شکایت کریں گے کہ اے ہمارے پروردگار تو نے ہم کو دو مرتبہ مارا اور دو مرتبہ زندہ کیا اب ہمیں اپنے گناہوں کا اقرار ہے تو کیا اسوقت یہاں سے نکلنے کا بھی کوئی راستہ ہے۔

سوال **100**: کیا امام زمانہؑ بھی شہید کر دیئے جائیں گے؟

جواب: جی ہاں روایات میں ملتا ہے کہ امام زمانہؑ کو شہید کر دیا جائے گا۔ قاتل ایک شقی القلب شخص ہو گا۔ پس جیسے ہی امام زمانہؑ کی شہادت واقعہ ہوگی اسی وقت قیامت آ جائے گی اور خدا میدان محشر میں تمام انسانوں کو زندہ کر کے حاضر کرے گا اور حساب و کتاب ہو گا یعنی میزان لگے گا۔

محمدؐ و آلِ محمدؐ کو صحیح معنوں میں ماننے والے اور ان کی صحیح معرفت رکھنے والے جنت میں ہونگے اور دشمنِ محمدؐ و آلِ محمدؐ کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔

امامؑ زمانہ کی شہادت کے فوراً بعد قیامت برپا اس لئے ہوگی کہ جہاں پر امامت ختم ہو وہاں قیامت ہے۔ اصولِ دین میں چوتھا اصولِ دین امامت اور پانچواں قیامت ہے۔ پس جب امامت ختم ہوگی یعنی بارہویں اور آخری امام محمد مہدیؑ شہید ہوں گے اسی وقتِ قیامت آجائے گی۔

(واللہ اعلم)

فریاد بارگاہِ امام آخرالزمانؑ

پردے سے نکل کر زمیں کے چمن کو
مقدس بدن کا لمس تو عطا کر

گھنا سایہ میٹھا ثمر دلنشین ہے
تو دہلیز کے پھول پھل تو عطا کر

سجا دیں گے تارے تیری راہ میں چن کر
اے دستِ خدا دستِ راست تو عطا کر

تجھے تو خبر ہے یہ دل پھول سے ہیں
تو خوشبو ہے پھولوں کے من میں سما جا
یہ جیون کا ساغر چھلکنے سے پہلے تو آجا تو آجا

جوابِ امامؑ زمانہ

مجھے تو پکارا کیا خود کو سنوارا
میرے چاہنے والوں سے مجھ کو گلہ ہے
عجب یہ غضب ہے میری بھی طلب ہے
لب پہ ہے قرآن نہ دل میں ولا ہے
نمازوں سے لیکر تا نہی عن المنکر
میری قربتوں کا یہی سلسلہ ہے
بنا ہے جو حلی خمینی حُسینی
میں اُن سے ملا ہوں وہ مجھ سے ملے ہیں
نظر میں حیا ہو جگر میں وفا ہو
گر ہو یہ دُعا تو پھر میں تو یہ ہوں
ذہن پارسا ہو یاد خدا ہو
تو پھر میں تو یہ ہوں تو پھر میں تو یہ ہوں

اس کتاب کے سلسلے میں جن کتابوں سے مدد لی گئی

کتاب	مصنف
1- قرآن مجید	
2- نہج البلاغہ	
3- کمال الدین و تمام النعمۃ	شیخ صدوق
4- الغیبۃ	شیخ طوسی
5- المہدی	صدرالدین صدر
6- کرامت المہدی	مسجد جمکران کی انجمنِ تحقیق
7- یاد مہدی	محمد خادمی شیرازی
8- تفسیر مجمع البیان	طبرسی
9- من لا یحضرہ الفقیہ	شیخ صدوق
10- الامام المہدی	محمد کاظم قزوینی
11- صحیح بخاری	محمد بن اسماعیل بخاری
12- مسند احمد بن حنبل	امام احمد بن حنبل
13- ملاقات امام	السید محمد قبلہ مجتہد امروہوی
14- بحار الانوار	علامہ مجلسی

ادارہ شاہِ خراسان کی فخریہ پیشکش

محافظئہ عصمت انبیاءؑ (حضرت زینبؑ)

سیرت حضرت زینبؑ پر ایک جامع کتاب

سفر اہلبیتؑ کا نقشہ مکمل تفصیل کے ساتھ

یہ کتاب کتب خانوں پر دستیاب ہے۔

مؤلف: اہل قلم کی جماعت

نظرِ ثانی: شبیر حسین ترابی پیشکش: آغا سید احمد علی رضوی

ادارہ شاہِ خراسان لاہور

معمئہ قرآنی

سینکڑوں سوالات کے جوابات قرآن سے دیئے گئے ہیں۔ یہ کتاب ایک علمی اور تحقیقی ذخیرہ ہے۔ فارسی سے اُردو کے قالب میں ڈھالی گئی ہے۔

مؤلف : اہلِ قلم کی جماعت

مترجم : آغا سید بشیر قمی

پیشکش : آغا سید احمد علی رضوی

نظرِ ثانی : مولانا شبیر حسین ترابی

ناشر

ادارہ شاہِ خراسان لاہور

ادارہ شاہِ خراسان کی منفرد پیشکش

نبوت (زیرِ طبع)

نبوت سے متعلق پچاس سوالات کے جوابات

مؤلف : اہلِ قلم کی جماعت

نظرثانی : آغا سید بشیر قمی

پیشکش : آغا سید احمد علی رضوی

ناشر

ادارہ شاہِ خراسان لاہور

ادارہ شاہِ خراسان لاہور

ادارہ شاہِ خراسان لاہور ایک علمی، فکری اور تحقیقاتی ادارہ ہے۔ جس میں مایہ ناز اہلِ علم حضرات کی کثیر تعداد شامل ہے۔ ادارہ کے اغراض و مقاصد کا خلاصہ درج ذیل ہے:

1- اسلام کی آفاقی تعلیمات کا فروغ، ترویج دین پر مبنی مواد کی اشاعت۔

2- علمی، تاریخی اور تحقیقی مواد کی تیاری۔

3- تحقیقی و اشاعتی اداروں کی آراء سے استفادہ۔

4- مطالعاتی اور فکری روش کا فروغ۔

5- اہل قلم کے درمیان علمی روابط پیدا کرنا۔

ادارہ شاہِ خراسان لاہور

714 نیلم بلاک علامہ اقبال ٹاؤن، لاہور۔ فون: 7449039

- آپؑ کی ولادت کے حالات وواقعات کیا تھے؟
- امام زمانہؑ کے وجود پر کوئی دلیل دیں؟
- صاحب الزمانؑ کی تعریف کریں؟
- کیا صحیح بخاری میں امام زمانہؑ سے متعلق حدیث ہے؟
- ابن خلدون نے نظریہ مہدیؑ کا کیوں انکار کیا؟
- آپؑ کی غیبت صغریٰ اور غیبت کبریٰ کی دلیل کیا ہے؟
- امام زمانہؑ کی طول عمر کی دعا کیوں ہوتی ہے جبکہ اللہ نے انہیں پہلے ہی طول عمر دی ہوئی ہے؟
- جزیرۂ خضراء کے بارے میں بتائیں؟
- امام زمانہؑ کا اسم مبارک آنے پر کیوں کھڑے ہوتے ہیں؟ گذشتہ حجتیں کیوں کھڑی ہوتی تھیں اور کیوں پنجتنؑ پاک کھڑے نہیں ہوتے تھے؟
- امام زمانہؑ کے کون سے حقوق واجب ہیں؟
- امام زمانہؑ کے حقوق کیوں واجب ہیں کیونکہ کوئی حق بغیر سبب کے واجب نہیں ہوتا؟
- امام زمانہؑ کون سے ستائیس (27) افراد کو پشت کعبہ سے برآمد کریں گے اور کیوں کریں گے؟
- کیا امام زمانہؑ کعبہ کو گرا دیں گے؟
- امام زمانہؑ کی رہائش گاہ کے بارے میں بتائیں؟